هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

خلاصة البیان فی تفسیر القرآن

خلاصۂ تفسیر

افادات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

حضرت مولانا اللہ بخش ظفر صاحب

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

[illegible] اشرف البیان

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

خلاصة البيان فى تفسير القرآن
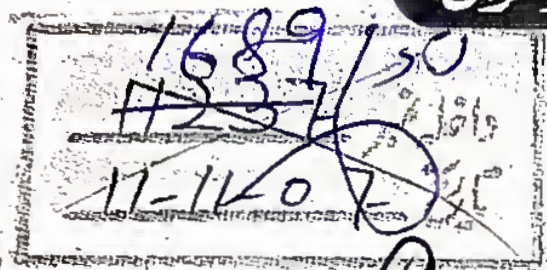
خلاصۂ تفسیر

افادات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

حضرت مولانا اللہ بخش ظفر صاحب
مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

نام کتاب ــــــــــــ خلاصۃ البیان فی تفسیر القرآن

افادات ــــــــــــ شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی قدس سرہ

جمع وترتیب ــــــــــــ مولانا اللہ بخش ظفر صاحب مدظلہم

مقدمہ ــــــــــــ مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

عنوانات ــــــــــــ مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب مدظلہم

کمپوزنگ ــــــــــــ حقانیہ کمپوزنگ سنٹر ساہیوال سرگودھا

ناشر ــــــــــــ ادارہ اشرف البیان

تعداد ــــــــــــ گیارہ سو

ملنے کے پتے

- ادارہ اشرف البیان جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
- مکتبہ کریمیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
- جامعہ حقانیہ عزیز بھٹی ٹاؤن سرگودھا
- مدرسہ مدینۃ العلوم مقام حیات سرگودھا
- دارالعلوم حقانیہ حاجی ٹاؤن لاہور روڈ چنیوٹ
- مدرسہ عربیہ علوم الشرعیہ میانوالی روڈ مظفر گڑھ چوک جوھر آباد ضلع خوشاب
- جامع مسجد بلاک نمبر 6 سرگودھا

ناشر

ادارہ اشرف البیان جامعہ حقانیہ ساہیوال

فون: 0451-786002-786899

E-Mail-ashraf_ul_byan@hotmail.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اولین

بعدالحمدو الصلوٰۃ:

گذارش آنکہ حضرت الاستاذ جناب مولانا محمد مالک صاحب کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کا بیان فرمودہ خلاصۂ تفسیر رمضان المبارک میں عرصہ دراز تک ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتا رہا حضرت الاستاذ نوراللہ مرقدہ نے اس میں بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ قرآن کریم کے مطالب ومعانی اور قصص وواقعات کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم وفنون کے جامع ،حدیث کے استاذ اور تفسیر کے ماہر تھے،حق تعالیٰ نے انہیں قرآن کریم کا خاص ذوق اور تفسیر کا ملکہ عطا فرمایا تھا، برسہا برس تک بار ہا آپ نے پورے قرآن کریم کا درس دیا، آپ زبردست علمی استعداد، جودت طبع، معقول ومنقول کی جامعیت کے ساتھ ذہانت وفطانت اور موروثی وخاندانی شرافت ونجابت کے حامل تھے۔تدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف اور قوت بیان میں بھی حق تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، بلاشبہ آپ کا بیان کردہ خلاصۂ تفسیر نہایت مستند ومعتبر بہت سی تفاسیر کا نچوڑ اور خاصہ کی چیز ہے جس سے لاکھوں مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا۔ریڈیو پاکستان سے اب بھی رمضان المبارک میں اس کا روزانہ ایک پارہ نشر کیا جاتا ہے۔

وقت کی یہ اہم ضرورت تھی کہ اسے جمع کر کے افادۂ عام کے لئے شائع کیا جائے اللہ تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر دے ہمارے برادر مکرم اور فاضل محترم جناب حضرت مولانا محمد اللہ بخش صاحب زید مجدہم مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

کو کہ انہوں نے بڑی محنت سے اس خلاصۂ تفسیر کو ریڈیو پاکستان سے سن کر کتابی صورت میں جمع کر دیا جو اس وقت ناظرین کے ہاتھوں میں ہے والحمدللہ علیٰ ذٰلک وجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

احقر نے اس کا نام ''خلاصۃ البیان فی تفسیر القرآن'' تجویز کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے نافع ومفید بنائے اور حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے رفع درجات کا سبب اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔

عنوانات، تقدیم اور اشاعت کا سبب

اس خلاصہ کے کتابی صورت میں جمع ہونے کے بعد ضرورت تھی کہ اسے شائع کیا جائے، برادرم موصوف زید مجدہم اسے خود شائع کرنا چاہتے تھے احقر نے بھی حصول سعادت کے لئے موصوف کی فرمائش پر چند کلمات اس پر تحریر کر کے مسودہ ان کو روانہ کر دیا تھا کہ سرگودھا بلاک نمبر 4 سے برادرم جناب مولانا قاری محمد اشرف صاحب زید مجدہم کے ہمراہ ایک صاحب خیر تشریف لائے اور انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر کا ایک مسودہ پیش کیا جسے وہ شائع کر کے اس غرض سے تقسیم کرنا چاہتے تھے کہ تراویح میں قرآن کریم سنانے کے بعد روزانہ تلاوت شدہ حصہ کی مختصر تفسیر نمازیوں کو سنادی جائے۔

احقر نے سرسری طور پر مسودہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تفسیر مستند ومعتبر نہیں ہے اس لئے احقر نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی قدس سرہ کا خلاصہ تفسیر شائع کر دیں جو بلاشبہ نہایت معتبر ومستند اور مفید ونافع ہے انہوں نے اس مشورہ کو فوراً قبول کیا اور بڑی خوشی سے اس کی اشاعت کی ذمہ داری لی چنانچہ خلاصۃ البیان کا مسودہ ملتان سے منگوایا گیا چونکہ اس کا

مضمون مسلسل تھا مضامین کی تقسیم اوران پرعنوانات نہ تھے اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اسے مفید عام بنانے کے لئے اس پر عنوانات قائم کردیئے جائیں تا کہ استفادہ میں سہولت ہواس خدمت کوجامعہ حقانیہ کے مدرس اور نائب مفتی عزیز القدر مولانا مولوی محمد اعظم سلمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت محنت سے بصدخوشی مکمل کیا، کتاب کی کتابت حقانیہ کمپوزنگ سنٹراور تصحیح ادارہ اشرف البیان کے اراکین عم زادعزیز القدر مولوی محمد فہیم ترمذی سلمہ وبرخورداران حافظ عبدالباری ترمذی، حافظ عبدالناصر ترمذی وسید عبدالملک ترمذی سلمہم اللہ تعالیٰ نے کی، حق تعالیٰ قرآن کریم کی اس خدمت کوقبول فرمائیں اورسب کے لئے فلاح دارین کا سبب بناویں اورمزید توفیقات سے سرفراز فرمائے۔ امین

ناظرین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ مرتب کتاب، تمام معاونین احقرناکارہ اورکتاب کی اشاعت کرنے والے صاحب خیر کے لئے بطور خاص سعادت دارین کی دعافرماویں واجرکم علی اللہ تعالیٰ۔

ائمہ مساجداورتراویح میں قرآن کریم سنانے والے حضرات سے گذارش ہے کہ وہ پہلے اس کا مطالعہ فرمائیں اورپھرتراویح میں تلاوت شدہ حصہ کاخلاصہ اسے دیکھ کرسنادیں۔

کتاب کی اشاعت کی سعادت خلاصۃ البیان کے جامع ومرتب کی اجازت سے ادارہ اشرف البیان کوحاصل ہورہی ہے جویقیناً باعث مسرت وخوشی ہے۔

موقع کی مناسبت سے احقر نے ضروری سمجھا کہ تلاوت قرآن کریم اور تفہیم کتاب وحکمت سے متعلق ضروری مضمون اورتشریح بطورتقدیم کے لکھدی جائے

تا کہ خلاصہ تفسیر کی اہمیت کے ساتھ تلاوت قرآن کی اہمیت بھی پیش نظر رہے اور یہ حقیقت بھی سمجھ میں آجائے کہ قرآن کریم کی تفسیر صرف مطالعہ کی چیز نہیں ہے بلکہ اسے ماہرین علوم قرآن سے سیکھنا ضروری ہے اور مطالعہ بھی صرف انہی تفاسیر وتراجم کا کرنا چاہیئے جو مستند ومعتبر ہوں اس کے لئے معارف القرآن سے ضروری مضمون نقل کردیا گیا ہے جو اس سلسلہ میں نہایت مفید ونافع ہے حق تعالیٰ قبول فرماویں۔ آمین

حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ضروری حالات بھی کتاب کی ابتدا میں شائع کئے جارہے ہیں اس سلسلہ میں برادر مکرم جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہم کا مضمون ہدیہ قارئین ہے تفصیل کے لئے موصوف کی کتاب ''حیات مالک'' ملاحظہ فرمائیں۔

فقط

احقر سید عبدالقدوس ترمذی عفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علٰی سید الانبیاء محمد المصطفٰی وعلٰی الہ المجتبٰی واصحابہ الاصفیاء اما بعد:

یہ ایک واضح حقیقت اور آفتاب نیمروز کی طرح روشن صداقت ہے کہ دین اسلام ہی انسان کی دنیوی واخروی فوز وفلاح کا ضامن اور حق تعالیٰ کا پسندیدہ آخری دین ہے جو قیامت تک قائم رہے گا اس دین اسلام کی بنیاد اور اساس اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مقدس اور حضور اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ پر ہے۔

قرآن کریم یقیناً سرچشمۂ ہدایت ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مقدس کتاب سے اپنا تعلق قائم رکھے، قرآن کریم کا سیکھنا، سکھانا، پڑھنا، پڑھانا سب سے بہترین مشغلہ ہے، چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ نبی کریم ﷺ کو جن مقاصد کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا ان میں تلاوت کتاب اور تعلیم کتاب وحکمت اہم مقاصد ہیں۔

قرآن کریم اس جہان میں وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہان آسمان وزمین اور ان میں پیدا ہونے والی مخلوقات اس کا بدل نہیں بن سکتی۔

انسان کی سب سے بڑی سعادت

انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی اپنی مقدور بھر قرآن کریم میں اشتغال اور اس کو حاصل کرنا ہے اور سب سے بڑی شقاوت وبد نصیبی اس سے اعراض اور اسے چھوڑنا ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس کی فکر تو فرض عین اور ضروری ہے

کہ قرآن کریم کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھنے اور اولاد کو پڑھانے کی کوشش کرے اور پھر جس قدر ممکن ہو اس کے معانی اور احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اس کو اپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائے اور اپنے حوصلے اور ہمت کے مطابق اس کا جو حصہ بھی نصیب ہو جائے اس کو اس جہان کی سب سے بڑی نعمت سمجھے (معارف القرآن ص ۵۹ ج ۱)

قرآن کریم کے الفاظ بھی مقصود ہیں

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ آیات قرآنی ''ربنا و ابعث فیھم رسولا'' الآیۃ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

تلاوت آیات کو جداگانہ مقصد قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن کریم میں جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں اسی طرح اس کے الفاظ بھی مقصود ہیں کیونکہ تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے معانی کی نہیں اس لئے جس طرح رسول کے فرائض میں معانی کی تعلیم داخل ہے اسی طرح الفاظ کی تلاوت اور حفاظت بھی ایک مستقل فرض ہے اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کے بتائے ہوئے نظام زندگی پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات کو سمجھنا اور سمجھانا ہے محض اس کے الفاظ رٹ لینے پر قناعت کر کے بیٹھ جانا قرآن کریم کی حقیقت سے بے خبری اور اس کی بے قدری ہے لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ جب تک قرآن کریم کے الفاظ کے معانی نہ سمجھے طوطے کی طرح اس کے الفاظ پڑھنا فضول ہے...... کیونکہ قرآن الفاظ اور معنی دونوں کا نام ہے جس طرح ان کے معانی کا سمجھنا اور اس کے دیئے ہوئے احکام پر عمل کرنا فرض اور اعلیٰ عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی ایک

مستقل عبادت اور ثواب عظیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام جو معانی قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے انہوں نے محض معنی سمجھ لینے اور عمل کر لینے کو کافی نہ سمجھا (بلکہ) انہوں نے ساری عمر تلاوت قرآن کو حرز جان بنائے رکھا، بعضے صحابہ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے بعض دو دن میں اور اکثر حضرات تین دن میں ختم قرآن کے عادی تھے اور ہر ہفتہ میں قرآن ختم کرنے کا تو پوری امت کا معمول رہا ہے، قرآن کریم کی سات منزلیں اسی ہفتہ واری معمول کی علامت ہیں، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا یہ عمل بتلا رہا ہے کہ جس طرح قرآن کریم کے معانی کا سمجھنا اور عمل کرنا اصلی عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی بجائے خود ایک اعلیٰ عبادت اور موجب انوار و برکات اور سرمایہ سعادت و نجات ہے، اس لئے رسول کریم ﷺ کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات کو ایک مستقل حیثیت دی گئی۔ مقصد یہ ہے کہ جو مسلمان فی الحال معانی قرآن کو نہیں سمجھتے وہ اس بدنصیبی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ الفاظ کو فضول سمجھ کر اس سے بھی محروم ہو جائیں۔ کوشش کرتے رہنا ضروری ہے کہ وہ قرآن کے معانی کو سمجھیں تا کہ قرآن کریم کے حقیقی انوار و برکات کا مشاہدہ کریں اور نزول قرآن کا اصلی مقصد پورا ہو، قرآن کو معاذ اللہ جنتر منتر کی طرح صرف جھاڑ پھونک میں استعمال کی چیز نہ بنائیں اور بقول اقبال مرحوم سورۂ یٰس کو صرف اس کام کے لئے نہ سمجھیں کہ اس کے پڑھنے سے مرنے والے کی جان سہولت سے نکل جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت میں فرائض رسول بیان کرتے ہوئے تلاوت آیات کو مستقل فرض کی حیثیت دے کر اس پر تنبیہ کر دی گئی ہے کہ قرآن

کریم کے الفاظ کی تلاوت اور ان کی حفاظت اور ان کو ٹھیک اسی لب ولہجہ میں پڑھنا جس پر وہ نازل ہوئے ہیں ایک مستقل فرض ہے۔

قرآن کریم سمجھنے کے لئے محض عربی کا جاننا کافی نہیں ہے

اسی طرح تلاوت آیات کے فرض کے ساتھ تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دینے سے ایک دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن فہمی کے لئے صرف عربی زبان کا جان لینا کافی نہیں بلکہ تعلیم رسول کی ضرورت ہے جیسا کہ تمام علوم وفنون میں یہ بات معلوم ومشاہد ہے کہ کسی فن کی کتاب کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے محض اس کتاب کی زبان جاننا بلکہ زبان کا ماہر ہونا بھی کافی نہیں جب تک کہ اس فن کو کسی ماہر استاذ سے حاصل نہ کیا جائے مثلاً آج کل ڈاکٹری، ہومیو پیتھک اور ایلو پیتھک کی کتابیں عموماً انگریزی زبان میں ہیں لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ محض انگریزی زبان میں مہارت پیدا کر لینے اور ڈاکٹری کی کتابوں کا مطالعہ کر لینے سے کوئی شخص ڈاکٹر نہیں بن سکتا انجینئرنگ کی کتابیں پڑھنے سے کوئی انجینئر نہیں بن سکتا، بڑے فنون تو اپنی جگہ پر ہیں معمولی روزمرہ کے کام محض کتاب کے مطالعہ سے بغیر استاذ سے سیکھے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتے، آج تو ہر صنعت وحرفت پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہوئی ہیں فوٹو دے کر کام سکھانے کے طریقے بتائے ہیں لیکن ان کتابوں کو دیکھ کر نہ کوئی درزی بنتا ہے نہ باورچی یا لوہار، اگر محض زبان جان لینا کسی فن کے حاصل کرنے اور اس کی کتاب سمجھنے کے لئے کافی ہوتا تو دنیا کے سب فنون اس شخص کو حاصل ہو جاتے جو ان کتابوں کی زبان جانتا ہے، اب ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ معمولی فنون اور ان کے سمجھنے کے لئے جب محض زبان دانی کافی نہیں تعلیم استاذ کی ضرورت ہے تو مضامین قرآن جو علوم الٰہیہ سے لے کر طبعیات وفلسفہ

تک تمام گہرے دقیق علوم پر مشتمل ہے وہ محض عربی زبان جان لینے سے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں اور اگر یہی ہوتا تو جو شخص عربی زبان سیکھ لے وہ معارف قرآن کا ماہر سمجھا جائے تو آج بھی ہزاروں یہودی اور نصرانی عرب ممالک میں عربی زبان کے بڑے ماہر ادیب ہیں وہ سب سے بڑے مفسر قرآن مانے جاتے اور عہد رسالت میں ابوجہل، ابولہب قرآن کے ماہر سمجھے جاتے۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کریم نے ایک طرف تو رسول کے فرائض میں تلاوت آیات کو ایک مستقل فرض قرار دیا دوسری طرف تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دے کر بتلا دیا کہ محض تلاوت آیات کا سن لینا فہم قرآن کے لئے عربی زبان کے جاننے والوں کے واسطے بھی کافی نہیں بلکہ تعلیم رسول ہی کے ذریعہ قرآنی تعلیم کا صحیح علم حاصل ہو سکتا ہے قرآن کو تعلیمات رسول سے جدا کر کے خود سمجھنے کی فکر خود فریبی کے سوا کچھ نہیں اگر مضامین قرآنی کو بتلانے سکھانے کی ضرورت نہ ہوتی تو رسول کو بھیجنے ہی کی کوئی حاجت نہ تھی اللہ کی کتاب دوسری کسی طرح بھی انسانوں تک پہنچائی جا سکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہیں وہ جانتے ہیں کہ مضامین قرآن کی تعلیم وتفہیم کے لئے دنیا کے دوسرے علوم وفنون سے زیادہ تعلیم استاد کی ضرورت ہے۔

تعلیم کتاب اور ضرورت پیغمبر

یہاں پر عام استاذ بھی کافی نہیں بلکہ ان مضامین کا استاد صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے بذریعہ وحی شرف ہم کلامی حاصل ہو جس کو اسلام کی اصطلاح میں نبی ورسول کہا جا سکتا ہے اس لئے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ قرار دیا کہ وہ قرآن کریم کے معانی واحکام کی شرح کر کے بیان فرمائیں ارشاد ہے "لتبین للناس مانزل الیھم" (۱۶،۴۴)

یعنی ہم نے آپ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے اللہ کی نازل کردہ آیات کے مطالب بیان فرمائیں تعلیم کتاب کے ساتھ آپ کے فرائض میں دوسری چیز تعلیم حکمت بھی رکھی گئی ہے......صحابہ وتابعین نے حکمت کی تفسیر سنت رسول اللہ ﷺ سے کی ہے جس سے واضح ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے ذمہ جس طرح معانی قرآن کا سمجھانا و بتلانا فرض ہے اسی طرح پیغمبرانہ تربیت کے اصول وآداب جن کا نام سنت ہے ان کی تعلیم بھی آپ کے فرائض منصبی میں داخل ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''انما بعثت معلما ''میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ جب آپ کا مقصد وجود معلم ہونا ہے تو آپ کی امت کا مقصد وجود متعلم اور طالب علم ہونا چاہئے جس کو تعلیمات رسول کریم ﷺ کی لگن ہو اگر علوم قرآن وسنت کی مکمل تحصیل اور اس میں مہارت کے لئے ہمت وفرصت نہیں ہے تو کم ازکم بقدر ضرورت علم حاصل کرنے کی فکر چاہئے (ص ۳۳۵ ج ا)

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی ذکر کردہ مذکورہ تشریح وتوضیح سے واضح ہے کہ قرآن کریم کے معانی کی طرح قرآن کریم کے الفاظ بھی مقصود ہیں ان کو یاد کرنا پڑھنا پڑھانا ایک اہم مقصد کی تکمیل اور باعث اجروثواب ہے اس لئے امت مسلمہ پر لازم ہے کہ جس قدر ممکن ہو وہ اپنا وقت اس کی تلاوت تعلیم اور تعلم میں گذاریں۔

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد چونکہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اس لئے الفاظ قرآن کریم کے ساتھ اس کے معانی اور مطالب کو سمجھنا بھی ضروری ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ مقصد محض عربی لغات اور اردو کے تراجم دیکھنے سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے معانی

اور مطالب اور اس کی صحیح تفسیر وتشریح کو ماہرین علوم قرآن اور مستند و متبحر مفسرین سے سیکھا جائے جنہوں نے پوری زندگی اس مقصد کے لئے وقف کی اور قرآن کریم کو متوارث طریقہ سے صحیح طور پر اپنے بڑوں سے سمجھا۔

جو حضرات مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں انہیں بھی چاہئے کہ وہ ایسی تفاسیر کا مطالعہ کریں جو معتبر و مستند ہوں اس سلسلہ میں اہل علم بیان القرآن اور دیگر حضرات معارف القرآن، انوار البیان وغیرہ معتبر کتب تفسیر کا مطالعہ فرماویں، حق تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کی توفیق عطا فرماویں اور دنیا وآخرت کی سعادت سے مشرف فرماویں۔ امین بحرمة النبی الکریم علیہ الف الف صلوٰۃ وتسلیم وبرحمتک یاارحم الراحمین۔

فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

خادم طلبہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۹ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

26 اگست 2004ء

مختصر حالات شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ

آپ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے' آپ کے والد محترم شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ التفسیر تھے، آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا پھر باضابطہ تعلیم تھانہ بھون میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں شروع کی، مدرسہ اشرفیہ تھانہ بھون میں ابتدائی تعلیم اردو، فارسی کے بعد آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے جہاں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کی زیرنگرانی تمام علوم دینیہ کی تکمیل ۱۳۵۸ھ میں کی پھر مکرر دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں تین سال قیام رہا' دورہ حدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اعزاز علی امروہیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے پڑھا پھر جب شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل منتقل ہوئے تو آپ بھی ہمراہ گئے اور وہاں مولانا عبدالرحمٰن امروہی اور مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی سے بھی اکتساب فیض کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد آپ کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس وتصنیف میں مصروف رہے پھر والد محترم کے حکم سے بہاولنگر تشریف لے گئے جہاں مدرسہ جامع العلوم میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور بعد میں آپ کی کوششوں سے مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی بھی یہاں تشریف لے آئے۔

آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز صحیح مسلم، ابوداؤد، تفسیر جلالین اور ہدایہ سے کیا۔ جامع العلوم بہاولنگر کے دوسال قیام کے بعد شیخ الاسلام علامہ عثمانی کے ارشاد پر

آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل منتقل ہوئے اور وہاں استاد حدیث کی حیثیت سے درس وتدریس کا کام جاری رکھا۔ اس زمانہ میں علامہ شمس الحق افغانی اور علامہ محمد یوسف بنوری بھی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے والد محترم مولانا محمد ادریس کاندھلوی مع اپنے اہل خانہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے اصرار پر پاکستان آچکے تھے اور شیخ الاسلام علامہ عثمانی نے درالعلوم دیوبند کی طرز پر پاکستان میں ایک مرکزی دارالعلوم کے قیام کی تجویز پر کام کیا تھا جسے بعد میں مولانا احتشام الحق تھانوی نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ آپ ۱۳۶۷ھ میں علامہ سید سلیمان ندوی کے ہمراہ دہلی سے لاہور پہنچے اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی کی دعوت پر دارالعلوم الاسلام ٹنڈوالہ یار میں استاد حدیث کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دینے لگے اور پورے پچیس سال اسی دارالعلوم میں گذارے پھر اپنے والدمکرم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی وفات کے بعد ۱۹۷۴ھ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی اور حضرت حکیم الامت کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیھا کے اصرار پر جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے آئے اور اپنے والدمکرم کی عظیم مسند پر بطور شیخ الحدیث والتفسیر رونق افروز ہوئے اور آخردم تک اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہتے ہوئے حدیث رسول ﷺ کے چراغ جلاتے رہے ہزاروں طالبان علم نے آپ سے کسب فیض کیا اور ہزاروں نے آپ کے مواعظ حسنہ سے استفادہ کیا۔ آپ ایک عظیم محدث ومفسر، محقق ومدبر اور عارف کامل بھی تھے۔

آپ کا روحانی سلسلہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے منسلک ہے آپ نے اصلاح وتربیت کا تعلق حضرت حکیم الامت کے خلیفۂ ارشد حضرت حکیم الاسلام

قاری محمد طیب صاحب سے قائم کیا اور پھر انہی سے خلافت واجازت حاصل ہوئی آپ نے تقریباً نصف صدی سے زائد تدریس وتصنیف اور تبلیغ واشاعت کی خدمات سرانجام دیں متعدد دینی کتب تالیف کیں جن میں تجرید صحیح مسلم' اصول تفسیر، منازل العرفان فی علوم القرآن، پیغام مسیح، تاریخ حرمین، البدایہ، اسلامی معاشرت، ردقادیانیت اور پردہ اور مسلمان خاتون وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے اور آخر تک مجلس صیانۃ المسلمین کے مرکزی نائب امیر رہے علاوہ ازیں متعدد دینی تنظیموں، دینی مدارس اور اصلاحی وفلاحی کمیٹیوں کے سربراہ رہے بالآخر آپ نے ۸ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ میں رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون حق تعالیٰ درجات بلند فرمائیں۔ امین

(سلسلۂ اشرفیہ کے سو بڑے علماء، تالیف حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری)

پارہ نمبر 1

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْ لِہِ الْکَرِیْم اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْ مِ الدِّیْنِ (الآیۃ)

رمضان کے انوار وتجلیات میں درس قرآن

رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں کلام اللہ کا درس مسلمان قوم کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ کا کلام اس کی تجلیات، اس کے جلال و جمال کا مظہر ہے۔ اللہ کے انوار اور اس کے جلال و جمال کو اگر انسان دیکھنا چاہے تو اس کے کلام ہی کے اندر دیکھ سکتا ہے، جیسے مشہور ہے۔

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل

ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

تو اللہ کا دیدار اگر بندے کو دنیا میں نصیب ہوسکتا ہے تو اس کے کلام پاک کی تلاوت میں نصیب ہوسکتا ہے۔

فاتحہ خلاصۃ القرآن ہے

قرآن پاک کا آغاز اور مصحف عثمانی کی ابتداء سورۂ فاتحہ سے ہے جو مکی سورتوں میں شمار کی گئی ہے یہ سورۃ فاتحہ ام القرآن کہلاتی ہے اور ام القرآن کا مطلب یہی ہوا کہ یہ سارے قرآن کریم کے مضامین کا متن ہے اور اس کا لباب اور عطر ہے۔

جس قدر مضامین قرآن کریم کے اندر آئیں گے وہ سب انہیں اصول اور کلیات کی تفسیر ہیں جس میں حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں کو حمد وثنا کا طریقہ بتایا۔ اللہ کی ربوبیت کا ذکر کیا جارہا ہے اور اس کے رحمٰن ورحیم ہونے کا اور مالک یوم الدین میں قیامت اور قیامت کے روز جزاوسزا کا تصور لوگوں کے قلوب کے اندر قائم کرنا ہے۔ پھر یہ کہ عبادت اللہ ہی کی ہے، انسان عاجز ہے اسی سے استعانت اور مدد طلب کرنے ہی کی صورت ہوسکتی ہے پھر یہ بھی فرمایا گیا کہ انسانی زندگی کے لئے فلاح اور سعادت صراط مستقیم ہی پر چلنے سے ہے اور صراط مستقیم یہ اللہ کے ان بندوں کا راستہ ہے جن پر خدا انعام فرماتا ہے۔ اس راستے پر چلنے کے لئے ان قوموں کے طریقوں کو اور شعائر کو چھوڑنا ہوگا جن پر خدا کا غضب ہوا ہے یا گمراہ ہوئے ہیں اس مضمون کو نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد مبارک میں ایک مناجات قرار دیا ہے جو بندے اور رب کے درمیان مناجات کی شکل ہے جیسے کہ احادیث میں اس کی تفصیل ہے۔

سورۂ بقرہ

کتاب ہدایت اور تین گروہ کے بارے میں تفصیلات

اس پہلے پارے کو ہم سورۂ بقرہ پر مشتمل پا رہے ہیں اور سورۂ بقرہ کی ابتدا اور آغازِ آیت میں یہی چیز فرمائی گئی ہے کہ یہ قرآن کتابِ ہدایت ہے جس میں کسی قسم کے تردد اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کتابِ ہدایت کے اعلان کے بعد اس موقع پر حق تعالیٰ نے اہل ایمان کا ذکر کیا اور ان کی خصوصیات کو بیان کیا۔ ان کے بالمقابل اہل کفر کو اور ان کی خرابیوں کو بیان کیا گیا۔ تیسرا گروہ منافقین کا ہے جن کے دلوں میں ایمان نہیں ہے لیکن زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے

ہیں۔ ان منافقین کا ذکر پھر فرمایا گیا یہ تین ہی گروہ ہیں جن کو قرآن کریم مخاطب بناتا ہے۔ اور ان کے احوال سے پوری کتاب الٰہی میں بحث کی گئی ہے اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کو ثابت کرنے کے لئے اصول اور دلائل بھی بیان کئے اور منافقین کی جو خصلتیں تھیں اور جو ان کا کردار تھا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا اور ان کو دھوکہ دینے کا اس کو بھی بیان فرمایا۔ پھر منافقین کی ایک مثال بیان کی گئی اور اس مثال کے بعد ایک اور مثال بیان کی گئی جس سے ظاہر کرنا مقصود تھا کہ یہ نہایت ہی گمراہی کی تاریکیوں کے اندر پڑے ہوئے ہیں ''اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ'' تو اس طرح منافقین کی برائی اور ان کے کردار کی خرابیوں کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے تمام انسانوں کو خطاب کیا اپنی ربوبیت کے اور اپنی توحید کے ماننے کے لئے، کہ اللہ رب العالمین ہی مستحق عبادت کا ہے۔ وہی تنہا عبادت کے لائق ہے اور جس پروردگار نے انسان کو اور انسان کے لئے تمام وسائلِ زندگی کو پیدا کیا اور پھر یہ کہ جو لوگ اپنی گمراہیوں سے معبودانِ باطل کی عبادت کے اندر گمراہ ہو جاتے ہیں وہ آخر کوئی ثبوت تو پیش کریں کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک بھی ہے۔

قائلینِ معبودِ حقیقی کو بشارت

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے اہل ایمان کو بشارت سنائی گئی ہے جنت کی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اور راحتوں کی پھر اسی کے ساتھ اللہ نے اس نظام ہدایت اور نظام قدرت کو ذکر فرمایا جس کے ذریعہ سے انسانوں کی گمراہی اور ہدایت دو راستوں پر منقسم ہوتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور خلافت الٰہیہ کا تاج

اس سلسلہ میں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے فرشتوں کے سامنے جب اس چیز کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار! کیا تو ایسے انسان کو دنیا میں پیدا کر رہا ہے جو زمین میں فساد مچائے گا اور خون ریزی کرے گا، پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ''اِنِّی اَعْلَمُ مَالاتَعْلَمُوْن'' ایک جواب اللہ تعالیٰ کا حاکمانہ تھا اور دوسرا جواب حکیمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس جواب میں یہ چیز ظاہر فرمادی کہ اے ملائکہ اور فرشتو! جن چیزوں کو انسان کی تخلیق میں سبب فساد کا اور خون ریزی کا سمجھ رہے ہو میری ہدایات کو میرے خلیفہ، پیغمبر اور رسول علیہم السلام دنیا میں لیکر آئیں گے انسان کی زندگی کا رخ وہ ہدایات صحیح کر دینے والی ہوں گی۔

ذکر بنی اسرائیل اور ان کی تفصیلات

اس سلسلہ میں پروردگار عالم نے بنی اسرائیل کو مخاطب فرمایا یہ چونکہ اہل کتاب تھے اہل کتاب کا طویل ذکر چلتا رہا اور ''یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُم'' کے عنوان سے خدا نے بنی اسرائیل کو جن انعامات سے نوازا تھا ان کی یاددھیانی کرائی گئی۔ اس موقع پر بنی اسرائیل کی وہ برائیاں کہ جن میں یہ قوم مبتلا تھی کس کس طرح اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے رہے پھر اللہ کے انعامات کی جو طویل فہرست بیان کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی بغاوتوں کی پوری فہرست بیان کر دی گئی تقریباً آدھا پارہ بنی اسرائیل کے ان احوال کے اوپر مشتمل رہا اور اس میں طرح طرح کی بے ہودگیاں اور بدعنوانیاں ذکر کر دی گئیں۔

قوم موسیٰ علیہ السلام میں قتل کا عجیب واقعہ

یہاں تک کہ ایک قصہ جو قوم کے اندر پیش آیا تھا کہ ایک قتل کا واقعہ ہوا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً'' اس پر یہ قوم مذاق اڑانے لگی اور اللہ کے پیغمبر کے حکم کا انکار کیا لیکن خدا کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلانا تھا تو اسی طرح پر وہ بیل اور بقرہ کے ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت کے ٹکڑے کو مقتول کے ساتھ لگایا گیا اور اس نے قاتل کا پتہ بتلا دیا۔ اس ضمن میں پروردگار عالم یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ انسانوں کی گمراہی جب ان پر مسلط ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے احکام کے اندر کس قسم کی حجت بازی اور قیل وقال شروع کر دیا کرتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور ان کی قوموں کی حالت

پھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب عطاء کی توراۃ اس کا ذکر کیا اور بنی اسرائیل نے جو اس کتاب کے اندر تحریفات کیں ان کا ذکر کیا ساتھ ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی نبوت اور رسالت کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور پھر یہ چیز کہ ان کی قوم نے کس طرح اپنے پیغمبر کے ساتھ نافرمانی اور بغاوت کا طریقہ اختیار کیا کہ صاف طور پر کہتے تھے کہ ہمارے قلوب کے اوپر غلاف چڑھے ہوئے ہیں ان قلوب میں آپ کی بات سرایت نہیں کر سکتی ہے۔ اس موقع پر حق تعالیٰ نے انسانی قلوب کی قساوت اور اس کی سختی کا ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ انسانی قلوب پتھر کی طرح ہیں یہ سخت ہو جاتے ہیں تو ان میں یہ صلاحیت نہیں رہتی کہ وہ کسی ہدایت کو قبول کریں تو اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام کا اللہ کی وحی لیکر اترنا اور یہود کا اس بات کی وجہ سے کہ ان کو جبریل علیہ السلام سے اختلاف ہے اور وہ ان

کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اس کی لائی ہوئی وحی کا کوئی اعتبار نہیں کریں گے، اللہ کی وحی کو چھوڑ کر سحر اور جادو کے ذکر کے اندر لگ جانا۔

وحی کو چھوڑنا ذلت ہے

ہاروت ماروت کا قصہ بیان کیا کہ ان کو اللہ نے بابل میں اتارا تھا اور ان کو سحر اور جادو کی تعلیم دی تا کہ اللہ کی وحی اور جادو میں لوگ فرق کرسکیں اور سمجھ سکیں کہ سحر کیا ہے اور اللہ کی وحی کی کیا حقیقت ہے لیکن یہ بنی اسرائیل اللہ کی وحی کو چھوڑ کر جادو کے اندر پڑ گئے اس موقع پر قرآن کریم نے پھر ان کے غلط اور بے ہودہ دعووں کا بھی رد کیا ہے۔

یہود کا دعویٰ محبوبیت

ان تمام تر بداعمالیوں اور گمراہیوں کے باوجود ان کے دعوے یہ ہوتے تھے کہ ہم خدا کے محبوب بندے ہیں قرآن کریم نے اعلان کیا کہ نہیں خدا کے محبوب بندے وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے سامنے سرنگوں ہوں، اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے والے ہوں ''بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ'' اس کے لئے تو بیشک یہ سعادت ہے کہ اس کو اجر ہوگا پروردگار عالم کے ہاں اور وہ دنیا اور آخرت میں ہر خوف سے مامون اور مطمئن ہوگا۔ یہود اور نصاریٰ اپنی اپنی جگہ پر گمراہ ہونے کے باوجود ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ ہدایت پر ہے اس چیز کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ دنیا میں گمراہ ہونے والے فرقے بیشک زبان سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں اور ہم ہی صحیح حق کو قبول کرنے والے ہیں۔ لیکن اللہ کا دین قبول کرنا اس کا نام ہدایت ہے اور جو اللہ کے دین میں تحریف کر کے اپنی من مانی چیزوں کو اختیار کر کے انہی کو رواج دے تو یہ ہدایت نہیں ہے یہ تو

ضلالت اور گمراہی ہے۔اس پر یہود ونصاریٰ پورے طور پر اتر رہے ہیں۔

ذکر سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اور تعمیر کعبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تمام اہل کتاب کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ اپنے لئے مقتدا اور نمونہ شمار کرتے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاص خصوصیات کو اس موقع پر بیان فرمایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر اور اس کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا شامل ہونا اس کا بھی ذکر کیا اور اس طرح پر اللہ نے اپنے پیغمبر خلیل اللہ کی منقبت اور فضیلت بیان کر کے یہ توجہ دلائی کہ بنی اسرائیل کو خاص طور پر حضرت ابرہیم علیہ السلام کی ملت اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمادیا گیا کہ عقل اور انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ ملت ابراہیمیہ کی پیروی کرے ''وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّامَنْ سَفِهَ نَفْسَه'' کوئی بھی شخص جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے اعراض کرے گا وہ کبھی بھی عقل ودانش والا نہیں ہوسکتا ہے تو اس طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منقبت اور فضیلت بیان کی جارہی ہے۔

مللِ سابقہ اور ملت ابرہیمی کی تکمیل شریعت محمدیہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس ملت کی تکمیل کے لئے سرور کائنات جناب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کے دین کی اور تعلیمات کی جو دنیا اپنی تحریفات کے ذریعہ سے ختم کر چکی تھی اور ان میں گمراہیوں کی آمیزش ہوچکی تھی اس کی اصلاح کے لئے گویا اصلاح بشریت کے لئے اور تمام ادیان سماویہ کی تکمیل کے لئے اللہ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اس بعثت

کا اشارہ کرتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی جارہی ہے ''قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ'' کہ پہلی ہدایت انہیں انبیاء علیہم السلام کے طریقوں میں ہے اس کو اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی پیغمبر کا انکار کرنا یہ یقیناً ہدایت کے لئے تباہ کن چیز ہے ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ'' اس قسم کا ایمان، ایمان ہے ایک پیغمبر پر ایمان کا دعویٰ کرنا اور دوسرے پیغمبروں کا انکار کرنا یہ خدا کے قانون میں نہ ہدایت ہے اور نہ اس کا نام ایمان ہے اسی چیز کو حق تعالیٰ شانہ نے یہ عنوان اختیار کرتے ہوئے فرمایا ''صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً'' خدا کا رنگ یہی ہے کہ جس میں انسانوں کو رنگ جانا چاہئے وہ رنگ کہ جو اہل کتاب اختیار کررہے ہیں، نصرانیوں نے اپنا وہ رنگ جو اختیار کیا ہوا ہے وہ رنگ کوئی رنگنے کے قابل نہیں ہے جس رنگ میں انسانوں کو رنگا جانا چاہئے جو خدا کا رنگ ہے، اسی پر انسانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے، اسی کے سامنے سرنگوں ہونا چاہئے، اس کا مقابلہ کرنا یہ انسان کے لئے سب سے بڑی سرکشی اور عناد ہوگا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی طرف اشارہ فرمایا گیا ''تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ'' یہ گروہ انبیاء علیہم السلام کا، صالحین کا گزر چکا ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں اور اے اہل کتاب اے بنی اسرائیل! تم جو کچھ کررہے ہو اس کا مزہ تم کو چکھنا ہوگا ہر ایک شخص کا عمل اس کے ساتھ ہے کسی دوسرے کے عمل سے کسی شخص کے اوپر مسوٴلیت کیسے عائد ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے اس پارے کو اس مضمون کے اوپر ختم فرمایا۔

پارہ نمبر 2

''سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰهُمْ .... اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ''

ربط: پہلے پارہ میں بنی اسرائیل کے احوال ذکر کیئے جارہے تھے اور کچھ ان برائیوں کا ذکر کیا جارہا تھا جوانہوں نے اپنی اعتقادی اور اخلاقی حیثیت سے اختیار کررکھی تھیں نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ یا سترہ ماہ تک نمازیں ادا کیں، ابتدا میں مدینہ کے اندر قبلہ مسجد اقصیٰ کو قرار دیا گیا تھا۔

تحویل قبلہ کا حکم اور یہودیوں کا واویلا

اس کے بعد حکم تحویل قبلہ کا نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کے دل میں اس بات کا شوق تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جو آپ ﷺ کے جدامجد ہیں ان کے بنائے ہوئے قبلہ کی طرف آپ رخ کر کے نمازیں ادا کیا کریں اور وہی کعبہ نمازوں کے لئے قبلہ ہو تو قرآن کریم نے حکم نازل کردیا ''فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' اس حکم کے نازل ہونے پر یہودی اور اہل کتاب نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرنے لگے اور اس قسم کے طعن کیئے کہ یہ کون سے اللہ کے پیغمبر ہیں کہ کبھی قبلہ ایک رخ کو اختیار کرتے ہیں کبھی دوسرے رخ کو قبلہ بناتے ہیں تو حق تعالیٰ نے جواب دیا ''قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ'' کہ خدا ہی کے لئے ہر جہت ہے ہر زمان ومکان ہے وہ جس طرف بھی رخ کرنے کا حکم دے یہ اس کی قدرت اور اسی کی حکمت ہے۔

آخری نبی حضرت محمد ﷺ سے یہود کا بغض وحسد

چنانچہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے اہل کتاب کی اس برائی کا ذکر کیا جو ان کے دلوں کے اندر رچی ہوئی تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو بخوبی جانتے تھے کہ وہ اللہ کے برحق پیغمبر ہیں نبی آخرالزمان ﷺ کو آپ کی نشانیوں اور علامات کے ذریعہ سے پہچانتے تھے لیکن محض عناد اور حسد کی وجہ سے آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے تو چنانچہ فرمایا ''اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ'' کہ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ آپ ﷺ کو اس طرح پر پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں۔ عبداللہ بن سلام جو اہل کتاب میں سے بڑے متبحر عالم تھے جب وہ اسلام لائے اس آیت کو پڑھ کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم مجھ کو نبی کریم ﷺ کی معرفت اور پہچان اپنے بیٹوں کی پہچان سے زیادہ ہے۔

بعثت حضرت محمد ﷺ اور آپ کے مقاصد

بہرکیف اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کا ذکر فرمایا اور آپ ﷺ کی نبوت کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ'' کہ اللہ اپنے رسول کو مبعوث فرمائیں گے جن کی زندگی اور رسالت کے مقاصد میں سے پہلی چیز تلاوت آیات ہوگی دوسری چیز تزکیۂ نفوس ہوگا تعلیم کتاب وحکمت یہ نبی کریم ﷺ کے مقاصد نبوت میں سے ہوں گے یہ چیزیں یقیناً انسانیت پر ایک بہت بڑا انعام ہے اور عظیم احسان ہے۔

نعمت پر انسان کو ذاکر و شاکر رہنا چاہئے

لہٰذا انسان کو حق تعالیٰ شانہ نے خطاب فرمایا "فَاذْكُرُونِىٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِى وَلَا تَكْفُرُونِ" تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا میری نعمتوں کا شکر ادا کرو ناشکری مت کرو۔

انعامات الٰہیہ کے شکریہ کا عظیم طریقہ

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور انسانوں کا اللہ کے ساتھ اپنی زندگی کے رابطہ کو قائم کرنا یہ استعانت اور صبر سے اور نماز کی پابندی ہی سے ممکن ہوسکتا ہے لہٰذا فرمایا "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ"۔

مقام شہادت

اطاعت اور فرمانبرداری کا اعلیٰ ترین مقام یہ ہے کہ انسان اپنی جان اور اپنی زندگی بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے قربان کردے ایسے لوگ جو اپنی جان کو اللہ کی خوشنودی کے لئے قربان کرنے والے ہیں وہ خدا کے قانون میں شہید ہیں ان شہیدوں کو موت کے درجہ میں نہ سمجھنا چاہئے بلکہ فرمایا یہ تو زندہ ہیں اور خدا کے ہاں ان کی زندگی نہایت اعلیٰ واکمل ہے۔

مشکل وقت میں صبر کے اظہار کے الفاظ

انسانوں کو حق تعالیٰ شانہ آزماتا ہے اس آزمائش میں صبر و استقامت کو اختیار کرنا چاہئے کسی نقصان پر انسان کو رنجیدہ نہ ہونا چاہئے۔ یہی سمجھنا چاہئے کہ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" ہم سب ہی اللہ کے ہیں اور ہم سب کو ہی اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ اس لئے جو کوئی شہید دنیا سے گزر گیا کوئی عزیز فوت ہوگیا تو انسان کو پھر

بہر حال اللہ کے ہاں جا کر اس سے ملاقات ہی کرنی ہے۔

ذکر شعائرِ دین

ساتھ ہی اس موقع پر پرودگار عالم نے شعائر دین کا ذکر کرتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی کا ذکر کیا جو عمرہ اور حج میں اللہ نے مقرر کی ہے پھر ایمان لانے والوں کی فضیلت بیان کی۔

ذکر دعویٰ توحید اور اس کے دلائل

اپنی توحید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا ''اِلٰھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ لَآاِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ'' اللہ کی الوہیت اور اس کی توحید اور ربوبیت ایسے دلائل سے واضح ہے کہ دنیا میں اور کائنات میں ایک ایک ذرہ اس کی خالقیت اور توحید کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور پروردگار عالم نے اس ثبوت کے لئے کائنات کے اندر جو اپنی تخلیقی اور تکوینی حکمتیں ہیں ان کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ آسمان سے زمین پر جو بارش برستی ہے اور زمین پر جو غلہ ڈالا جاتا ہے اور دانے بوئے جاتے ہیں اور وہ زمین میں ملکر زمین بن جاتے ہیں اور مٹی ہو جاتے ہیں بعد میں پھر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے اگاتا ہے تو جس طرح دانہ زمین میں ملکر مٹی بن گیا تو مٹی سے پھر سبزہ اگا اسی طرح سے انسانوں کو مرنے کے بعد زمین میں دفن ہونے کے بعد چاہے وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں لیکن اللہ کی بارگاہ کے اندر ان کو پھر حاضری دینی ہے۔

مشرکین کی بدحالی

اس موقع پر پروردگار عالم نے شرک اور نافرمانی کرنے والوں کی بدحالی اور قیامت کے روز ان کی بدحواسی کا ذکر فرمایا ساتھ ہی اللہ نے انسانوں

کے لئے جو چیزیں دنیا میں حلال کی ہیں ان کے استعمال کی اجازت دی۔

شیطان کی چالوں سے نفرت اور احکام الٰہیہ میں رغبت اور یہ تنبیہ کی کہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا چاہیے شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے والا ہے انسانوں کو چاہیئے وہ خدا کے احکام اور وحی الٰہی کی پیروی کریں اور جو لوگ اللہ کے احکام کو نہیں سنتے وہ اپنی زندگی کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔

احکام الٰہیہ ایک جامع نظام ہے

یہ بھی چیزیں ساتھ ہی ارشاد فرمادی گئیں کہ اللہ کا دین صرف کسی رسمی چیز تک محدود نہیں ہے یہ زبان کے دعوٰی تک محدود نہیں ہے بلکہ خدا کا دین ایک جامع ترین نظام ہے جو انسان کے عقیدے سے لیکر اس کے اخلاق و معاملے اور معاشرت تک کے لئے محیط ہے۔ تو اس کے لئے اور نیکوکاری کے شعبے بیان فرمادیے ''وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ'' کہ نیکی اور برائی اور بھلائی یہ ہے کہ خدا پر ایمان ہو، فرشتوں اور کتاب پر ایمان ہو اور اللہ کے پیغمبروں پر ایمان ہو اور پھر یہ کہ ایمانی تقاضوں کے پورا کرنے کے لئے انسان اپنی محبوب ترین چیزوں کو بھی صرف کردے۔ مال انسان کو زندگی میں محبوب ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو عبادات اور جو عملی زندگی اللہ کی طرف سے مرتب اور مقرر کردی گئی ہے اس کی بھی پیروی ہونی چاہئے۔

دین کی راہ میں مشکلات برداشت کرنا تقویٰ کی بنیاد پر ہے

اور احکام الٰہی کی پیروی میں جو رکاوٹیں پیش آئیں جو مشکلات پیش آئیں ان تمام مشکلات کا تحمل کرنا اور ان رکاوٹوں کو دور کرنا یہ بھی انسانی سعادت کا ایک معیار ہے۔ اور اس کی اساس ہے۔ چنانچہ فرمایا ''وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ

وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' جو صبر کرنے والے ہوں سختی میں، مشقتوں میں اور خاص طور پر مقابلے لڑائیوں کے وقت میں یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں جنہوں نے اپنی زبان سے کیے ہوئے اقرار کی تصدیق اپنی عملی زندگی سے کرلی ہے۔اور اس کی اساس تقویٰ پر ہے تو ''اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' کے لفظ سے یہ چیز ارشاد فرمائی کہ حق تعالیٰ شانہ نے جہاں عبادات کا نظام، اخلاق وعقائد کے اصول مقرر فرمائے وہاں انسان کے جان و مال کے تحفظ کے بھی اصول مقرر کیے۔

جانی و مالی نقصان پر قصاص کا حکم

لہٰذا قصاص کا حکم بیان فرمایا گیا کہ کوئی شخص کسی کی جان پر کوئی تعدی نہ کر سکے کسی پر ظلم کا ارتکاب نہ ہو۔لہٰذا قصاص کے احکام اور اصول بیان کیے اور فرمادیا گیا ''وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ'' اے عقل والو! قصاص کے قانون میں تمہارے لئے ایک بڑی زندگی ہے۔

ذکر وصیت ومیراث

پھر ساتھ ساتھ وصیت کے احکام میراث کے احکام بھی ذکر کردیے گئے تاکہ یہ چیز انسانی معاشرے اور اس کی معیشت کے لئے سمجھ میں آجائے کہ خداوند کریم نے اپنی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے بندوں پر اس طرح پر پھیلا دیا ہے کہ ہر ایک کے حق مقرر کردیے گئے ہیں۔

ذکر فرضیت روزہ

اس کے ساتھ روزے کی فرضیت کا بھی حکم فرمایا جارہا ہے ''کُتِبَ عَلَيْكُمُ

الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ''

روزہ قوت بہیمیہ کا علاج ہے

چونکہ انسان اس چیز کا محتاج ہے کہ اپنے باطن کی ریاضت اور اس کے تزکیہ کا بھی انجام دے تو انسان کی روحانیت کو جلا دینے والی چیز اور اس کی مادیت اور بہیمیت کو دور کرنے والی چیز روزہ ہے اللہ کی طرف سے ایک مقرر کی ہوئی ایک عبادت کا نام ہے تو چنانچہ اس کے احکام بیان فرمائے گئے

اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی شان رحیمی کا ذکر فرمایا کہ بیماری کی حالت میں، سفر کی حالت میں اللہ نے رخصت دی ہے کے روزے قضاء کر کے پھر آئندہ کسی وقت میں رکھ لئے جائیں حق تعالیٰ شانہ اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے پھر اس بات کا اعادہ فرما رہے ہیں کہ جانوں کا تحفظ اللہ نے اپنے قانون سے فرمادیا ہے ہر ایک کا مال بھی محفوظ ہے کسی کے مال کو باطل طریقے پر کھانا یہ انتہائی نافرمانی اور خدا کا مقابلہ کرنا ہوگا، انسان کو چاہئے کہ اپنی جان و مال سے خدا کی راہ میں قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اللہ کے دشمنوں سے جہاد قوت غضبیہ کا علاج ہے

یہ قوت غضبیہ اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں استعمال ہونی چاہئے اپنے بھائیوں کے لئے اس قوت غضبیہ کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا اس لئے اگر جہاد و قتال ہوگا تو کافروں کے مقابلے میں خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں اور ان سے بھی جہاد و قتال اس لئے کہ وہ خدا کی عبادت و بندگی کرنے لگیں اور خدا کی

عبادت کے ذریعہ سے وہ اس سعادت کو حاصل کرلیں جو انسان کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا ان کے لئے حکم قتال کا اسی لئے ہے تا کہ وہ سعادت ابدیہ کو حاصل کرلیں۔

ذکر حج وعمرہ

ساتھ ہی اس موقع پر پروردگار عالم احکام حج وغیرہ بیان فرمارہے ہیں اور اشہر حج کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا جارہا ہے اور حج کے دوران جب حاجی حج کا ارادہ کر کے احرام باندھ لے تو چونکہ یہ حج اللہ تعالیٰ کے عشق وجمال کا حق ادا کرنا ہے اور محبت کا حق ادا کرنے کے لئے انسان کو اپنے جذبات بھی فنا کرنے ہیں اپنی قوت غضبیہ کو بھی مضمحل اور کمزور کر دینا ہے لہٰذا جھگڑا، بیہودگی اور غلط قسم کی باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا۔

عرفات ومنیٰ میں کثرت ذکر

مناسک حج میں یہ چیز بھی بیان کی گئی کہ عرفات مزدلفہ اور منیٰ میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کا ذکر کرنا ان ایام میں انسان کے لئے بڑی عظمت اور تقرب کی چیز ہوگی۔

منافقت کی تردید

اس موقع پر پروردگار عالم نے ان منافقین کا بھی ذکر کیا جو زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اس طرح پر انسانی زندگی کو ہلاکت وتباہی میں ڈالنے والے ہیں۔

تین طلاق اکٹھی دینے سے اجتناب کا بیان

انہیں مضامین کو بیان کرتے ہوئے کچھ معاشرت اور گھریلو مسائل بھی بیان کردئے گئے اور ساتھ ہی یہ چیز بیان فرمادی گئی کہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے انسان کو یہ نہ چاہئے کہ ایک ہی مرتبہ ایک ہی وقت میں تین طلاق دے کر اس اپنی شریک حیات کا سلسلہ منقطع کردے بلکہ اس میں تدریج اور مہلت کے ساتھ طلاق دینی چاہئے پھر طلاق دینے کے بعد انسان کے لئے عدت کے احکام کیا عائد ہوتے ہیں اور اس کو کس طرح ہمدردی اور نصیحت کے ساتھ اپنے ساتھ رکھنا چاہئے، یہ سب امور بیان کردئے گئے۔

بنی اسرائیل کا جہاد سے بزدل ہونا

ساتھ ہی اس موقع پر بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان کردیا گیا کہ جوان کو حق تعالیٰ شانہ نے ایک جہاد وقتال سے نکلنے کا حکم دیا تھا لیکن وہ اپنی نفس پرستیوں میں اور عیش وعشرت میں منہمک ہونے کی بنا پر صاف انکار کررہے تھے ''لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ'' ہمیں کوئی طاقت نہیں ہے کہ ہم جالوت جیسے طاقتور قوی قوم اور لشکر سے مقابلہ کریں۔ طالوت کو اللہ نے ان کا امیر بنادیا تو اس پر بھی طرح طرح کی باتیں شروع کردیں کہ یہ ہمارے امیر نہیں ہوسکتے ہم ان کی قیادت کے اندر کس طرح اللہ کے دشمنوں سے جہاد کریں۔ ان کے پاس تو کوئی مال ودولت بھی موجود نہیں ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی طرف سے کوئی دیا ہوا اعزاز دنیوی مال ودولت کے اوپر موقوف نہیں ہوا کرتا اللہ رب العالمین جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

نیک لوگوں کے امتحان کا ذکر

حضرت طالوت جب اپنا لشکر لے کر نکلے تو اس لشکر کے اندر کچھ لوگ شریک تھے تو ان کی ایک آزمائش کی گئی کہ جب نہر پر سے گزرو تو پانی نہ پینا اگر پیو تو ایک چلو بھر پی لینا جس سے غرض یہ تھی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہر مشقت کا بھوک اور پیاس کا سامنا کرنا ہے۔

پارہ نمبر 3

"تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ"

آخرت کے ثواب کی عجیب مثال

"سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ" جیسے زمین میں ایک دانہ ڈالا جائے تو اس سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہر بالی کے اندر ایک ایک سو دانے ہوتے ہیں تو یہ تو دنیا کی کھیتی کی برکت کا نمونہ ہے جو ہماری نظروں کے سامنے ہے اللہ کے ہاں کی جو کھیتی ہے وہ کتنی برکت والی ہوگی اس کا تو کوئی حد و حساب ہی کا درجہ نہیں ہے۔

ہر عمل کو ریا سے بچاؤ

ساتھ ہی اللہ رب العالمین نے یہ چیز بھی ذکر فرمادی کہ احسان اور سلوک کرنے میں انسان کو ریا اور نمود سے اپنے آپ کو پاک رکھنا چاہئے کسی کی تحقیر کسی کی تذلیل یہ انسانی وقار کے خلاف ہے۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

اس موقع پر اللہ نے ان فقراء اور غرباء کا بھی ذکر کیا جو اپنی زندگیاں اللہ کے لئے اور اللہ کے دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی زندگیاں محصور کر رکھی تھیں اور ان کی زندگی کا کوئی کام ہی نہ تھا سوائے اللہ کے دین کو سیکھنے کے اور دین کو پڑھنے اور پڑھانے کے۔

ذکر حرمت سود

اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے انسانی زندگی کو جو چیز ہلاکت کے اندر ڈالنے والی ہے وہ اس کی خواہشات نفس ہے۔ مال کی حرص اور لالچ کا درجہ ہے۔ تو اس کے لئے حلال رزق کی طرف متوجہ کیا گیا اور ربوٰ اور سود جیسی لعنت کے ذکر سے بچنے کی انسان کو تاکید کی گئی اور یہ بھی چیز واضح کر دی گئی کہ بہت سے لوگ اپنے فلسفیانہ اور منطقیانہ ذہن کی وجہ سے سود کے جواز کی کچھ شکلیں نکالنے کی کوشش کریں گے اور وہ طرح طرح کے حیلے اختیار کریں گے مگر سمجھ لینا چاہئے کہ سود اللہ کے ہاں کسی طرح پر بھی پاک نہیں ہوسکتا ہے اور اگر کوئی شخص سود سے باز نہیں آتا اور کوئی قوم اور کوئی جماعت اس کو نہیں چھوڑتی تو ''فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ سمجھ لینا چاہئے اس سے زیادہ قرآن کریم نے کسی چیز پر سختی سے روکنے اور تنبیہ کرنے کی کوئی مثال ظاہر نہیں فرمائی ہے۔

قرض لینے اور دینے کے مسائل

پھر انسانوں کے احوال کے تحفظ کے لئے قرضہ اور قرضوں کے مسائل کو ذکر کیا گیا تا کہ کسی کا حق اور پیسہ ضائع نہ ہو، اس کو لکھا جائے اس کے اوپر گواہیاں مقرر کی جائیں اور عدل وانصاف کے ساتھ ہر شخص کے حقوق کو پورا پورا ادا کرنا چاہئے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے اسرار

اس پارے میں سورۂ بقرہ کی انتہا ان دو خاص آیتوں پر فرمائی گئی ہے

جن کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''مَنْ قَرءَ هُمَافِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ'' جو ان دو آیتوں کو پڑھ لے گا تو اس کے لئے پوری رات کے قیام کے درجہ میں کفایات کر جانے والی ہوں گی ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ '' یہ آیتیں وہ ہیں کہ جن میں اللہ نے ایمان اور ایمانی کیفیات کا پورا ذکر فرمایا ہے پھر انسان جب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کی قلبی کیفیتیں کیا ہوا کرتی ہیں۔

پروردگار عالم کسی بھی ایسے حکم کا انسان کو مامور نہیں فرماتا جو اس کے لئے مشقت کا اور ناقابل تحمل کا درجہ رکھتے ہوں لیکن پھر بھی دعا کی تلقین کی گئی اور یہ دعا کرنے کے لئے حکم دیا گیا ''رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا '' پہلی امتوں کے اوپر کچھ احکام مشقت کے مقرر کئے گئے تھے تو اس حالت پر یہ قانون سکھلایا جارہا ہے کہ خدا کی بارگاہ میں یہ دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! تو ہم کو اس مشقت کا پابند نہ فرمانا جیسے کہ پہلی امتوں پر مشقتیں رکھی گئی تھیں انسان اپنی زندگی میں بہت کچھ کوتاہیاں کرتا ہے لہٰذا اس کا بھی تصور رکھنا چاہئے اور چنانچہ دعا مانگنی چاہئے کہ جو غلطیاں ہوئی ہیں پروردگار عالم ان کو معاف فرمائے جو خطا اور نسیان کے درجہ کی چیز ہے ان پر مواخذہ نہ ہو، تو ''رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا '' جیسے پاکیزہ کلمات سے ہمیں ایمانی زندگی بنانے کا طریقہ اور سلیقہ سکھایا جارہا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی پر اللہ سے یہ دعا کرنے کی تلقین کی جارہی ہے ''وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا '' اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو طلب کرنے کے لئے ہم کو یہ سبق سکھایا جارہا ہے ''وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا '' اور ہمیں اپنی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے اپنی عزت اور اپنی عظمت کو بحال رکھنے کے لئے یہ بھی تلقین کی جارہی ہے کہ ہم دشمنوں کے مقابلے میں غالب ہوں ان پر اللہ رب العالمین ہمیں فتح اور

غلبہ عطاء فرمائے تو فرمایا جارہا ''فَانْصُرْ نَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ '' کیونکہ مسلمان قوم اگر کفر سے مغلوب ہوگئی یا کافروں سے مغلوب ہوگئی تو ظاہر ہے پھر وہ قومی تشخص کو یا وقار وعظمت کو برقرار نہ رکھ سکے گی۔

سورۂ اٰل عمران

سورۂ بقرہ کے بعد سورۂ اٰل عمران کا آغاز حق تعالیٰ شانہ نے ان کلمات سے فرمایا ''اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ '' اپنی ذات وصفات کو ثابت کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب اتاری گئی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر جو انجیل اتاری گئی اور اس کے بعد قرآن کریم کو نازل کیا گیا اور قرآن کریم کی خصوصیات یہ کہ ''وَاَنْزَلَ التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ'' کہ یہ قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کررہا ہے۔

یہود ونصاریٰ کے لئے بھی قرآن نعمت ورحمت ہے

اس لطیف رمز اور اشارے سے یہ چیز بتائی جارہی ہے کہ دنیا میں کتابی مذہب رکھنے والوں کو قرآن کریم پر ایمان لانے میں کسی قسم کا کوئی تامل نہ ہونا چاہیئے اگر قرآن توراۃ کی یا انجیل کی تردید کرنے والا ہوتا اگر قرآن کی تعلیمات توراۃ وانجیل کی تعلیمات کے خلاف ہوتیں تب تو انجیل مقدس ماننے والوں کو توراۃ پر ایمان لانے والوں کو قرآن پر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں تامل ہونا چاہیئے تھا لیکن جب یہ چیز نہیں بلکہ قرآن کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل بیان کرتا ہے، قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلتوں کا بیان کررہا ہے، قرآن کریم توراۃ وانجیل کی تصدیق کررہا ہے، بلکہ جو تحریفات ان قوموں نے کی تھیں ان کا ازالہ بھی کررہا ہے گویا کہ کتابی مذہب کے لئے اللہ نے قرآن کریم

جیسی نعمت کو اتار کر ان کی فراموش کردہ تعلیمات کو اور ان کی ضائع کردہ ہدایات کو از سر نو زندگی بخشی یہ کس قدر احسان تھا، انعام تھا، قرآن کریم کا ان چیزوں کو سوچ کر اور دیکھ کر اہل کتاب کو چاہئے تھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے۔

نجران کے اہل کتاب مناظرہ ہار گئے اور اسلام غالب آیا

اس موقع پر سورہ آل عمران میں خاص طور پر روئے سخن نصاریٰ کی طرف جو نجران کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تھی اور ان کی غرض یہ تھی کہ ہم مناظرہ کریں گے اور نبی کریم ﷺ کو ہم قائل کریں گے اپنے عقائد اور خیالات کا لیکن خدا کی شان جس وقت وہ مناظرہ کے لئے آئے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی شان بیان کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونا، اس کا رسول ہونا اور حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا ہونا ثابت کیا تو وہ حیران رہ گئے اور سوائے اس بات کے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دلائل کا اور قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق کا اعتراف کریں کوئی چارہ کار ان کے لئے نہ رہا اس موقع پر قرآن کریم نے ان حقائق کو بیان کرتے ہوئے اہل کتاب کو دعوت دی اور فرمایا گیا ''یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ'' کہ آجاؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اسی طور پر وہ کلمہ جس پر اہل کتاب بھی متفق ہیں اور وہ کلمہ اہل اسلام کی طرف سے اہل کتاب کو پیش کیا جا رہا ہے تو کوئی جواز نہیں اس بات کا کہ اہل کتاب اس چیز کا انکار کریں۔

سلاطین کے نام دعوت اسلام کے خطوط

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے معاہدے کے بعد جتنے خطوط سلاطین کے نام روانہ فرمائے ان تمام نامہائے مبارکہ میں اسی آیت کے اوپر اسلام کی

دعوت دی۔ اسلام کی دعوت دینا یہودیوں اور نصرانیوں کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ جس سے وہ انکار کرسکیں بلکہ اسلام کی دعوت کو قبول کرنا خود ان کے دین کا مقتضاء تھا ان کے ایمان کی تکمیل تھی اس لئے بڑی جرأت کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہود و نصاریٰ کو دعوت دی۔

حضرت مریم علیہا السلام کے بارے قرآن اور موجودہ انجیل کا بیان

اس موقع پر حضرت مریم علیہا اسلام کی نزاہت اور پاکدامنی کو بھی خاص طور پر قرآن کریم نے بیان کیا۔ انجیل مقدس کے مطالعہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور تقدس کا کوئی تصور انسانوں کے قلوب میں نہیں پیدا ہوسکتا بلکہ انجیل مقدس کو جو ضائع کردیا بنی اسرائیل اور نصاریٰ نے اس کی رو سے طرح طرح کے شکوک واوہام پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم میں یہ کس قدر عظمت اور فضیلت کی چیز تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل سے دنیا کو آگاہ کیا حضرت مریم بتول علیہا السلام کے تقدس اور پاکدامنی کو قرآن کریم نے بیان کیا۔ اس موقع پر قرآن کریم نے ان حقائق کا بھی اعادہ کیا اور ان حقائق کا اعادہ کرتے ہوئے اس میثاق کی تکمیل کے لئے اہل کتاب کو آمادہ کیا یہ عہد و میثاق ان سے پہلے ہر اہل کتاب کے اندر لیا گیا ہے ہر نبی کی نبوت میں ہر پیغمبر کی کتاب کے اندر یہ چیز موجود تھی کہ نبی آخرالزمان جب آئیں گے ''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' کہ تم ان پر ایمان لانا اور ان کے دین کی مدد کرنا۔

پارہ نمبر 4

''لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ...... وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ''

ربط: اس پارے میں حق تعالیٰ شانہ آغاز اس مضمون سے فرمایا کہ ہدایت اور نیکی کس چیز کے اندر منحصر ہے انسانوں کی سعادت کا راز کیا ہے تو ظاہر ہے کہ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے جذبات سے اپنی جان و مال سے قربانی نہ پیش کرے تو وہ اس کی عملی زندگی میں ثبوت ہدایت کا نہیں مل سکتا ہے، بنی اسرائیل اور اہل کتاب کی گمراہیوں کا ذکر پہلے بار ہا قرآن کریم نے کر دیا، ان کی ان برائیوں کا بھی اعادہ کیا گیا کہ جو انہوں نے اپنے دین کو محفوظ نہ رکھنے کی شکل کے اندر کی تھیں دین کی تحریف کرنا اور اپنے دین کو ضائع کر دینا یہ کسی قوم کا بدترین جرم ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر پروردگار عالم نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی اور اسلام کی عظمت کی بات کا اعادہ کیا اور کعبۃ اللہ کی عظمت کو ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' کہ سب سے پہلے خدا کا گھر جو روئے زمین پر تعمیر کیا گیا وہ سرزمین مکہ میں ہے۔

مکہ کا قدیم نام اور بیت عتیق کی چار خصوصیات کا بیان

مکہ کا نام قدیم تاریخ میں بکہ تھا اس لئے فرمایا کہ '' لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ '' کعبۃ اللہ کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے ایک تو صفت مبارکاً بیان کی دوسری صفت ''ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ '' کی بیان کی تیسری صفت ''فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ''اور چوتھی صفت ''وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا '' کہ یہ ہیں وہ خصوصیات جو اللہ نے کعبۃ اللہ کے اندر مضمر فرمادی ہیں ہدایت بھی ہے برکت

بھی ہے یہ دلائل و بینات کا بھی سامان موجود ہے اور پھر یہ کہ جو وہاں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا۔

کعبہ کی خصوصیات کے فوائد

ہر قوم کو اپنی زندگی میں انہی اصول کی بنیادی خطوط کی ضرورت ہے، برکتوں کا بھی انسان محتاج ہے، ہدایت اور راہ راست پر بھی چلنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اور پھر یہ کہ دلائل اور شواہد بھی موجود ہوں جو حق کو قبول کر رہا ہے اس کے لئے کچھ دلائل بھی موجود ہیں یا نہیں اور پھر اس کو ہر قسم کے خوف سے مامون ہونے کی بھی ضرورت ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے ان تمام اوصاف اور خصوصیات کا مرکز اس کعبۃ اللہ کو بنایا ہے۔ نتیجہ یہی ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کرنے والا ہوگا جو قوم کعبہ کو اپنا ماویٰ اور مرکز بنائے گی وہ اس مرکز سے ان چیزوں کو سمیٹنے والی ہوگی جیسے کہ کسی شیشے اور آئینے میں شعائیں جذب کی جاتی ہوں۔ آفتاب کے انوار اس کے اندر سمیٹے جاتے ہوں اسی طرح پر کعبۃ اللہ کی یہ برکات مسلمان قوم کی زندگی میں اور اس کے معاشرے کے اندر یقیناً سمٹ کر آئیں گی ان چیزوں کا ذکر کرنا یہ اس غرض سے تھا کہ اہل کتاب نے تو ان تمام چیزوں کو ضائع کر دیا۔

بنیادی ضابطہ ایمان وتقویٰ ہے

پروردگار عالم نے ایک بنیادی ضابطہ یہاں پر فرمادیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اعانت کے لئے ایمان اور تقویٰ کی ضرورت ہے۔ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ'' اور پھر ایمان اور تقویٰ یہ ایک ایسی اساس ہے کہ اس پر ساری دنیا کے مسلمانوں کو جمع ہونا چاہئے۔ اللہ کی رسی کو سب کو مل کر مضبوطی کے ساتھ پکڑ

لینا چاہئے ''وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا'' یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر امت مسلمہ کی بقاء کا انحصار ہے۔

انعامات الٰہیہ کو فراموش نہ کریں

اور یہ بھی یاد دلایا گیا کہ مسلمان قومیں اللہ کے اس انعام کو کبھی بھی فراموش نہ کریں۔ ہجرت سے پہلے اوس اور خزرج دو قومیں مدینہ میں آباد تھیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرتی تھیں لڑائیاں ان کی زندگی کا شعار اور طریقہ بنا ہوا تھا۔ ایک سو برس تک ایک مسلسل جنگ ان کے درمیان قائم رہی تو اس پر حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا۔ ''وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا'' اس اللہ کی نعمت کو یاد کرنے کے بعد مسلمان قوم کو کبھی بھی اس بات کا تصور نہ کرنا چاہئے کہ امت کا ایک گروہ دوسرے گروہ کے مدمقابل ہو کر اپنے غیظ و غضب کے جذبات کو بروئے کار لانے لگے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

اس ماحول کے پیدا کرنے کے لئے اس صورت حال کو قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ معاشرے کے اندر بھلائیوں کو پھیلایا جائے نیکیوں کی اشاعت ہو اور برائیوں سے روکا جائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا شریعت کی اصطلاح میں ایک عنوان بن چکا لہٰذا اس بات پر توجہ دلائی جا رہی ہے کہ ایک طبقہ ایسا ہونا چاہئے مسلمانوں میں کہ جو لوگوں میں بھلائیوں اور نیکیوں کو پھیلانے کے لئے مستعد اور تیار ہو اور برائیوں سے ان کو روکنے والا ہو۔ جیسے کہ انسانوں کی حیات اور ان کی زندگی کی صحت اسی چیز پر موقوف ہے کہ علاج ہو معالجین ہوں امراض اور بیماریوں کے دور کرنے کے طریقے بروئے کار لائے جائیں۔ اگر کسی

قوم میں علاج اور معالجین نہ ہوں اور بیماریوں کے دور کرنے کے طریقے نہ اختیار کئے جائیں تو یقیناً جسمانی امراض میں وہ قوم مبتلا ہو کر ہلاکت اور تباہی میں پڑے گی تو اسی طریقے پر روحانی بیماریاں اخلاقی برائیاں اور ان کی گندگیوں سے روکنے کی بھی ضرورت ہے۔اس کے لئے معیار مقرر کر دیا گیا۔

''کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ '' اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے اہل کتاب کی اس کوتاہی اور غلطی کی بھی نشاندہی فرمائی جو انہوں نے کی اور اس کی وجہ سے وہ اپنی قوم کو تباہ کر گئے اسی طرح پر اپنی ملت اور اپنے مذہب کو بھی تباہ کر دیا اور یہ کہ ہر شخص اپنے اغراض میں اپنی نفس کی خواہشات کے اندر پڑ کر دین کے تقاضے کو فراموش کر چکا تھا اور دین کے تقاضوں کو فراموش کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنا مذہب بھی ضائع کیا اپنے قومی وقار کو بھی فناء کیا۔

کچھ اہل کتاب بھی ایمان وتقویٰ والے ہیں

اس موقع پر خداوند عالم نے اہل کتاب میں سے جو بعض لوگ منصف اور اہل عدل تھے ایمان وتقویٰ ان کے دلوں میں رچا ہوا تھا ان کی خوبیوں کی تعریف بھی فرمادی۔جیسے حضرت عبداللہ بن سلام کا تذکرہ قرآن کریم نے کیا۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت کو بیان کیا تو فرمایا جارہا ہے ''لَیْسُوْا سَوَآءً '' کہ سب برابر نہیں ہوا کرتے اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی زندگی کا نمونہ اور شعار عجیب پسندیدہ ہے کہ اللہ کی آیتوں کی تلاوت، رات کے ٹکڑوں میں خدا کے سامنے سربسجود ہیں ایمان اور تقویٰ ان کی زندگی کا شعار بنا ہوا ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے ہیں۔اور ہر خیر کے کام کے

اندر سبقت کر رہے ہیں یہ چیز ذکر کرتے ہوئے انسان کو اس چیز پر بھی آگاہ کیا جا رہا ہے کہ آخرت کا دارومدار خود انسان کے اخلاص اور ایمان وتقویٰ پر ہے۔

دشمن کو ہمراز نہ بناؤ

اس چیز کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے دشمنوں سے بچے ان کی سازشوں سے باخبر رہے۔ اس کے لئے یہ چیز درست نہ ہوگی کہ دشمنوں کو اپنا ہم راز بنائے۔ تو چنانچہ نصیحت فرمائی جا رہی ہے ''لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ'' اپنوں کو چھوڑ کر دوسروں کو ہمراز نہ بناؤ ورنہ تو ایسی چیز سامنے آئے گی کہ وہ کسی قسم کے ضرر اور نقصان پہنچانے کے اندر کوئی کمی نہیں کریں گے۔

اہل کتاب دشمن سے ہوشیار رہو

ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ دشمنان اسلام کی خصوصیتوں سے واقف ہوں اور ان کے طریقوں سے آگہی ہونی چاہئے کہ کس کس طرح پر وہ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں تو ان کے ظاہر پر نظر نہ کرنی چاہیے وہ اپنی زبانوں سے جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ بغض بھرا ہوا ہے اور قرآن کریم نے اس موقع پر بعض قاصرین کی اس تقصیر پر تنبیہ فرمائی جو غیروں کو اپنا دوست بنائے اور غیر وہ ہیں جو ہماری دشمنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے ہیں۔ تو تنبیہ کر کے فرمایا جا رہا ہے ''ھٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ'' افسوس کی بات ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو وہ تو تم سے محبت نہیں کرتے۔ تم تو ہر کتاب پر ایمان لاتے ہو چنانچہ مسلمان توراۃ کو بھی مانتا ہے انجیل مقدس پر بھی ایمان رکھتا ہے اور اللہ کے جتنے پیغمبر ہیں ان سب کی تعظیم وتکریم کرتا ہے لیکن یہ اہل کتاب تو نہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں نہ قرآن کریم پر ایمان لاتے

ہیں بلکہ ان کی عداوت و دشمنی کا تو یہ مقام ہے کہ انگلیاں اپنی چباتے ہیں شدت غیظ و غضب سے اور ان کی دلی تمنا یہی ہے کہ مسلمان کسی نہ کسی تکلیف اور مشقت کے اندر مبتلا ہو جائیں۔ آج دنیا کی طاقتیں بھی مسلمان قوم کو نقصان پہنچانے میں متحد ہیں اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ہیں اس چیز سے کہ مسلمان حکومتیں اور قومیں ہر طرح کے اختلاف اور انتشار میں پڑ جائیں اس موقع پر جہاد اور غزوات کے احکام بیان کیئے گئے۔

جنگ بدر میں نصرت الٰہی

غزوہ بدر میں اللہ نے مسلمانوں کی جو مدد فرمائی اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور یہ اس لئے تا کہ مسلمانوں کو یہ چیز محسوس ہو جائے کہ خدا کی مدد جب شامل حال ہوتی ہے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اور شان و شوکت مسلمانوں کو مغلوب نہیں کرنے والی ہوتی ہے اصل اللہ کی طرف سے رحمت اور مدد ہی مسلمانوں کو غالب اور کامیاب بنانے والی ہوا کرتی ہے۔

جذبات طبعی میں صابر رہو

اس موقع پر یہ چیز بھی بیان فرمادی گئی کہ مسلمانوں کو اپنی طبعی جذبات سے مغلوب ہو کر کسی فرد پر یا کسی ایسی جماعت پر جواب موجود ہے اور دنیا میں زندہ ہے اس کے لئے ہلاکت کی بددعا نہ کرنی چاہیئے کیا تعجب ہے کہ کل کو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے دے اور وہ دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو جائے مسلمانوں کی زندگی تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت میں منحصر رہنی چاہیئے اور ان کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی مغفرت اور اسکی رحمت کی طرف دوڑیں اور وہی کام کریں جو اللہ کی مغفرت اور رحمت کا موجب بن سکتے ہیں۔

صابرین کی تعریف

اس موقع پر ان اللہ والوں کی تعریف کی جارہی ہے جو صبرو استقامت کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے ہیں، اپنے جذبات پر قابو پاتے ہیں اور دشمنوں کے ساتھ بھی وہ معاملہ اچھائی کا کرتے ہیں تو ان کے لئے فرمایا جارہا ہے ''اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُ ھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ'' ان کا بدلہ اوران کے انعام کی چیزیں یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے نعمتیں ہیں مغفرت ہے جنت کے باغات ہیں اور وہ ہمیشہ ان کے اندر رہنے والے ہوں گے۔

امم سابقہ کے انجام سے درس عبرت

قرآن کریم پرانی تاریخ کا بھی اعادہ کررہا ہے اور یہ چیز بیان فرمائی جارہی ہے ''فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ'' مسلمانوں کو چاہیۓ کہ وہ زمین میں سفر کریں ان اقوام کے انجام اور نتائج کو دیکھیں تاریخ کو دیکھیں کہ جس میں ان کو یہ معلوم ہوگا کہ کس طرح پر ان قوموں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کیا تو وہ ہلاک کردی گئیں۔

مجاہدات کے لئے تیار رہو

اللہ کی راہ میں مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیۓ غزوۂ احد میں کچھ مشقت اور تکلیف پیش آئی تھی کچھ صحابہ زخمی بھی ہوئے تھے کچھ صحابہ شہید بھی ہوئے ستر حضرات شہید ہوئے تو قرآن کریم ان کو تسلی دینے کے لئے ان کو فرمارہا ہے ''اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ'' اگر آج اس غزوہ میں تم کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچی ہے تو یہ تو ایک

نظام قدرت ہے ''وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ '' یہ زمانہ ہم لوٹاتے پلٹاتے رہتے ہیں اس میں اللہ کی بڑی حکمت کارفرما ہوتی ہے۔

مجاہدہ پر صابر کون ہے؟

یہ اللہ جاننا پرکھنا چاہتا ہے کہ کون اللہ کی راہ میں مشقتوں کو اٹھانے والے ہیں کون زخم کھا کر پھر اللہ کی راہ میں قربانیاں دینے کے لئے تیار ہونے والے ہیں؟ اس لئے اس قسم کی چیزوں کے پیش آنے پر کسی مسلمان کو حوصلہ نہ چھوڑنا چاہئے۔

مجاہدہ پر تسلی

پھر نصیحت کے انداز میں اور دلجوئی کے انداز میں یہ بھی فرمایا جارہا ہے ''وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ '' اے مسلمانو! تم تو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی پہلے سے تمنا کرتے تھے اگر اس غزوے میں مسلمان شہید ہو گئے تو اس پر افسردہ اور رنجیدہ ہونے کے کوئی معنٰی نہیں ہیں۔ آخرت کا ثواب ہی مسلمان کی زندگی کا اصل موضوع ہے اس کو چاہئے کہ وہ آخرت کے ثواب کے لئے دنیا کی ہر تکلیف ومشقت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

دین کی اشاعت میں ہر نبی نے مجاہدہ کیا

قرآن کریم یہ فرمارہا ہے کہ اللہ کے کتنے نبی تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں کتنی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں ''فَمَا وَهَنُوا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللهِ'' خدا کی راہ میں جو مشقتیں ان کو پیش آئیں ان سے کبھی انہوں نے ہمت نہ چھوڑی نہ کبھی بزدل اور کمزور ہوئے اس لئے اس قسم کے واقعات کے پیش آنے پر مسلمانوں کو کوئی بزدلی اور کمزوری کا تصور نہ کرنا چاہئے۔

ہر مسلمان دین کی سربلندی میں لگا رہے

قرآن کریم نے یہاں تک ہدایت فرمائی کہ تم کو چاہئے کہ مستعد ہو کر خدا کے دین کو بلند کرنے کے لئے آگے بڑھو، کافروں کا مقابلہ کرو، اپنے دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاو کرو تا کہ وہ قومیں تمہاری عظمت اور عزت کو پامال کرنے کی جرأت نہ کرسکیں اور یہ بھی فرمادیا گیا کہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے ہاں برگزیدہ اور مقدس ہیں اور ان کی زندگی حقیقت میں آخرت کی زندگی بن چکی ہے۔

حیات انسانی کی حقیقت

حق تعالیٰ شانہ نے انسانی زندگی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمادیا کہ ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' اور وہ لوگ جو دنیوی زندگی میں اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر انہیں میں منہمک و مسرور رہتے ہیں ان کی مذمت فرمائی جارہی ہے

دلائلِ قدرت اور ذکر اللہ کا بیان

دلائل قدرت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کی شان بیان کی گئی کہ شب و روز وہ اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں اس کو پکارنا ان کی زندگی کا شعار بنا ہوا ہے۔

سورۂ نساء کے مضامین کی تفصیلات

ان مضامین کو ختم کرتے ہوئے سورۂ نساء کی ابتداء عورتوں کے احکام سے فرمائی جارہی ہے، عرب جاہلیت میں عورتوں کے حقوق کو قطعاً پامال کردیا گیا تھا۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا ان کے حقوق کی عظمت کو اس سورۃ کے اندر بیان فرمایا گیا۔

پارہ نمبر 5

''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ''

ربط: سورۂ نساء میں احکام خاص طور پر عورتوں کے متعلق بیان کئے گئے ان کے حقوق کے تحفظ کا قرآن کریم نے بڑے اہتمام کے ساتھ ذکر کیا تا کہ مسلمان عورتوں کے حقوق میں کسی طرح سے کوتاہی اور کسی قسم کی کوئی تعدی اور زیادتی نہ کر سکے اسی میں یہ بھی چیز بیان فرمائی گئی تھی کہ بلاکسی وجہ کے ان کو مجبور کرنا ان پر ظلم وستم ڈھانا یہ بھی جائز نہیں ہے۔ عورتوں کے مہر ادا کئے جائیں، ان کی کوئی حق تلفی نہ کی جائے ،اس بارے میں یہ بھی چیز بیان فرمادی گئی کہ حق تعالیٰ نے کن کن سے نکاح کے تعلق کو حلال کیا اور کون کون سے تعلق کو حرام کیا ہے۔

نکاح کی حلت وحرمت اور ذکر محصنات

محصنات کا ذکر کرتے ہوئے یہاں پر یہ چیزیں بھی ارشاد فرمادی گئیں ہیں یہ بھی چیز واضح کی گئی کہ انسان کے لئے اس بات کی گنجائش احکام شرعیہ کی رو سے نہیں ہے کہ وہ بغیر نکاح کے تعلق کے اپنے نفس کے تقاضوں کو پورا کرے۔ یہ اس کے لئے حرام کر دیا گیا۔

نکاح کے فوائد

یہ اس کے لئے درست ہے کہ وہ نکاح کے ذریعہ سے اپنی نسل کی بقاء کا سامان فراہم کرے اپنے نفس کے حقوق وہ اس طرح پر ادا کرتا ہے اور یہ سب چیزیں جو ہیں اللہ کی طرف سے انسانی زندگی اور اس کے معاشرے کے بہتر بنانے کے لئے ہیں۔ انساب کا تحفظ بھی نکاح ہی کی شکل میں ہے۔ نکاح کے قانون نے انسانی عظمت کا تحفظ دیا ہے۔ انساب کو محفوظ رکھا ہے اور اس کی زندگی کو

انسانی عظمت کی زندگی بتایا ہے وگرنہ حیوانوں میں نہ نکاح ہے اور نہ نکاح کے تعلق کا کوئی سوال پیدا ہوسکتا ہے۔تو انسانی زندگی اسی میں منحصر اور موقوف ہے۔

ہر مسلمان شریعت کا پابند ہے آزاد نہیں ہے

حق تعالیٰ نے اپنے احسانات اور انعامات کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہدایت کے راستے انسانوں کے لئے کھول دیئے ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم نے ہر حکم کے اندر انسانوں کے لئے ایک آسانی کا اور سہولت کا راستہ پیدا کر دیا ہے جہاں تک انسان کے نفس کے تقاضے ہیں اور اس کی اغراض وخواہشات ہیں اس کے لئے انسان کو آزاد نہیں چھوڑا جاسکتا کہ کسی ناجائز طریقے پر کسی کے مال کو کھائے یا غلط طریقے پر اپنی خواہشات کی تکمیل کرے صرف تجارت ہی کے ذریعے سے انسان کو کسی دوسرے کا مال حاصل کرنے کی گنجائش دی گئی ہے اور ظلم ،تعدی، خیانت اور چوری یہ ساری چیزیں انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سامان ہیں۔یہ چاہئے کہ آدمی اپنی زندگی درست رکھنے کے لئے اپنے گھر کے نظام کو مرتب کرے۔ نظام انسان کی زندگی کا مرتب ہونے کے لئے ہی ضروری ہے کہ ایک اس کے لئے سرپرستی کا مقام ہو ایک اس کے گھر کے داخلی امور کی نگرانی کرنے والا ہو تو اللہ نے مردوں کو باہر کی ذمہ داریوں کا ذمہ سپرد کیا ہے اور عورتوں کے لئے گھر کے داخلی ماحول کی اصلاح اور تربیت کا مامور فرمایا ہے۔

اللہ نے مرد کو سرپرست بنایا ہے عورت کو نہیں

اس لئے اللہ نے سرپرستی اور نگرانی مردوں کے لئے مقرر فرمائی لیکن بہرحال عورتوں کے حقوق مردوں کے اوپر مقرر ہیں ان کے لئے ظلم اور زیادتی

کی کوئی راہ قرآن نے اور اسلام نے باقی نہیں چھوڑی ہے اور اگر کسی وجہ سے باہمی ازدواجی زندگی میں کوئی خلفشار اور اختلاف پیدا ہوجائے تو اس کے لئے حکم دیا گیا کہ قبیلہ اور خاندان کے جو ذمہ دار لوگ ہیں وہ آپس میں پڑ کر ان کے درمیان اصلاح کرادیں "یُوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا"

ایمان وتقویٰ کی وجہ سے سب کے حقوق ادا ہوں گے

انسان کی گھریلو زندگی اور اس کے معاشرت کے احوال جو ہیں وہ ایمان وتقویٰ کی ہی بنیاد پر استوار رہ سکتے ہیں اس لئے اس موقع پر پھر حکم دیا جارہا ہے اللہ کی عبادت کا اور اس بات کا کہ ایمان وتقویٰ کو اختیار کیا جائے اور صرف یہی نہیں کہ انسان اپنے اہل بیت اور گھر والوں ہی کے ساتھ اچھا معاملہ اختیار کرے بلکہ ہر قریب اور پڑوسی کے لئے بھی اس کو ہمدردی اور اچھا سلوک کرنا چاہیے اور وہ لوگ جو اس سے ملنے جلنے والے ہیں مسافر ہوں، مساکین ہوں اور اسی طرح پر ضرورتمند ہوں ان سب کے ساتھ انسان کو اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔

سخی بنو بخیل نہ بنو

ان چیزوں کی تکمیل کے لئے بخل سے پرہیز کرنا اور بخل جیسی بیماری سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ایثار اور سخاوت کے وصف کو انسان اختیار کرے حق تعالیٰ شانہ نے قانون ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ" پروردگار عالم ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم کو گوارہ نہیں کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ تمام امتوں پر گواہ ہوں گے

یہ چیز ارشاد فرماتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی شان عظمت کو اور آپ ﷺ کی نبوت کی اہمیت کو بیان کیا جارہا ہے وہ یہ چیز ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام دنیا کی

امتوں کے اوپر گواہ بنیں گے تمام پیغمبر اپنی امتوں کے ساتھ قیامت کے روز جب آئیں گے تو نبی کریم ﷺ کو بھی ان کی گواہی کے لئے پیش کیا جائے گا آنحضرت ﷺ ان کے لئے گواہی دیں گے کہ اے پروردگار! یہ تیرے پیغمبر تیرے دین کو پھیلاتے رہے تیرے احکام کو تیری مخلوق تک پہنچاتے رہے لیکن ان لوگوں نے ان انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی کی۔ تو اس مضمون کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا جارہا ہے "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" کہ قیامت کا منظر بھی عجیب اور اہم منظر ہوگا کہ ہر امت کا ایک گواہ نکالا جائے گا اور ان تمام گواہوں کے اوپر آپ کو گواہ بنا کر لایا جائے گا آپ کی گواہی کے اوپر تمام امتوں کے فیصلے ہوں گے تو کس قدر عظمت اور اہمیت کی چیز ہوگی۔

نبی ﷺ یہ آیت سن کر آبدیدہ ہو گئے

روایت کے اندر یہ آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ یہ آیت عبداللہ بن مسعودؓ سے سن رہے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے چونکہ آپ کے سامنے قیامت کا منظر سامنے آیا کہ کس طرح پر تمام انبیاء علیہم السلام امتوں کو لئے ہوئے ہوں گے اور میری شہادت پر اور فیصلے پر ہر ایک کی سعادت اور اس کی شقاوت کا فیصلہ ہوتا ہوا ہوگا تو بڑی ذمہ داری ہے انسان کی گواہی پر اور پروردگار کے فیصلے پر اگر دو آدمیوں کا نتیجہ مرتب ہوتا ہو، ان کے لئے کوئی فیصلہ ہوتا ہو تو اس کی بھی اہمیت ہوتی ہے چہ جائیکہ اولین و آخرین کی نجات و ہلاکت کا فیصلہ جناب محمد ﷺ کے فرمانے کے اوپر ہو۔ یہ عظمت بیان کرتے ہوئے انسان کو ایمانی زندگی بنانے کے لئے نماز کی پابندی کا، طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔

اہل کتاب کی طرح مسلمان دین میں تحریف نہ کریں

اور پابندی کے حکم کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی چیز ذکر کی جارہی ہے کہ اہل کتاب نے جو کچھ اپنے دین کے اندر تحریفات کی تھیں اس طریقے سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے ''مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ'' اللہ کی باتوں کو اپنے موقع سے وہ پھیرا کرتے تھے یعنی الفاظ تو استعمال کرتے تھے خدا کے اور خدا کی کتاب کے لیکن اپنی من مانی تعبیرات اس میں اختیار کیا کرتے جو ان کے اغراض وخواہشات ہوا کرتیں اس کو کہا کرتے کہ یہ اللہ کی مراد ہے اور ان کی ایک برائی کا ذکر کیا جارہا ہے کہ کس قدر گندی ذہنیت تھی، اپنے انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں وہ یوں کہا کرتے تھے ''سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا'' کہ ہم نے سن لیا احکام کو اور ہم نافرمانی کریں گے۔

اس تحریف کا ذکر کر کے قرآن کریم اس بات کے اوپر متنبہ کرنا چاہتا ہے مسلمان قوم کو کہ مسلمان قوم کی روش ہرگز ایسی نہ ہونی چاہئے کہ وہ اللہ کے احکام کو سنتے رہیں مگر کریں وہی چیز جو ان کی مرضی ہو اور اپنی خواہشات ہی کے مطابق چلتے رہیں اور اپنی خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سے نہ چھوڑنا یہ وہی خصلت ہوگی جو یہودیوں کی خصلت تھی۔ ان کا انجام کیا ہوا ان پر خدا کی لعنت اور خدا کا غضب مسلط ہوا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے عذاب کے اندر مبتلا کیا کہ جس سے ان کے چہرے بھی مسخ کر دیے گئے۔

اہل کتاب کا تاریخی وعبرتناک واقعہ

اس سلسلے میں ایک تاریخی واقعہ کا ذکر بھی کیا گیا جو اصحاب سبت کا واقعہ کہلایا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل ایک جماعت تھی جو عیلہ بستی پر رہتی تھی اور وہاں پر

اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ سنیچر کے روز شکار نہ کرنا مچھلیوں کا ان لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ اس دریا کے کنارے پر سنیچر کے روز مچھلیاں آتی ہیں اور جب سنیچر کا دن نہیں ہوتا تو مچھلیاں نہیں آتیں تو ان کے نفس نے ایک تدبیر اختیار کی اور یہ تدبیر کی کہ چھوٹی چھوٹی نالیاں بنا کر ایک حوض کی شکل اختیار کر لی اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ جب مچھلیاں ان چھوٹے حوضوں کے اندر آ جاتیں تو ان کے اوپر بند قائم کر دیتے اور اس کی وجہ سے وہ پھر واپس لوٹنے میں رک جایا کرتیں اور جب اتوار کا دن آتا تو ان مچھلیوں کو پکڑ لیا کرتے تھے گویا اپنی روش سے خدا کو دھوکہ دینا چاہتے تھے کہ اے اللہ ہم نے تیرے احکام کی پیروی کی ہے، تیرا حکم ہم نے مانا ہے کہ ہم سنیچر کے دن شکار نہیں کر رہے ہیں، یہ کس قدر خدا کو غضب دینے والی بات تھی۔

اللہ کے احکام کی شکل بدل کر عمل کرنا

نافرمانی بھی کرتے ہوں لیکن نافرمانی کا عنوان اور اس کی شکل ایسی بنائیں کہ گویا ہم خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر رہے ہیں۔ احادیث کی رو سے یہ چیز سمجھ میں آتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی تقصیر و خطا کی وجہ سے کسی حکم کی نافرمانی کرے تو وہ خدا کی نظروں میں اتنا قابل نفرت معاملہ نہیں ہے جتنا کہ خدا کو غصہ دلانے والی یہ چیز ہے کہ نافرمانی کرے مگر اس کی شکل اور اس کی ہیئت یہ اختیار کرے کہ میں قانون کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔

اللہ کی امانت کی حفاظت کرو

اس مضمون کو ذکر کرنے کے بعد پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اس روش سے باز رکھنے کے لئے حکم دیا اور خاص طور پر اس بات کی ہدایت فرمائی کہ امانتیں ادا کی جائیں یہ بھی ایک امانت ہے کہ خدا کا جو دین ہے اس کو اسی طریقہ

پر محفوظ رکھا جائے۔ امانت صرف اتنی ہی چیز نہیں کہ کسی کا مال ہو تو اس کو لوٹا دیا جائے امانت میں خدا کا دین بھی داخل ہے اور اس میں خدا کی مقرر کی ہوئی ملت بھی شامل ہے۔ تو ملت اور دین کا تحفظ بھی خدا کی امانت کی حفاظت کرنا ہے۔ تو فرمایا جارہا ہے ''یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ '' یہ نظام زندگی انسان کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی میں اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو نافذ کرنے والا جو ''اُولِی الۡاَمۡرِ '' مسلمانوں کا امیر ہو اور فرمانروا ہو تو اس کے لئے یہ چیز ضروری ہے تو فرمایا جارہا ہے اس کی اطاعت کرو اور اگر کسی مسئلے میں کوئی ذہنی اختلاف پیدا ہو جائے، دلائل فقہیہ میں کوئی فرق پڑ جائے تو اس کو کتاب وسنت کے اصول پر منطبق کر کے اس کا فیصلہ معلوم کر لینا چاہئے ''ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا''

غیر اللہ کو معبود نہ بناؤ

اس موقع پر قرآن کریم نے پھر ان لوگوں کا بھی ذکر کیا کہ جو لوگ اللہ کے احکام سے انحراف کر کے غیر اللہ کو اپنا معبود بنائیں، غیر اللہ کو معبود بنانا خواہ بت کی شکل میں ہو اور بت پرستی کی صورت میں ہو یا اپنی خواہشات اور اپنی رائے کو اپنا معبود بنالیا جائے ہر ایک چیز اس میں سے غیر اللہ کی پرستش کرنے کے معنی میں ہے تو چنانچہ اس کا ذکر کیا جارہا ہے ''وَیُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّھُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِیۡدًا '' شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو گمراہ کر دے اور حق کے راستے سے ان کو دور کر دے ایسے موقع پر تو چاہئے کہ خدا کے احکام کی پیروی کرنی چاہئے۔

مصائب پر صبر اپناؤ

یہ بھی چیز فرمائی جارہی ہے کہ مسلمان کی زندگی میں جو کچھ تکلیف اور

مشقت پیش آئے اس کو صبر اور برداشت کے ساتھ نبھائے یہ بھی چیز فرمائی جارہی ہے کہ مسلمان کی زندگی وعظ و نصیحت کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے اور اسی طریقے پر اس کی ایمانی زندگی کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ جو لوگ کسی غلطی اور کسی خطا کے مرتکب ہوکر بارگاہ رسالت کے اندر حاضر ہوجائیں اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے طالب ہوکر اللہ سے معافی مانگیں تو نبی کریم ﷺ ان کے لئے شفیع ہوں گے اور اس طرح پر ان کے گناہوں کی مغفرت اور معافی ہوگی تو اس چیز کے لئے بیان کیا جارہا ہے ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ '' کیوں نہ ہوا کہ جب وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو وہ آپ ﷺ کے پاس آجائیں آپ ﷺ کے پاس آ کر استغفار کریں اللہ سے اور اللہ کا رسول ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت کو مانگے تو ''لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' ایسے موقع پر وہ یقیناً پروردگار عالم کو تواب، رحیم پاتے۔

دشمن پر نظر رکھو اور جہاد کے لئے تیار رہو

پھر اس موقع پر اللہ نے مسلمانوں کو دشمنوں کی سازش سے پرہیز کرنے کی بھی نصیحت کی اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ جہاد وقتال کا جب تک حکم نہ نازل ہو تو اس وقت تک بے شک اپنے ہاتھوں کو روکے رکھنا چاہیے لیکن جب بھی اللہ کی طرف سے جہاد وقتال کا حکم ہوگیا تو پھر مسلمانوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد سے کوئی گریز نہ کرنا چاہیے۔ انسانی زندگی میں اس قسم کے ادوار پیش آتے ہیں۔ تو ان کو جانی اور مالی تحفظ کے احکام بیان کردیے گئے۔ دین کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے اصول بھی مقرر فرمادیے گئے۔

پارہ نمبر 6

''لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا''

ربط: اس پارہ کے مضمون کا آغاز یہیں سے ہو رہا ہے کہ پروردگار عالم کو کسی شخص کی زبان سے برا کلمہ نکلنا بھی پسند نہیں ہے۔ چونکہ اہل کتاب مسلمانوں کو ستاتے تھے اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچایا کرتے اس لئے اس بات کا استثناء فرمادیا کہ ہاں مظلوم اگر اپنے ظالم کے بارے میں کوئی برا لفظ اپنی زبان سے نکال لے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسے گوارا کرے گا لیکن انسان کی زندگی ظاہر ہے کہ اسی چیز پر بنتی ہے کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہونا چاہئے۔

ایمان کا تقاضا تسلیم و تعمیل اور یہود سے نفرت

ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ کے جتنے احکام ہیں ان سب کی پیروی اور ان سب پر ایمان مکمل ہونا چاہئے اس بات کو ذکر کر کے یہود کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ وہ اللہ کے احکام میں تبدیلیاں کیا کرتے کسی حکم کو مان لیا اور کسی حکم کو نہ مانا تو ارشاد فرمایا کہ ''یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا'' کہ کسی چیز پر کہتے کہ ہم ایمان لاتے ہیں کسی چیز کو کہتے کہ ہم نہیں مانتے اور اس کے درمیان وہ ایک راستہ اختیار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے فیصلہ الٰہی صادر ہوا ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا'' کہ یہ لوگ یقیناً پکے کافر ہیں بہر حال اسلام اور دین کی بنیاد یہی ہے کہ جتنے احکام خداوندی ہیں ان پر بلا چون و چرا ایمان لانا اور ان کے سامنے سر تسلیم جھکا دینا۔

یہود کی حضرت محمد ﷺ سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دشمنی

یہودیوں کی جو بعض خرابیاں تھیں ان کا بھی ذکر کیا جارہا ہے کہ نبی کریم

ﷺ کے سامنے آ کر کس طرح کے گستاخانہ سوال کیا کرتے اور یہ چیز ان کی آج کی نہیں تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی ان لوگوں کو جس طرح خدا نے ہدایت کے لئے اور نصیحت کے لئے بار بار متوجہ کیا لیکن پھر بھی باز نہ آئے حتیٰ کہ باغیوں کے اوپر طور پہاڑ کھڑا کر دیا گیا کہ کسی طرح تو اپنے پیغمبر علیہ السلام کی باتوں کو مان لیں اور اس پر عمل کریں لیکن افسوس کی چیز یہ ہے کہ یہ قوم ان تمام تنبیہوں کے باوجود بھی اپنی روش سے باز نہ آئی تو ان کی بداعمالیوں کا ذکر کیا۔

یہود کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی

پھر ساتھ ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ جو دشمنی اور عداوت کا معاملہ کیا اس کا بھی قرآن ذکر کر رہا ہے ساتھ ہی یہ چیز بھی بیان کر دی گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہودیوں کی دشمنی کامیاب نہ ہو سکی۔ اللہ نے ان کی سازش سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچایا اور محفوظ رکھا اور یہاں تک کہ نہ یہودی ان کو قتل کر سکے اور نہ ہی سولی دے سکے بلکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا ہے اور جب قیامت کا قرب ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے اس وقت اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور کوئی فرد ایسا نہیں بچے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔ الغرض یہ چیزیں بیان کرتے ہوئے یہودیوں کی بد اعمالیوں اور ان کے معاملات کی خرابیوں کا بھی ذکر کیا۔

حضرت محمد ﷺ کل کائنات کے نبی ہیں

اور اس کے ساتھ آخری نبی ﷺ کی رسالت و نبوت کا بیان فرمایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام پر اور ان کے بعد جتنے انبیاء

علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ان پر بھی یہی وحی آتی رہی۔ خدا کے ہر رسول نے اپنی امت کو آ کر اللہ کے دین کی طرف دعوت دی اس لئے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ''یَآاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ'' کہ یہ نبی آخر الزمان حق لے کر آ گئے ہیں تم انہی پر ایمان لاؤ۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت چونکہ قیامت تک کے لئے تھی۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت تمام دنیا اور تمام اقوام کے لئے تھی اس لئے ''یَآاَیُّھَا النَّاسُ'' کا خطاب کر کے تمام انسانوں کو اس کا مامور فرمایا گیا اس کے برعکس انبیاء سابقین علیہم السلام چونکہ اپنی قوم ہی کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے اس لئے ہر نبی کی بعثت کو الیٰ قومہ الیٰ قومہ کے عنوان کے ساتھ مختص کیا گیا۔

اہل کتاب غالی تھے

اہل کتاب چونکہ اپنے دین میں غلو کرتے تھے تو ان کو اس چیز کی ممانعت کی گئی اور یہ فرمایا گیا کہ اللہ کے راستے پر صحیح طریقے پر چلنا چاہئے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں جو اہل کتاب نے تحریفات کی تھیں ان کی نبوت اور ان کی عبدیت کا انکار کیا تھا اس کا بھی رد کیا جا رہا ہے۔

سورۂ مائدہ

عہد و پیمان کی اہمیت

قرآن کریم نے سورۂ مائدہ کی ابتداء میں عہد و پیمان کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی اور اس کا مامور فرمایا گیا ''اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ'' جب ہر عہد و پیمان کو پورا کرنا انسان کی فطرت کا تقاضا ہوا تو اللہ اور اس کے رسول سے کئے ہوئے عہد و پیمان

کیوں نہ پورے کیئے جائیں۔

انسان ہر طرح اللہ کے احکام کا پابند ہے

انسان اپنی معیشت میں اور معاشرت میں بھی اللہ کے احکام کا پابند ہے تو حلال چیزیں جو ہیں ان کو استعمال کیا جائے حرام چیزوں سے بچنا اور پرہیز کرنا یہ بھی اس کی زندگی کے لوازم میں سے ہوگا۔ حلال وحرام کے فرق کو مٹادینے سے یقیناً انسان تباہ ہوگا۔

ایمان یہ ہے کہ صرف نیکی میں تعاون ہو

پھر یہ بھی ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ ایمانی زندگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک فرد دوسرے کے لیے ایمان اور تقویٰ کی چیزوں پر تعاون کرے اس کی مدد کرے اس کا ہاتھ بٹائے ''تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' یہ چیزیں درست نہ ہونگی کہ گناہوں پر اور گناہوں کی باتوں پر ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ مدد کرنا حسی طور پر تو ظاہر ہے لیکن کسی چیز کی حوصلہ افزائی کرنا کسی چیز کو رواج دینا یہ بھی مدد کرنا ہے اس لئے اگر مسلمان قوم اپنی زندگی کے کسی دور میں برائیوں کو فروغ دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی اشاعت ہونے لگے تو یہ بھی ''تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' کا ایک شعبہ ہوگا حلال چیزوں ہی کے اوپر انسان کو اکتفا کرنا چاہئے حرام چیزوں کی طرف رخ کرنا اپنی زندگی کو تباہ و برباد کرنا ہے۔

دین محمدی ﷺ کی جامعیت

قرآن کریم نے ان احکام کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دین محمدی ﷺ کی جامعیت کا اظہار فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' کہ اے مسلمانو! آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت اور انعام کو تم پر پورا کر دیا اور اسلام کے دین ہونے کو تمہارے لئے میں نے پسند کر لیا ہے۔ یہ آیت مقام عرفات میں یوم عرفہ میں نازل ہوئی اور اس آیت نے یہ چیز واضح کر دی کہ دین اب مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں یہ تصور کی گنجائش نہیں کہ کوئی چیز نا تمام رہ گئی ہے۔ قرآن کریم اس کا بارہا اعلان فرما چکا ہے اور یہ چیز واضح کر دی گئی کہ ''مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ'' دین میں اللہ نے کسی چیز کی کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اس چیز کا عقیدہ اپنے قلب و دماغ کے اندر قائم کرنا چاہئے اور اللہ نے اسلام ہی دین پسند کر لیا۔

اسلام کیا ہے؟

اسلام ایک طرز زندگی کا نام ہے جو طریقہ اور جو طرز زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کر دیا ہے اسی کو پسند کرنا یہ مسلمان کا ایمانی تقاضا ہوگا۔ اس کے خلاف رغبتیں اور خواہشات انسان کو ہلاک کرنے والی ہوتی ہیں ایمانی زندگی بنانے کے لئے اساس اور بنیاد اقامت صلوٰۃ ہے لہٰذا اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا جارہا ہے۔ نماز قائم کرنا طہارت اور پاکی پر موقوف ہے تو اس کے لئے وضوء کا حکم بیان کیا جارہا ہے۔ غسل کا بھی حکم بیان کیا گیا۔ پانی سے طہارت اللہ نے مقرر فرمائی اصل حکم طہارت ہے۔ ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا'' کے قانون سے۔

تیمّم کا بیان

لیکن بسا اوقات بیماری کی مجبوریاں یا کسی قسم کی مجبوری انسان کو پانی

کے استعمال سے عاجز رکھتی ہے تو اس کے بالمقابل تیمم کا حکم اللہ نے مقرر فرمایا اور اس کو اپنے انعامات کے ذیل میں بیان فرماتے ہوئے فرمایا "وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"

اہل کتاب کی غلط روش سے بچو

اہل کتاب خاص طور پر چونکہ قرآن کریم کے مخاطب ہیں تو لہٰذا یہ فرمایا جارہا ہے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اہل کتاب کی روش سے اے مسلمانو بچو۔ ان کی روش جو اللہ کے احکام کو سن کر نافرمانی کرتا تھا تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ اللہ کے احکام کو سنو اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

عدل وانصاف معاشرہ کی اہم ضرورت

انسان کا معاشرہ یہی اس بات کے اوپر موقوف ہے کہ عدل وانصاف کو قائم کیا جائے اپنی عداوت وجذبات قلبی کی وجہ سے عدل وانصاف کے قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ اور کوئی کوتاہی نہ کرنی چاہئے لہٰذا عدل وانصاف کے قائم کرنے کے لئے حکم نازل فرمایا گیا۔

"يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ" بعض دفعہ کسی کے ساتھ عداوت اور دشمنی عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے حائل اور مانع بنا کرتی ہے تو اس کے لئے بھی ہدایت فرمائی جارہی ہے "وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ" کسی قوم سے بغض ونفرت کی وجہ سے تم کو اس چیز سے ہٹنا نہ چاہئے کہ تم عدل وانصاف کو قائم کرو یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کے اہم میثاق کا ذکر

حق تعالیٰ نے اس موقع پر بنی اسرائیل کے میثاق کا بھی ذکر کیا اور ان

پر بارہ نگران جو مقرر کیئے گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کی تاریخ کو بھی تازہ کیا جارہا ہے تاکہ یہ چیز سمجھنے سے انسانوں کے ذہنوں پر اثر مرتب ہو کہ خدا سے عہد و پیمان کیئے ہوئے پورے کرنے چاہئیں۔

انی معکم اللہ کا وعدہ ہے

حق تعالیٰ نے اس موقع پر یہ بھی فرمادیا تھا ''اِنِّیْ مَعَکُمْ'' میں تمہارے ساتھ ہوں۔ نماز قائم کرو اور اگر تم زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور میرے رسولوں پر تم ایمان لاؤ اور ان کی تم تائید اور ان کی مدد کرتے رہو اور اللہ کے لئے قرض حسنہ دیتے رہو تو اس صورت میں تمہاری برائیوں کو میں مٹادوں گا اور تمہیں اللہ کے فضل سے بہت سی نعمتیں بھی مل جائیں گی۔

اللہ کی رضا مقصد زندگی ہے

یہ مضمون بیان کرنا اس مقصد کے لئے ہے کہ مسلمانوں کو خدا کا دین قائم کرنے کے لئے ان تمام چیزوں سے باخبر رہنا چاہئے اپنی جان اور مال کی قربانیوں سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے اور کسی کی عداوت اور جذبات طبعی جو ہیں وہ اقامت دین کے اندر ان کے لئے مانع نہ بننے چاہئیں۔ اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ہی مقصد زندگی ہونا چاہئے۔

نصاریٰ کا رد بلیغ

اس موقع پر نصاریٰ نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عقیدے اور اپنے طریقے زندگی کے اندر جو تحریفات کی تھیں ان کا بھی رد کیا گیا۔

نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے محبت کے دعویٰ میں یہ چیز اختیار کی تھی اور کہا تھا کہ ''اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ'' خدا ہی مسیح بن مریم علیہما السلام ہیں

اور خدا اور مسیح علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے ان کی گمراہی کا رد کیا۔ ثابت فرمایا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ اللہ کے بندے اور رسول کبھی یہ نہیں کہتے کہ میں خود خدا ہوں۔ اس طرح پر یہودیوں کا بھی رد کیا جا رہا ہے اور خدا نے اپنی شان عظمت کو بیان فرمایا کہ اللہ رب العالمین جس کی چاہے مغفرت فرمائے اور جس کو چاہے عذاب دے۔

نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت ہر ایک کے لئے نعمت ہے

اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ اس وقت نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت اہل کتاب پر ایک بہت بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ کا۔ اہل کتاب جبکہ اپنے اپنے دین کو مسخ کر چکے تھے۔ اپنی تعلیمات کو برباد اور ضائع کر چکے تھے ایسی صورت میں نبی آخر الزمان ﷺ کا مبعوث ہونا یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ تو چنانچہ اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا "فَقَدْ جَآءَ كُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ" بشیر ونذیر خدا کے پیغمبر آ چکے ہیں۔

اصحاب موسیٰ علیہ السلام کا تاریخی جواب

بنی اسرائیل کی قوم جو تھی وہ نافرمانی میں اپنی زندگی کو غرق کئے ہوئی تھی تو ایک خاص تاریخی واقعہ ذکر کیا گیا کہ جب ان کو ایک قوم سے مقابلہ کے لئے اللہ کے پیغمبر علیہ السلام نے مامور کیا تو انہوں نے کس طرح پر عذر کر دیا اور جواب دے دیا "اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ" اس میں تو بڑے مضبوط آدمی ہیں ہم ان سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے قرار ہو کر کہنے لگے کہ اے پروردگار! میں اب کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوں سوائے اپنے اور اپنے بھائی کے۔ تو نتیجہ یہ کہ اس قوم نے اللہ کے پیغمبر کی دعوت پر لبیک نہ کہا۔

اصحاب محمد ﷺ کا تاریخی جواب

بزدلی اور اپنی نفس پرستی کے اندر اس طرح پر اللہ کے دین کے منحرف ہو گئے یہی وجہ تھی کہ جب صحابہ کو نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے اندر دعوت جہاد دی تو اس میں سے اللہ کے برگزیدہ مقدس بندوں نے یہی جواب دیا تھا اے ہمارے حبیب پیغمبر ﷺ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح پر یہ جواب نہیں دیں گے ''اِذۡھَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوۡنَ'' بلکہ ہم تو آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے دشمن کا مقابلہ کریں گے اور لڑیں گے۔ اس موقع پر حق تعالیٰ نے انسانوں کی حیات ابدی اور جاودانی زندگی کا راز بیان فرمایا کہ خدا کی راہ میں ایثار و قربانی یہی ان کی حیات اور ابدی زندگی ہے۔

پارہ نمبر 7

"وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ"

ربط: گذشتہ پارے میں حق تعالیٰ اہل کتاب کے احوال بیان فرمارہے تھے اور یہ چیز بیان کی گئی کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے اپنے دین کو کس طرح مسخ کیا۔ احکام دینی کو اپنی خواہش کی وجہ سے تبدیل کرنا ان کا شعار اور طریقہ تھا۔ حتی کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اعتقادی خرابیاں اور جن اعتقادی گمراہیوں کے اندر اپنے آپ کو ملوث کیا وہ کوئی معمولی چیز نہیں تھی یہاں تک کہ انہوں نے الوھیت اور رسالت کے فرق کو نظر انداز کر دیا۔ جس پر حق تعالیٰ نے یہاں بڑی تاکید کے ساتھ یہ فرمایا تھا "مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" کہ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

چند حق پرستوں کا تذکرہ

ان احوال کو ذکر کرتے ہوئے چونکہ ہر طبقے میں اور ہر قوم میں بہت سے مخلص بھی ہوتے ہیں اور حق پرست بھی ہوتے ہیں تو چنانچہ اب ان چند حق پرستوں کی خوبی بیان کی جارہی ہے جو کہ قرآن مجید کو سن کر حق کو پہچاننے والے ہوئے اور قرآن کریم کی حقانیت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کیا اور یہاں تک کہ قرآن مجید کی عظمت کو محفوظ کرتے ہوئے ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے یہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی جس کے سامنے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی وہ آیات پڑھ کر سنائیں تھیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

منقبت اور فضیلت تھی اس کا ذکر ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ تو اس پارے میں اسی مضمون سے ابتداء کی جارہی ہے اور فرمایا گیا ایسے حق پرست لوگ اور انصاف وحق کے سامنے سر جھکانے والے جب اللہ کی آیتوں کو سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو جاتے ہیں۔

حق پرستوں کے لئے حلال وحرام کے احکام

چونکہ وہ حق کو پہچانتے ہیں ان کی خوبی اور ان کی مدح کرتے ہوئے قرآن کریم نے کچھ حلال اور حرام کے احکام بیان فرمائے اور بنیادی طور پر ان کو ذکر کرتے ہوئے یہ تاثر دیا گیا کہ اصل دین یہی ہے کہ انسان اللہ کے احکام کی پیروی کرے ایمان وتقویٰ کی وجہ سے اللہ نے کسی انسان کی زندگی کے طبعی تقاضوں کو محدود نہیں کیا ہے ان کو روکا نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں

اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے پھر قیامت کا ذکر کیا جارہا ہے کہ روز قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے سامنے اپنی براءت کا اظہار فرمائیں گے اور اعتراف کریں گے کہ اے پروردگار! میں تو ان کو وہی کہتا تھا جو تیرا حکم تھا اور جو تیری وحی تھی ''مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ'' کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور آخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے معاملے کو خدا کے حوالے کرتے ہوئے فرمائیں گے ''اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ '' اے پروردگار! یہ تیرے بندے ہیں اگر تو ان کو عذاب دے دے بے شک تو ہی عذاب دے اس لئے کہ یہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہے اور ہر خالق و مالک کو اپنی مخلوق اور اپنے مملوک

پر ہر قسم کے تصرف کا عقلاً اختیار ہے اور اگر اے اللہ! تو مغفرت فرمائے ان کی تو تیری مغفرت کو کوئی روکنے والا نہیں ہے" اِنَّکَ اَنتَ العَزِیزُ الحَکِیمُ"

ذکر قیامت

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا پھر منظر اجتماعی طور پر بیان فرمایا اور اس میں یہ چیز ظاہر کی گئی کہ اولین اور آخرین جب جمع ہوں گے اللہ کے سامنے تو اس وقت سوائے ایمان اور اللہ کی توحید کے انسانوں کے کوئی چیز کام آنے والی نہ ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر

ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بھی ذکر کیا اور ان کے معجزات کا ذکر کر کے خواہ وہ مردوں کو زندہ کرنا ہو یا پرندوں کی تصویر بنا کر ان کو اڑانا ہو یا اکمہ اور ابرص اور کوڑھی کے مرض میں یا جو مادر زاد نابینا ہو ان کو اچھا کر دینا یہ سب اللہ کی قدرت سے تھا ان چیزوں کی وجہ سے کسی کو اس تصور کی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو خدا اور خدا کے درجہ میں شمار کرے یہ توحید کے اصولی مضامین بیان کرتے ہوئے سورۂ مائدہ ختم کی گئی۔

سورۂ انعام

عظمت سورۃ انعام: سورۂ انعام کی ابتداء میں بھی خدا کی خالقیت کا اور اس کی حمد و ثنا کا ذکر ہوا۔ حضور اکرم ﷺ سے یہ منقول ہے روایات میں ہے کہ سورۂ انعام جس وقت اللہ نے نازل فرمائی ستر ہزار فرشتوں کی جماعت اسے لیکر اتری۔

ذکر توحید مع دلائل

اس میں توحید کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور یہ چیز ذکر کی گئی ہے

کہ اللہ رب العالمین وہ ذات یکتا ہے وحدہ لاشریک لہ ہے، اس موضوع کو ایسے دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا کہ جس سے ہر ایک انسان اپنی عقل اور فطرت کے تقاضے سے سمجھنے پر مجبور ہے۔

ذکر رسالت ووحی اور تردید مشرکین

اسی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی رسالت کو بھی ثابت کیا گیا۔ مشرکین مکہ جو بعض لغو قسم کی باتیں کیا کرتے تھے ان کا بھی درمیان میں ازالہ کر دیا گیا۔ مثلاً وہ لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن جو آپ ﷺ پر تھوڑا تھوڑا اترتا ہے۔ ہم اس کو اللہ کی وحی نہیں مانتے مجموعی طور پر ایک کتاب آسمان سے زمین پر پھینکی جاتی اور ہم اس کو دیکھ لیتے تو ہم سمجھتے یہ خدا کی کتاب ہے۔ قرآن کریم نے اس چیز کا رد کرتے ہوئے فرمایا ''وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ'' اے ہمارے پیغمبر ﷺ اگر ہم تمہارے اس مطالبے کو پورا بھی کر دیتے اور ایسی کوئی کتاب لکھی ہوئی آسمان سے زمین پر اتر بھی جاتی تو تب بھی یہ مشرکین مکہ ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوتے اس کتاب کو ہاتھ سے چھوتے اور دیکھ کر کہتے کہ یہ تو جادو ہے جو ہم پر کر دیا گیا ہے۔ تو باوجود اس مشاہدے کے ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ چونکہ ان کا ایمان نہ لانا اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ انہوں نے حق کو پہچانا نہیں ہے حق سورج کی طرح ظاہر ہو چکا ہے لیکن جن لوگوں نے یہ طے کر لیا ہو کہ ہمیں حق ماننا نہیں ہے۔ عناد اور عصبیت کے اوپر جمے ہوئے ہیں ظاہر ہے کہ وہ کیونکر ایمان لائیں گے؟

مشرکین مکہ کو دعوتِ فکر

اس سلسلے میں قرآن کریم نے یہ بھی دعوت دی ہے کہ ایسے منکرین کو اور

مشرکین کو چاہئے کہ وہ روئے زمین پر سفر کریں اور ان قوموں کے انجام کا مشاہدہ کریں کہ جنہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی اور اللہ کی وحی کو جھٹلایا وہ کس طرح پر عذاب خداوندی سے تباہ کئے گئے ہیں۔

ہر موحد کی ذمہ داری

اس سورۃ میں قرآن کریم نے اس چیز کا اعلان کیا کہ ہر موحد کو یہ کہہ دینا چاہئے ''اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ'' کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر میں کسی کو معبود بنالوں؟ وہی خدا تو سارے عالم کو روزی دیتا ہے، وہی رزق کو پیدا کرتا ہے، اس کو کوئی کھلانے والا نہیں ہے، تو ایسی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرنا یہ کونسا عقل وفطرت کے تقاضے سے قابل برداشت ہوسکتا ہے؟

عظمت قرآن اور غلبۂ حق

اس موقع پر قرآن کریم نے اپنی عظمت کا بھی ذکر کیا۔ حق تعالیٰ شانہ کے غلبہ اور شان کبریائی کو بھی بیان کیا ''وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ'' کہ وہی پروردگار اپنے بندوں پر غالب ہیں وہی حکیم وخبیر ہے۔

اہل کتاب اور معرفت نبی امی

اور وہی جو چاہتا وہ کرتا ہے اس بارے میں جو لوگ اللہ کی وحی کو جھٹلانے والے ہوئے ان کا رد بھی کیا گیا جو اہل کتاب نبی کریم ﷺ کی معرفت پورے طور پر رکھتے تھے ان کی بھی تردید کی گئی اور بتلایا گیا کہ یہ خوب پہچانتے ہیں مگر باوجود اس کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اہل کتاب کا انجام

غرض اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے قیامت میں ایسے مکذبین اور منکرین کی ہلاکت کا اور ان کی تباہ حالی کا بیان فرمایا گیا۔

تسلی رسول ﷺ

اور ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ باتیں بے شک آپ ﷺ کو رنجیدہ کرنے والی ہوں گی مگر آپ ﷺ ان پر صبر کیجئے اس قسم کی باتیں اللہ کے پیغمبروں کے لئے پیش آتی رہی ہیں۔

سابقہ امم کا انجام درس عبرت ہے

یہ بھی چیز ذکر کر دی گئی کہ جب بھی اللہ نے پیغمبر مبعوث فرمائے ان کی قوموں نے انکا مقابلہ کیا ان کی قوموں نے تردید و تکذیب کی تو لہٰذا اللہ کی وحی سے ان لوگوں کو آپ ﷺ ان واقعات کی طرف متوجہ کیجئے اور ڈرایئے کہ خدا کا عذاب کہیں ان کو ہلاک و تباہ نہ کر دے۔

مشرکین کے لغو اعتراضات

ان تمام حقائق کے باوجود بھی یہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوتے یہاں تک کہ طرح طرح کے لغو اعتراضات کرتے، کوئی کہتا کہ یہ نبی ﷺ کیسے ہیں یہ تو بازاروں میں بھی چلتے ہیں پھرتے ہیں کھانا بھی کھاتے ہیں اس قسم کے اعتراضات شروع کئے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ اچھا اگر آپ ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں تو بتایئے کل کو کیا بات پیش آئے گی۔ آنے والے واقعات کس طرح دنیا میں رونما ہوں گے۔ قرآن حکیم نے ان لغو چیزوں کا رد کرتے

ہوئے فرمایا "وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ"

ذکر توحید مع مسئلہ علم غیب

پھر ساتھ ہی اللہ کی توحید کا بیان فرمایا گیا اور یہ چیز ثابت کی گئی کہ پروردگار عالم کی توحید کی حقیقت یہی ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ اس کے کمالات اور اس کی خوبیوں کے اندر شریک ہے۔ وہی عالم الغیب والشہادہ ہے اور حق تعالیٰ شانہ کے لئے علم غیب ہے کہ جو "يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" سمندر اور خشکیوں کا جاننے والا ہے اور اسی کے علم سے درخت سے پتہ جھڑتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کب انسان ہلاک ہوگا اور کب کہاں جائے گا اور کیا کمائے گا اور کیا کھائے گا۔ یہی مفاتح الغیب ہیں کہ "لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ" کہ اللہ کے سوا کوئی اس کا جاننے والا نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شرک سے براءت

پھر اسی مضمون کو ثابت کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم جو کہ ستاروں کی پرستش کیا کرتی تھی انکا رد بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قوم کے سامنے ایک حجت اور برہان اس طرح پر پیش کیا کہ ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ یہ اللہ ہوں گے اور میرا رب ہوں گے، بالغرض یعنی تمہارے خیال کے مطابق لیکن دکھلانا مقصود تھا کہ جب وہ غروب ہوئے تو کیا کہا "لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ" غروب ہونے والوں کو میں پسند نہیں کرتا پھر جب چاند چمکتا ہوا رونما ہوا تو فرمایا کہ اچھا یہ ہوگا رب، جب وہ بھی غروب ہوا تو فرمایا اگر میرا پروردگار مجھ کو ہدایت نہ دیتا تو میں بھی گمراہوں میں سے ہوتا اور جب سورج اپنی چمک دمک کے ساتھ

نکلا تو فرمایا کہ اچھا سوچ لو اور بالفرض یہ کہہ لو کہ یہ ہوگا میرا رب، لیکن ''فَلَمَّآ اَفَلَتْ'' جب وہ سورج بھی مغرب میں ڈوبا فرمایا کہ ''یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ'' اے میری قوم! میں بری ہوں ان چیزوں سے جن کا تم ذکر کرتے ہو اور اللہ کی الوہیت میں اس کو شریک کرتے ہو۔

ذکر حجت الٰہیہ

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ''وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ'' کے عنوان سے بیان فرمایا کہ یہ حجت و برھان تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا۔

اللہ کی خالقیت پر دلائل

پھر اللہ نے اپنی خالقیت کے دلائل بیان کیے کہ ''فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی'' کہ وہ گٹھلیوں کو اور دانوں کو پھاڑتا ہے۔ اس سے نباتات اور سبزے اگتے ہیں، غلے اور پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں اور اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کا نظام ایک عجیب حکمت کے ساتھ مرتب فرمایا ہے، یہ سب کچھ ''ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ'' وہی چاند اور سورج کو حرکت میں کیے ہوئے ہے اور اسی نے ستاروں کو رہنمائی کے لئے روشن بنایا ہے۔ غرض ان تمام مضامین کو بیان کرتے ہوئے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے ''بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' وہی آسمانوں اور زمینوں کو ایک نرالے انداز کے ساتھ پیدا کرنے والا ہے۔

ہر چیز کو وجود بخشنے والا اللہ ہے

اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا یہی معبود یہی خدا ہے ''ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ'' اس کے سوا کوئی معبود نہیں ''خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ'' وہی ہر چیز کا خالق ہے اسی کی تم عبادت کرو، حق تعالیٰ شانہ کی ذات لطیف و خبیر بھی ہے۔

وحی کی اتباع کا حکم

انسانی قوتیں اور ان کے ادراکات اس چیز کے اوپر قادر نہیں کہ خدا کا ادراک کر سکیں اس لئے ایسے موقع پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی وحی کی اتباع کرو۔

دوسروں کی تذلیل سے دعوت الی اللہ میں رکاوٹ ہوگی

اللہ کی وحی کی اتباع کرتے ہوئے دوسروں سے کچھ اس قسم کا رویہ مت اختیار کرو کہ ان کو برا بھلا کہنا ان کی تحقیر و تذلیل کرنا یہ چیز دعوت الی اللہ میں روکاوٹ ڈالنے والی ہوگی۔

ہدایت اللہ کے قبضہ میں ہے

اصل دار و مدار خدا کی طرف سے ہدایت اور توفیق پر ہے ''وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ '' کے مضمون میں دلوں کو لوٹنے پلٹنے کا معاملہ خدا کے حوالے کر دیا گیا۔

پارہ نمبر 8

"وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ "

ربط : ساتویں پارے کے اخیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ جوان کے زمانے میں بت پرست تھے اور ستاروں کی پرستش کرنے والے تھے ان کا ذکر تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح حجتیں اور دلائل قائم کر کے ان کو لاجواب کیا اور اللہ رب العزت کی وحدانیت والوہیت وقدرت کو ثابت کیا۔ ان دلائل کی روشنی سے تو ایسی چیز ثابت ہوتی تھی کہ ہر وہ شخص جس میں فکر اور صلاحیت عقل کی ادنیٰ درجہ میں بھی موجود ہو وہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے لیکن اس کے باوجود جو ایسے لوگ اپنی فطرت میں گندگی رکھتے ہیں۔ پھر بھی اللہ کی قدرت پر ایمان نہیں لاتے اس کی وحدانیت کو نہیں مانتے تو آٹھویں پارے کے شروع میں اس مضمون کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ آخر ان کا ایمان نہ لانا وہ کس بنیاد پر مفہوم ہو سکتا ہے۔

دلائلِ قاہرہ سنکر ہدایت قبول نہ کرنا کھلا عناد ہے

حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا "وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ" کہ ایسے لوگوں کا ان دلائل کے واضح ہو چکنے کے بعد بھی ایمان نہ لانا یہ حقیقت میں ان کے عناد پر اور ان کے ضد پر مبنی ہے ایسے معاندین کے سامنے اگر فرشتے بھی آ جائیں، مردے بھی زندہ ہو کر ان سے گفتگو کرنے لگیں، ہر چیز ان کے روبرو ان کے سامنے آ جائے، تب بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ایسے عناد والے لوگ اس بات کو طے کر چکے ہوتے ہیں کہ ان کو حق قبول کرنا ہی نہیں ہے۔

معاندین کی فطری شقاوت کا بیان

اس رکوع میں حق تعالیٰ نے ایسے معاندین کی فطری شقاوت کا بیان کرتے ہوئے ان پر ملامت کی اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اہل کتاب کے ان واقعات کا بھی حوالہ دیا جو ان پر اللہ نے اپنی وحی کے ذریعے سے حجت پوری کردی تھی مگر وہ پھر بھی نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

ہدایت نور و حیات ہے گمراہی ظلمت اور موت ہے

دوسرے رکوع میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ چیز ذکر فرمائی کہ ہدایت نور اور حیات ہے اور گمراہی اس کے مقابلے میں ظلمت تاریکی اور موت ہے اس لئے جو لوگ ہدایت کو قبول کرنے والے ہیں وہ حقیقت میں زندہ ہیں اور جو گمراہی میں مبتلا ہونے والے ہیں وہ مردہ ہیں اور گمراہی کی تاریکیوں کے اندر مبتلا ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے انجام سے بے فکر اور بے خبر نہ رہنا چاہئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی توفیق سے نوازتا ہے اس کا دل اسلام کے لئے کھل جاتا ہے اور جو بدنصیبی کی بناء پر محروم رہا، ظاہر ہے کہ وہ اس گمراہی کے غرقے سے اور اس کے فریب سے نہیں نکل سکتا۔ حق تعالیٰ نے دین اسلام صراط مستقیم بنایا ہے اس کے لئے اللہ نے علامات ونشانیاں مقرر فرمادیں۔ ان آیات ونشانیوں پر ایمان لانے والے لوگوں کے لئے دارالسلام ہے پروردگار عالم کے ہاں اور اللہ کی رضا وخوشنودی کی نعمت سے سرفراز فرمائے جائیں گے۔

ذکر قیامت اور مجرمین کی گرفت

تیسرے رکوع میں قیامت کا منظر بیان کیا جارہا ہے۔ قیامت کے دن کس طرح حق تعالیٰ کی طرف سے مجرمین پر گرفت ہوگی۔ ان سے پوچھا جائے

گا کہ جب اللہ کے رسول ﷺ تمہارے پاس آ چکے اور انہوں نے پیغام پہنچا دیا تم کو اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا تو پھر بھی تم کیوں ایمان نہیں لائے۔ ان کے اعذار باردہ ہوں گے اور مہمل قسم کے حیلے کرتے ہوئے ہوں گے۔

اہم قانون الٰہیہ کا بیان

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے قانون بیان فرمادیا ''وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا'' ہر ایک کے لئے اپنے اعمال کی حیثیت سے درجات ہوتے ہیں۔

اللہ بے نیاز ہے

اللہ بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ کو نہ کسی کی عبادت کی ضرورت ہے اور نہ اس کو کسی کے کفر سے کچھ نقصان پہنچتا ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے نفع کے لئے ایمان وہدایت کو قبول کرے۔

مشرکین کی مشرکانہ باتیں

اس موقع پر مشرکین مکہ کی وہ مشرکانہ باتیں بھی ذکر کر دی گئی ہیں کہ انہوں نے اپنی کھیتیوں اور جانوروں میں سے اپنے بتوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا اور ایسی چیزیں اختیار کی تھیں جن کو نہ عقل قبول کرتی تھی اور نہ انسانی فطرت اس کی اجازت دیتی تھی۔ اس طرح انہوں نے اپنے دین کی باتوں کو اشتباہ اور شبہ میں ڈالا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ ان چیزوں پر اس قدر اصرار کرتے کہ کوئی بات اس کے خلاف سننے کے لئے تیار نہ ہوتے۔

دلائلِ قدرت کا بیان

پروردگار عالم نے چوتھے رکوع میں ان باتوں کا رد کرنے کے لئے اپنے

دلائل قدرت کا ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ وہی پروردگار عالم غلوں کو، باغات کو، پھلوں اور پھولوں کو، ان سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے، اسی نے ان چیزوں میں مزے اور ذائقے خاصیتیں اور تاثیر ودیعت فرمائی ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص کو چاہئے کہ خدا کا رزق اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو خدا کی اطاعت کے لئے خرچ کرے۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو خدا کی نافرمانی اور شرک کے اندر خرچ کرنا یہ اس کے لئے بدترین شقاوت کی چیز ہوگی۔

حلال اور اصلاً حرام چیزوں کا بیان

جو چیزیں اللہ نے حلال کیں وہ طیب اور پاکیزہ ہیں اس کے بالمقابل پانچویں رکوع میں حرام کی ہوئی چیزوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جو حرام کی گئی ہیں وہ حرام ہیں مردار ہے۔ بہتا ہوا خون ہے لحم خنزیر ہے یہ سب چیزیں رجس اور گندگی کی چیزیں ہیں اور ان کا استعمال کرنا انسان کی نافرمانی اور اللہ کی اطاعت سے نکل جانا ہے۔

عقیدہ کے لحاظ سے حرام چیزوں کا بیان

جہاں یہ چیزیں اپنی مردار قسم کی ذات اور اصل کے لحاظ سے رجس اور خبیث ہیں اسی کے ساتھ ساتھ بعض چیزیں وہ ہیں جو انسان کے عقیدے اور ان کے عمل کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔ ایسی حرام چیزوں کی نشاندہی کے لئے ''مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کا قانون ذکر فرما دیا کہ جس کسی جانور کو جس کسی چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا جائے گا اس میں روحانی اور معنوی حرمت اور گندگی آجائے گی۔ جس طرح مردار جانوروں میں ذاتی گندگی ہے غیر اللہ کے نام پر مخصوص کئے جانے والے جانوروں میں روحانی گندگی واقع ہو جائے گی۔

چند معاشرتی احکام کا بیان

چھٹے رکوع میں حق تعالیٰ شانہ نے معاشرت کے چند احکام ذکر فرمائے جس سے انسانوں کی زندگی عافیت وامن کے ساتھ گزر سکے۔(۱) والدین کے ساتھ حسن سلوک ذکر کیا (۲) ایک خاص عیب جس میں عرب کی قوم مبتلا تھی اس سے متنبہ کیا گیا قتلِ اولاد کے وہ مرتکب تھے اور قتلِ اولاد کا ارتکاب اس نظریہ سے ہوتا تھا کہ ان کے پاس اولاد کے کھلانے کے لئے نہیں ہے تو اولاد کی کثرت سے وہ پریشان ہوتے اور اس کا علاج یہ تجویز کیا کہ ہم اولاد کو قتل کردیں تو قرآن نے اس پر بڑی سختی سے تنبیہ کی اور فرمایا ''نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَإِيَّاهُمۡ'' کہ تم اس خیال سے اولاد کو قتل کرتے ہو کہ ہم کہاں سے انہیں کھلائیں گے؟ رازق تو ہم ہیں ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں ان کو بھی رزق دیں گے اس انسانی فطرت کی کمزوری کی طرف متوجہ کردیا گیا ہے کہ ایک طرف انسان اس قسم کے تصورات سے اپنے قلب ودماغ کو متاثر کرتا ہے کہ میں کیسے اولاد کو کھلاوں گا؟ ان کے لئے میرے پاس وسائل موجود نہیں ہیں لیکن دوسری جانب وہ اپنے پیسے کو خواہش اور بے حیائی میں خرچ کرتا ہے (۳) فرمایا گیا ''وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ'' اور فواحش کے قریب ہی مت جاو۔ ان مضامین کو معیشت اور معاشرت کی اصلاح کے لئے بیان کیا (۴) یتیموں کے مال کی حفاظت کا حکم دیا اور ان کے ساتھ انصاف وعدل کا فرمان بہت تاکید کے ساتھ فرمایا (۵) معاملات میں ناپ تول پورا کرنے کی تاکید کی گئی (۶) قول میں بھی عدل وانصاف کی تاکید فرمائی گئی اور یہ فرمایا کہ یہ سب چیزیں وہ ہیں جو صراط مستقیم کے اصول ہیں اور عملی شعبے ہیں انہیں کی اتباع اور پیروی کرنی چاہیے۔

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور ان کے اوپر نازل کی ہوئی کتاب توراۃ کا ذکر کیا۔

قرآن کریم کی عظمت و برکت واتباع کا بیان

اس مناسبت سے ساتویں رکوع میں کتاب الٰہی کی عظمت اور اس کے بابرکت ہونے کا بیان کرتے ہوئے حکم دیا کہ تم اس کی پیروی کرو اسی میں تمہاری نجات اور کامیابی ہے، حق تعالیٰ نے قانون جزا اور سزا کا بھی اس رکوع میں بیان کیا کہ نیکی کا بدلہ دس گناہ ہوتا ہے اور برائی کا بدلہ اللہ کے ہاں اتنا ہی ہوتا ہے۔

ہر مومن کے لئے بنیادی ضابطہ

ان مضامین کو اس بنیادی ضابطے کے اوپر منتہی اور منتج بنایا جارہا ہے کہ ہر مومن کو اعلان کردینا چاہئے کہ میری زندگی اور میری موت میرا ہر عمل اور میری ہر عبادت اللہ رب العالمین کے لئے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حقیقت میں ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ مومن کی زندگی عملی طور پر اس کا اعلان کرتی ہوئی ہو" اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ " قرآن کریم کی عجیب بلاغت ہے۔

اللہ کی گرفت اور مغفرت کا بیان

ان مضامین کو حق تعالیٰ کی صفت پر ختم کیا جارہا ہے" اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ " کہ حق تعالیٰ مجرمین کو عقاب دینے میں بہت جلد اور بہت ہی قوت کے ساتھ اس کو نافذ کرتا ہے اور مطیعین کی اطاعت پر ان کے لئے انعام اور ان کی کوتاہیوں پر مغفرت بھی فرمانے والا ہے۔

سورۂ اعراف

ربط: اس سورۃ کے بعد سورۃ اعراف جو کہ مکی سورۃ ہے اس کے ابتداء میں حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر فرمایا۔ تخلیق آدم علیہ السلام کے ساتھ ان کی خلافت اوران کی عظمت کے مضمون کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کے لئے سجدہ کا حکم دیا گیا۔ ابلیس نے سجدہ سے اختلاف وانکار کیا حق تعالیٰ شانہ نے اسے راندہ درگاہ بنایا ابلیس نے حضرت آدم کو اور حوا علیہما السلام کو ورغلانے کی کوشش کی اور اللہ نے اپنی حکمت سے اس قسم کی چیز مقدر فرمادی وہ درخت جس سے منع کیا گیا تھا وہ کھالیا۔

انسانی فطرت میں حیا ہے مگر ابلیس بے حیائی عام کرنے میں کوشاں ہے

ابلیس کی یہ بات تاریخ کے آغاز میں یہ ظاہر کررہی ہے کہ اس کی تمام تر کوشش انسان کے لئے بے حیائی اور عریانی کے اوپر پہنچانے والی ہے۔ چنانچہ اس کھانے ہی سے ان کے لباس جنت کو دیکھا گیا کہ وہ اتر رہا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ بالمقابل حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کا جنت کے درخت کے پتوں کو اپنے سے چمٹانا اس چیز کی طرف دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے انسان کی فطرنت میں حیا اور غیرت کو رکھا ہے۔

تمام انعاماتِ الٰہیہ اللہ سے رابطہ مضبوط کرنے کے لئے ہیں

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے دسویں رکوع میں انسانوں کے لئے جو اللہ نے لباس اور زینت کے اسباب پیدا کئے راحت اور آرام کی جو چیزیں مقدر کین ہیں ان کا ذکر کیا کہ اس سے بندوں کو منتفع ہونے کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ سب چیزیں اللہ کے ساتھ رابطے اور تعلق کے قائم کرنے کے لئے ہیں۔

نعمتوں کے منکرین و مطیعین کا انجام

اسی کے ساتھ پروردگار عالم نے بارھویں رکوع میں جو منکرین و مکذبین ہیں ان کے انجام کا بھی تذکرہ فرمایا کہ کس طرح قیامت کے روز وہ ہلاک اور تباہ ہوں گے اس کے بالمقابل مطیعین اللہ کی نعمتوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہیں گے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا'' معلوم ہوا کہ انسان کو دنیوی زندگی میں اپنے انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ چودھویں رکوع میں اصحاب اعراف کا خاص طور پر تذکرہ ہے جس سے مجرمین اور مطیعین کے فرق پر آگاہ کیا جارہا ہے۔

دلائلِ قدرت اور اقوام گزشتہ کا انجام

حق تعالیٰ نے پندرھویں رکوع میں اپنے دلائل قدرت کا بیان فرمایا اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اسی طریقہ پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی قوموں کی نافرمانی اور اس نافرمانی کا ذکر کیا گیا کہ کس طرح وہ عذاب خداوندی سے تباہ کئے گئے۔

گزشتہ سے پیوستہ

قرآن کریم ان اقوام کے معذب ہونے کا ذکر کرکے کفار مکہ پر ایک حجت قائم کرنا چاہتا ہے کہ ایسی نوع کی نافرمانی تمہارے لئے بھی کسی عذاب خداوندی کا موجب بن سکتی ہے۔ اخیر میں حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو کس طرح دیانت اور امانت کی تلقین کرتے تھے ان کو معاملات میں اس بات کا امر کرتے تھے کہ ناپ تول میں کوئی کمی نہ کرو اللہ کے پیغام پہنچانے میں کوئی کمی نہ کرتے مگر یہ لوگ اللہ کی نافرمانی پر ڈٹے رہے اور اس کا انجام خدا کی طرف سے ہلاکت اور تباہی کی شکل میں ان کے اوپر مرتب ہوا۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی پر یہ بات فرمائی ''فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ''

پارہ نمبر 9

''قَالَ الْمَلَأُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کَارِهِیْنَ''

ربط: آٹھویں پارے کے اخیر میں پہلی امتوں کے واقعات ذکر کئے گئے تھے اور یہ کہ ان کی مجرمانہ روش کے اوپر اللہ کے عذاب سے کس طرح ان کو ہلاک کیا گیا۔ اب نویں پارے کی ابتداء میں حضرت شعیب علیہ السلام کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو کس طرح گستاخی کے ساتھ اپنے غرور وتکبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ کہا کرتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کو ہم اپنی بستی سے نکال دیں گے اور ان کے ساتھ جو ایمان لانے والے ہیں ان کو بھی ہم نکلنے پر مجبور کر دیں گے یا تو وہ ہماری پہلی ملت کو اور کفر کو اختیار کر لیں اور شرک کو۔

اللہ کی عظمت کا بیان

اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ نے اپنی شان عظمت اور کبریائی کا ذکر فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ پھر اس قوم کی ہلاکت کا اعادہ کر دیا کہ انجام اس کے لئے یہ ہوا۔

ایمان وتقویٰ برکات کا ذریعہ ہے

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے دوسرے رکوع میں حق تعالیٰ نے قانون بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان وتقویٰ یہ دنیا کی برکتوں کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے ساتھ بغاوت دنیوی مصائب کو بھی دعوت دینے والی چیز ہے۔ اس قانون خداوندی کو ان الفاظ میں ذکر کیا جا رہا ہے ''وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ''

اگر یہ بستیوں والے خدا پر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر برکتوں کے دروازے کھول دیتے آسمان و زمین سے بھی لیکن اب یہ پہلی امتیں کہ جس طرح پر ہلاک کی گئیں کہ ان کا تاریخ میں کوئی نام ونشان باقی نہ رہا۔

واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہم جھلکیاں

تیسرے اور چوتھے رکوع میں پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا کہ ان کو جب اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ فرعون کو اللہ کی طرف ایمان لانے کی دعوت دیں اور اس کی الوہیت کو قبول کرنے کی۔ تو جا کر فرعون کے سامنے اعلان کر دیا ''اِنِّی رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' اور اپنے معجزات بھی ظاہر کر دیئے۔ عصا کا معجزہ، ید بیضاء کا معجزہ، ان معجزات کو دیکھ کر فرعون بجائے اس کے کہ متاثر ہوتا حق کو قبول کرتا بلکہ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ تو کوئی بڑا جادوگر ہے اور اس دعویٰ کے بعد اس نے یہ تدبیر اختیار کی کہ اپنے ملک کے بڑے سے بڑے جادوگروں کو جمع کیا اور ان کو بڑے انعام کا لالچ بھی دیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سب جادوگر جمع ہوگئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی سامنے لائے گئے مقابلے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہلے کہہ دیا ''اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ'' کہ جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈال دو۔ حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی گئی اور یہ کہہ دیا گیا کہ اے موسیٰ! تم بھی اپنا عصا ڈال دینا جب تم اپنا عصا ڈالو گے تو اللہ تعالیٰ کا کرشمہ قدرت ظاہر ہوگا۔ ان جادوگروں نے جب اپنے جادو کے کرتب اور شعبدے ظاہر کئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اخیر میں اپنے عصا کو ڈالا تو ''فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ'' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ عصا سانپ بن کر ان جادوگروں کے تمام ظاہر کئے ہوئے

سانپوں کو ڈسنے لگا اور کھانے لگا ''فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ'' اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو ظاہر کر دیا اور جو کچھ ان کی سازشیں تھیں وہ سب رونما اور ظاہر ہو گئیں۔

معجزہ اور شعبدہ میں فرق

اس واقعہ نے یہ چیز ظاہر کر دی کہ جادوگروں کا شعبدہ محض شعبدہ ہوتا ہے اور اللہ کے رسول اور پیغمبر علیہ السلام کا جو معجزہ ہے وہ اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہوتی ہے۔

شعبدہ باز جادوگروں کا قبول ایمان

ساحر اور جادوگر چونکہ جادو کی حقیقت کو جانتے تھے اس لئے ان پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادو کے کرتب و ہنر سے بہت بالا و برتر ہے۔ تو سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے منقاد و مطیع ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہم رب موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر ایمان لے آئے۔

فرعون کی دھمکیاں

فرعون نے ان کو بہت کچھ دھمکیاں دیں مگر انہوں نے ان تمام باتوں کا کچھ اثر نہ لیا اور یہاں تک کہ انہوں نے کہہ دیا کہ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر ''اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ'' ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس لفظ کے بیان کرنے سے کہ جب کسی کے قلب پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اس کو اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ تو وہ راہ حق میں پیش آنے والی کسی تکلیف اور دشواری کو محسوس تک نہیں کرتا۔

فرعون اور اس کی قوم اللہ کی گرفت میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے پانچویں رکوع میں بنی اسرائیل پر جو آزمائش ہوئی تھی ان کا بھی تذکرہ کیا جارہا ہے کہ فرعون کی قوم کو جس قحط اور مشقتوں کے اندر قدرت خداوندی کی طرف سے ڈالا گیا، اس کا تذکرہ کیا گیا اور اس پر یہ بات بھی بیان کی جارہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بے ہودہ تخیل قائم کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ ان کی نحوست کی وجہ سے ہے۔ تو ان چیزوں کے جواب میں قدرت خداوندی کی طرف سے ان پر طوفان اور ٹڈیوں کا غول اور اسی طریقے پر مینڈک اور خون ان کے پانی میں یہ سب چیزیں اذیت اور تکلیف کی ان کے لئے جمع کردی گئیں اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کا درخواست کرنا کہ آپ دعا کریں اپنے پروردگار سے کہ وہ اس عذاب کو ہم سے دور کردے اور جب یہ عذاب دور ہو جائے گا تو ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی دعا سے ان کے اس عذاب کو ٹلا دیا مگر یہ لوگ اس عہد و پیمان کو توڑنے والے ہوئے۔

قوم موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت

پروردگار عالم نے اپنی قدرت سے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر نکل گئے۔ یہ تھی وہ اللہ کی طرف سے رحمت کہ جس کا مشاہدہ بنی اسرائیل نے کیا اور بنی اسرائیل اللہ کے اس انعام کے باوجود بھی پھر عجیب قسم کی نافرمانیوں میں مبتلا ہوئے۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کی عجیب نافرمانیاں

چنانچہ جب جاتے ہوئے ایک قوم کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بت

بنائے ہوئے ہیں ان کی عبادت کررہی ہے وہ قوم، تو کہنے لگے ہیں ''یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ'' اے موسیٰ! تم بھی ہمارے لئے ایک معبود اور بت بنا دو جیسے کہ اس قوم کے لئے بت ہیں تو معلوم ہوا انسان کی فطرت کی کتنی بڑی بدبختی اور کمزوری ہے کہ غیروں کی نقل کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے۔ بہر کیف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بھی فرعون کی غلامی سے نجات دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اعتکافِ کوہ طور کے فوائد

حق تعالیٰ نے ساتویں رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا اور تیس راتوں کا اول اعتکاف کا مامور ہونا پھر دس دنوں کے اضافہ سے مکمل چالیس دنوں کا ہوجانا اور اس اعتکاف وعبادت کے اوپر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی وحی کا اترنا، ہم کلامی کا شرف حاصل ہونا اور ہم کلامی کے حاصل ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں تمنا اور آرزو کا پیدا ہونا ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ'' بارگاہ خداوندی سے جواب کہ تم مجھے اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔ پھر اللہ کی تجلی کوہ طور پر واقع ہوئی اور وہ تجلی جب کوہ طور پر واقع ہوئی تو پہاڑ بھی چور چور ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی مدہوش ہوکر گرپڑے۔

عقیدہ توحید سے انحراف بنی اسرائیل کی بدنصیبی تھی

ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہ تمام اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں ہر صاحب فطرت کو ہر عقل والے انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہیں کہ وہ خدا کی توحید پر ایمان لائے۔ مگر یہ بنی اسرائیل کی بدنصیبی تھی کہ جس کا ذکر اب آٹھویں رکوع میں کیا جارہا ہے کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا اور باوجود اس کے کہ وہ خود ان کے ہاتھوں سے گھڑا ہوا مجسمہ تھا، جو نہ بولتا تھا اور نہ کوئی حس وحرکت اس میں موجود تھی مگر اس کے باوجود انہوں نے اس کو اپنا معبود بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر جب یہ نوبت آئی کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی تنبیہ کر رہے ہیں اور اس پر اپنی قوم کو بھی ملامت کر رہے ہیں تو حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے معاف کیا اور درگزر فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ ستر آدمی اپنی قوم میں منتخب کر کے ہمارے سامنے حاضر ہو جاؤ تو حق تعالیٰ شانہ کے حکم سے ستر آدمی لے کر کوہ طور پر پہنچے وہاں بھی ان کی شقاوت وبدبختی کا مظاہرہ ہوا کہ زلزلے نے ان کو عذاب کی گرفت میں لے لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے پروردگار کیا تو ان سفیہوں اور کم عقلوں کی کم عقلی کی وجہ سے ہم کو ہلاک کر دے گا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ملت کے لئے خصوصی رحمت مانگی

حق تعالیٰ نے اس مضمون میں یہاں تک ارشاد فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ کیا ''وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ'' اس حسنہ کی دعا کی جو دنیا اور آخرت میں ان کے لئے مقدر ومتعین ہو جائے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ میرا عذاب ہے کہ جس کو چاہوں میں اس میں مبتلا کروں اور میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جواب اور امت محمدیہ کی فضیلت

میں اس رحمت کو نبی آخر الزمان پر ایمان لانے والوں کے لئے لکھوں گا

تو اس طرح ان آیات وکلمات میں نبی آخر الزمان ﷺ کا ذکر آیا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی فضیلت وعظمت بیان کی جارہی ہے اور یہ بھی فرمایا جارہا ہے کہ جو اللہ کے پیغمبر آخر الزمان ﷺ پر ایمان لائیں گے ان کی مدد کریں گے اور اس نور وہدایت کی وہ پیروی کریں گے جو نور محمد ﷺ کے اوپر نازل کیا گیا۔ یعنی کتاب کریم اور قرآن مجید تو وہی کامیاب و مفلح ہوں گے۔

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

اس مضمون کے ساتھ پھر حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں اور ان نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کا بارہ گروہوں کا مقرر کردینا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کا پانی کی درخواست کرنا اور پتھر پر عصا مار کر معجزہ کا ظاہر ہونا اور اس میں سے بارہ چشموں کا نکلنا بھی بیان فرمایا۔

بدنصیب بستی کا ذکر

اسی مضمون کے ساتھ اس قریہ اور بستی والی قوم کا ذکر کیا۔ جو شکار کرنے سے ممانعت کی گئی تھی سینچر کے روز مگر اللہ کی طرف سے ابتلاء وامتحان ہوا کہ سینچر کے روز مچھلیاں آیا کرتیں تو انہوں نے خدا کے دین کے ساتھ ایک عجیب معاملہ کیا کہ وہ طریقہ اختیار کیا جو کہ دھوکا اور فریب کا طریقہ ہوسکتا ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی حوضیاں بنا کر ان میں مچھلیاں لے لیتے اور جب اتوار کا دن ہوتا تو پکڑ لیتے۔ قرآن کریم نے ان کی اس غلط روش اور بے ہودہ حرکت کے اوپر اپنا عتاب بیان کیا چنانچہ فرمایا ''فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوْا عَنْهُ'' کہ جب وہ سرکشی اختیار کرنے لگے ان چیزوں سے جن سے منع کیا گیا تھا ''قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ'' تو عذاب خداوندی ان پر واقع ہوا کہ ان کو ذلیل بندر بنا دیا گیا۔ ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں۔

عبرت، عبرت، عبرت

اس مضمون کو حق تعالیٰ نے بیان فرما کر عبرت اور نصیحت کا سامان دنیا کے لئے مقدر کر دیا اور فرما دیا گیا کہ کتاب اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا چاہئے۔ اسی کی پیروی کرنی چاہئے کیونکہ یہ مضامین اللہ کے عہد و پیمان کو توڑنے کے معانی اور مقاصد کے اوپر مشتمل تھے۔

بنی آدم سے الست بربکم کا عہد

اصل میں جو بنی آدم سے اللہ نے عہد و میثاق لیا اس عہد و میثاق کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ اللہ نے ان ارواح سے خطاب کیا تھا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' تو سب کا جواب ''بَلٰی'' کے ساتھ تھا تو اللہ نے یہ جو عہد لیا تھا اب دنیوی زندگی میں ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرے۔ اس عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرنے والے کے لئے تیرھویں اور چودھویں رکوع میں اللہ نے وعید بیان فرمائی اور ان مضامین پر سورۂ اعراف کو ختم کیا گیا۔ کہ اللہ کے احکام کو سننا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری یہی انسان کی سعادت کا باعث ہے۔

سورۂ انفال

جنگ بدر اور نصرتِ الٰہی ساتھ ساتھ

سورۂ انفال کا مضمون غزوات اور جہاد کے مضامین پر مشتمل ہے، اس میں خاص طور پر غزوۂ بدر کا تذکرہ ہے کہ کس طرح اللہ نے اس معرکہ میں نبی کریم ﷺ کی مدد فرمائی تو یہ سب چیزیں کفار مکہ پر حجت قائم کرنے کے لئے بیان کی جا رہی ہیں۔

پارہ نمبر 10

"وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ .... وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ"

ربط: نویں پارے کے اخیر میں یعنی سورۂ انفال کے ابتدائی رکوعوں میں غزوۂ بدر کا ذکر تھا۔ غزوۂ بدر پہلا معرکہ تھا جو حق و باطل کے درمیان واقع ہوا۔ اس معرکہ میں آنحضرت ﷺ نے کس طرح کرب و بے چینی کے عالم میں خدا سے مدد مانگی، دعائیں کیں اللہ کی رحمت و نصرت کے لئے اور اللہ نے کس طرح بے سروسامانی کے عالم میں مسلمانوں کو کامیاب فرمایا۔

پہلی بار مال غنیمت کا حاصل ہونا اور اس کا حکم

یہ مضامین بیان کیے گئے تھے اسی معرکہ وغزوہ میں سب سے پہلی تاریخ اسلام میں مسلمانوں کو غنیمت حاصل ہوئی۔ تو غنیمت کا حکم بیان کیا جارہا ہے اور دسویں پارے کی ابتداء اسی حکم پر مشتمل ہے "وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ" کہ ہر غنیمت کا پانچواں حصہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کے ذوالقربیٰ کے لئے، یتامیٰ اور مساکین کے لئے مخصوص کردیا ہے۔

غزوۂ بدر سے پیشگی خواب

غزوۂ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے ایک خواب دیکھا تھا اس خواب کا تذکرہ بھی اس رکوع میں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی چیز ذکر کی جارہی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس خواب میں کافروں کی تعداد کم دکھلائی تھی اور حکمت یہ تھی کہ اگر خواب میں مشرکین کی تعداد زیادہ نظر آتی تو ہوسکتا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم

طبعی اثرات کی وجہ سے کچھ کمزوری محسوس کرتے۔

مادی و روحانی اسباب اختیار کرنے اور نزاع سے اجتناب کا حکم

بہر حال اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو اسباب کی تلقین کی کہ ہر مرحلہ پر کہ جب کافروں سے مقابلہ ہوتا ہوتو ثابت قدمی اختیار کرنی چاہئے ثابت قدمی اختیار کرنا یہ مادی اسباب کی تکمیل ہوگی لیکن ساتھ ہی ساتھ روحانی اسباب میں اصل چیز یہ ہوگی ''وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ'' ذکر خداوندی میں مصروف ہوں، ذکر خداوندی سے قلب کو قوت حاصل ہوگی اور ثابت قدمی سے ظاہری طاقت وقوت کافروں کے مقابلے میں آسکے گی اور ان سب چیزوں کا دارومدار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر ہے، باہمی اتحاد و موافقت کے اوپر ہے۔ مسلمانوں کا اختلاف اور تنازع جو ہے یہ یقیناً مسلمانوں کی ہوا خیزی کا سبب بنتا ہے تو حکم دیا جارہا ہے ''وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ'' کہ تم اگر جھگڑو گے تو تمہاری ہوا خیزی ہوگی اور تمہاری ہیبت اور تمہارا وقار دشمنوں کے دلوں سے دور ہو جائے گا۔

صبر و استقامت اختیار کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ کسی وقت بھی مسلمانوں کو غرور و تکبر کا کوئی رنگ اپنے مین نہ آنے دینا چاہئے۔ یہ چیزیں قوم کو ذلیل کرنے والی ہوتی ہیں اور ان میں ضعف اور کمزوری کا وصف پیدا ہو جاتا ہے۔

منافقین کی چالوں سے بچو

منافقین چونکہ ہر مرحلہ پر ریشہ دوانیاں کیا کرتے تھے تو تیسرے رکوع میں منافقین کی سازشوں کا ذکر کیا جارہا ہے اور ان کی اس منافقانہ روش پر جو

عذاب خداوندی ہے اس کا بھی تذکرہ کیا گیا اور مسلمانوں کو یہ چیز سمجھائی جارہی ہے کہ اس طرح کی ریشہ دوانی اور منافقانہ روش پہلی قوموں میں بھی رہی ہے لیکن ان کی یہ باتیں خدا کے دین کو نقصان نہیں پہنچایا کرتی ہیں۔

اللہ پر توکل کے باوجود ظاہری اسباب تیار رکھنے کا حکم

کافروں کو اللہ کے دین کے مقابلے میں تم صحیح اور مضبوط مت سمجھو اور تمہاری نظر اس پر بات پر رہنی چاہئے کہ اللہ ہی اپنی قدرت سے تمہیں کامیاب بنانے والا ہے۔لیکن پھر بھی مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ ''اَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ'' ہر قوت اور طاقت مہیا کرو تم دشمنوں کے مقابلے کے لئے بے سروسامانی اور عاجزی مسلمان قوم کے لئے زیب دینے والی چیز نہیں ہے۔اتنے اسباب مہیا کرو دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے کہ ''تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ'' تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمن کو مرعوب کردو، جہاں تک کبھی کسی قوم سے اور کافروں کی طرف سے مصالحت اور معاہدے کی کوئی صورت سامنے آئے تو تم اس میں سوچ سمجھ کر ان سے مصالحت و معاہدے کے پہلو کو اختیار کرو اللہ پر توکل رکھو خدا ہی سمیع وعلیم ہے۔اس قسم کی کوئی صورت پیش نہ آئے کہ کافر تمہیں دھوکہ دے دیں۔اگر دھوکے کی کوئی بات سامنے آئے تو اللہ پر بھروسہ کرو اور ان کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو اور سمجھو کہ اللہ ہی نے مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کیا ہے۔وہی ان کو کامیاب فرمائے گا۔یہاں تک کہ مسلمانوں کی ثابت قدمی کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔اسی طریقہ پر مسلمانوں کے قلوب میں انس و یگانگت بھی سب سے بڑی چیز ہے جو کامیابی کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ کی طرف سے اتنا بڑا انعام ہے کہ روئے زمین کی دولت باہمی قلوب کی یگانگت کے

مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

مسلمان اپنی قلت اور کفر کی کثرت سے مرعوب نہ ہوں

پانچویں رکوع میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ چیز ارشاد فرمائی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی عددی کمی کی وجہ سے کافروں سے مرعوب نہ ہونا چاہئے۔ ابتدا میں دس کو سو کے مقابلہ پر مامور کیا اور یہ بات ان کے حق میں ممنوع کی گئی تھی کہ سو اور دس کا تناسب اگر ہو تو پھر بھی مسلمان اپنی کمزوری کو ظاہر نہ کرے لیکن بعد میں حق تعالیٰ شانہ نے تناسب اس طرح پر مقرر فرمایا ''فَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ '' کہ سو مسلمان صبر کرنے والے اگر ہوں گے تو دو سو کے مقابلے میں کامیاب اور غالب ہوں گے یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ایک سہولت اور انعام کا معاملہ تھا۔

بدری قیدیوں کے احکام اور مجاہدین و مہاجرین کی فضیلت

چھٹے رکوع میں حق تعالیٰ نے قیدیوں کے احکام بیان کئے جو کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے تھے ان سے فدیہ لینے کا بھی ذکر کیا جا رہا ہے۔ کہ جس فدیہ کے معاملہ کو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے پر چھوڑ دیا تھا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ ساتھ ہجرت کا بھی تذکرہ کیا جا رہا ہے اور مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلتوں کو بیان کیا جا رہا ہے اور یہ فرمایا جا رہا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرتے ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں وہ خدا کی رحمتوں اور عنایتوں سے زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوں گے اور عزت و سربلندی ان کو حاصل ہوتی رہے گی۔

سورۂ توبہ

ربط: اس سورۃ انفال کے مضامین کے ساتھ سورۂ براءت کے مضامین بھی جمع فرمائے گئے ہیں۔ اگرچہ سورۂ انفال کی آیات کا حصہ مدنی زندگی کے ابتدائی دور

میں نازل ہوا اور سورۂ براءت مدنی زندگی کے آخر حصہ میں تو اس لئے سب سے پہلا مضمون "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ" کے عنوان سے شروع ہو رہا ہے کہ اب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کافروں کے لئے ایک براءت اور بے زاری کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اب اللہ نے اسلام کا غلبہ اور اس کی شوکت کو ظاہر فرما دیا ہے۔ اس لئے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے یہ اعلان ہو رہا ہے یوم حج اکبر کو "اَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ"

کفار سے کوئی عہد باقی نہ رکھا جائے

اب یہ چیز بھی مقرر کر دی گئی کہ اب کافروں کے ساتھ کوئی عہد و پیمان باقی نہ رکھا جائے۔ جب وہ عہد و پیمان توڑ چکے ہیں اور یہ چیز بھی ذکر کر دی گئی کہ اب مشرکوں کے ساتھ عہد و پیمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ انہوں نے مسجد حرام کی بے حرمتی کی اور جو کچھ عہد کئے گئے تھے اس کے اوپر وہ قائم نہ رہے تو جہاں تک وہ قائم رہے تمہیں اللہ کی طرف سے بھی ہدایت تھی کہ تم بھی اپنے عہد و پیمان پر قائم رہو لیکن جب وہ توڑ دیں تو تم اس عہد و پیمان کو ختم کر دو یہ دنیا کی پرستش کرنے والے لوگ حقیقت میں اللہ کی نشانیوں کو ٹھکراتے ہیں۔ اللہ کے دین لوگوں کو برگشتہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

بدعہد کفار سے قتال کی ترغیب

قرآن کریم ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے ترغیب دیتا ہے "اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ" اے ایمان والو تم کیوں نہیں جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اس قوم کے مقابلے میں جنہوں نے اپنی قسموں کو اپنے عہدوں کو توڑ دیا اور رسول خدا ﷺ کے نکالنے کے اوپر تیار اور آمادہ ہوئے اور ابتداء تو قتال کی اسی قوم نے کی ہے اس لئے مسلمانوں کا کافروں کے مقابلے مین جہاد کرنا درحقیقت یہ

کافروں کی طرف سے اس ظلم وتعدی کا جواب ہوگا جو ابتدائی دور میں وہ مسلمانوں سے کر چکے ہیں۔ اس لئے حکم دیا گیا ''قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ '' اے مسلمانو! تم ان سے قتال کرو خدا نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دے، ان کو ذلیل ورسوا کرے اور ان کے مقابلے میں تمہیں کامیاب بنائے اور مسلمانوں کے دلوں کو اس کے ذریعہ سے تسکین ہو۔ حق تعالیٰ شانہ نے پانچویں رکوع میں یہ مضمون بیان کرنے شروع کئے تھے یہاں تک آٹھ رکوعوں میں یہی سلسلۂ مضمون مسلسل چلتا رہا۔

مساجد کی تعمیر اور آبادی صرف سچے مومنوں کا حق ہے

ان مضامین کے بعد یہ چیز ذکر کی جارہی ہے نویں رکوع میں کہ مشرکین کو یہ حق نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کریں، ان کے لئے تو اللہ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا کہ ان کے اعمال برباد ہو چکے ہیں۔ مسجدوں کی تعمیر صرف ان لوگوں کا حق ہے جو خدا پر ایمان لانے والے ہیں، قیامت پر یقین رکھنے والے ہیں۔ انہی لوگوں کو مسجدوں کی تعمیر کا حق ہے، وہی مسجدیں آباد بھی کرنے والے ہیں۔

اہم مسئلہ

قرآن کریم کے اس قانون سے یہ چیز ثابت ہورہی ہے کہ جو قوم ایمان سے خارج ہے ان کے لئے نہ مسجدوں کے بنانے کا حق ہے اور نہ ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کہا جائے گا۔

کافروں کو دوست نہ بناؤ

ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے ایک ضابطہ مسلمان قوم کے لئے بیان کیا جارہا ہے کہ کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اپنا ہمراز بھی نہ بناؤ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، یہی سب سے زیادہ غالب چیز ہے۔

جنگ حنین اور تمام مواقع میں نصرت الٰہیہ

حق تعالیٰ شانہ نے دسویں رکوع میں اپنی اس نعمت کا بھی ذکر کیا، اپنی اس مدد کا بھی ذکر کیا ہے جو تمام مواقع پر مسلمانوں کے شامل حال رہی ۔ خاص طور پر اس مقام پر حنین کا واقعہ بھی ذکر کیا حنین کے غزوہ میں ابتدائی مرحلہ پر مسلمانوں کو کچھ پریشانی پیش آ گئی تھی مگر اس پریشانی کی نشاندہی بھی کر دی گئی کہ ''وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ '' معلوم ہوا کہ مسلمان قوم کی نظر جب بھی کبھی اپنے ظاہری اور مادی اسباب پر پڑے گی تو نظر اس کی اللہ سے ہٹنے والی ہوئی اور اس کی وجہ سے وہ اللہ کی نصرت و اعانت سے وقتی طور پر محروم کی گئی لیکن پھر اللہ نے ان کے رجوع کرنے کی وجہ سے اپنی رحمتیں متوجہ فرمائیں اور کافروں پر غلبہ اور کامیابی ان کو نصیب ہوئی۔

مشرکین مکہ اور یہود کی مشرکانہ روش کی تردید

قرآن کریم اس کو ذکر کرتے ہوئے مشرکین کا نجس ہونا اور مشرکین کا مسجد حرام کے قریب بھی آنے سے منع کرنا یہ سب مضامین ذکر کئے جا رہے ہیں ان کی مناسبت سے اخیر میں یہودیوں نے جو مشرکانہ روش اختیار کی تھی اس کا تذکرہ کیا کہ یہ اہل کتاب اپنے آپ کو یوں کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لانے والے ہیں توحید پر ہم قائم ہیں مگر حقیقت میں ان کا بھی طرز مشرکانہ طرز ہے۔ یہود ہوں یا منافقین یا مشرکین ہوں سب کا مقصد ایک مشترک ہے ''يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ '' اپنی زبانوں سے اپنی سازشوں سے یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو مٹا دیں اور ختم کر دیں مگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ''اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ '' اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے ان اہل کتاب کی نافرمانیوں پر جو وعید

ہے اس کا تذکرہ کیا اور ان کو چونکایا گیا کہ تم اس روش کو چھوڑ دو پھر ایمان والوں کو خطاب کیا جارہا ہے۔

جنگ تبوک میں نکلنے کا حکم

پھر ایمان لانے والوں کو خطاب کیا جارہا ہے اخیر رکوع میں کہ ان مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مستعد اور تیار ہو کر جہاد کے لئے نکلیں خدا کے دین کی مدد کریں اور اللہ کے دین کی مدد میں اگر ان سے کوئی کوتاہی ہوجائیگی تو اللہ تعالیٰ اس کوتاہی کو معاف بھی فرمادے گا۔ جہاد میں نکلنے سے جو لوگ رکتے ہیں اور اس قسم کے حیلے اور بہانے کرنے والے ہوتے ہیں وہ منافقین ہیں۔ وہ اجازت چاہا کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو جہاد سے رخصت مل جائے مگر وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

مالی وجانی ایثار کا ذکر

ان مضامین کے ساتھ صدقات کا ذکر کیا جارہا ہے چونکہ جہاد فی سبیل اللہ میں ایثار جانی ہے۔ صدقات میں ایثار مالی ہے اور جب تک کہ قوم مالی ایثار کی عادی نہیں ہوگی دشمنوں کے مقابلہ میں اس کو کوئی غلبہ اور کامیابی نہیں ہوسکتی ہے۔

اپنی اصلاح کی بھی فکر کریں

ایمان کی اشاعت اور غلبہ کے لئے جس طرح کافروں سے مقابلہ کرنا ضروری ہے اپنے عمل سے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اصلاح اعمال اور اصلاح اخلاق کی فکر کے اندر لگ جائیں۔

امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا حکم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں یہی وہ مضمون ہے جو آخری دو رکوعوں میں حق تعالیٰ شانہ نے بیان کیا اور جو حیلے اور بہانے کر کے جہاد سے پہلو تہی کرنے والے ہیں ان پر وعید بیان کی گئی۔

پارہ نمبر 11

"یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ .... بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ"

ربط: دسویں پارے کے اخیر میں یہ مضامین بیان کئے گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ جب جہاد کے لئے روانہ ہوتے تو منافقین کس قسم کے جھوٹے عذر اور حیلے اختیار کر کے یہ چاہا کرتے کہ وہ جہاد میں نہ نکلیں خاص طور پر غزوہ تبوک کہ جو آخری غزوہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیش آیا تھا اس غزوہ کی اہمیت کی بنا پر چونکہ روم کی بڑی طاقت مسلمانوں کے مدمقابل تھی تو آپ ﷺ نے اعلان عام فرمادیا تھا کہ ہر ایک کو اس غزوہ میں جانا ہوگا اس سلسلہ میں منافقین نے یہ سوچ کر کہ یہ بہت گرمی کا زمانہ ہے طویل سفر بھی ہے تو حیلے اور بہانے کئے اور نبی کریم ﷺ سے اجازت رہنے کی لی۔

منافقین کے اعذار کی تردید

اس کے بعد جب نبی کریم ﷺ کی واپسی ہوئی تو اب مزید اعذار اور اپنے حیلوں کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آنے لگے اس کا ذکر گیارھویں پارے کی ابتداء میں ان الفاظ سے کیا جارہا ہے:

"یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ" کہ یہ عذر پیش کرتے ہوئے تمہارے پاس آرہے ہیں اے مسلمانو! جب تم مدینہ واپس پہنچتے ہو ان کو جواب یہ دے دو کہ اس قسم کے عذر پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تمہاری بات پر یقین نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے احوال اور تمہاری باتیں ہمیں بتادی ہیں اور یہ باتیں تمہاری اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین سب ہی جانتے ہیں۔

انتباہ

اس مضمون کو تنبیہ کے طور پر بیان کرتے ہوئے قرآن کریم نے اَعراب اور منافقین کہ جو اس طرح کی سازشیں کیا کرتے تھے ان پر بھی مسلمانوں کو متنبہ کردیا اور اس کے بالمقابل اس رکوع میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے ہجرت کرنے والے مسلمان ہیں اور جو ان کی مدد کرنے والے انصار ہیں وہ خدا کی بارگاہ میں کتنے مقبول ہیں۔

مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین

''وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ '' یہ ان کی فضیلت بیان کی جارہی ہے اور نہ صرف ان کی عظمت وفضیلت بلکہ یہ بیان کیا گیا کہ جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ ہیں ان سے بھی اللہ راضی ہوا اور وہ بھی اللہ کے انعامات اور رحمتوں سے راضی ہوئے ہیں۔منافقین کا پھر تذکرہ کیا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ منافقوں کی سازش سے بے خبر نہیں ہونا چاہئے۔

سچے مومنوں سے عفو کا معاملہ

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ معافی سے نوازتا ہے۔ان کو حکم دیا گیا کہ جب آپ ان کی زکوٰۃ لیں تو ان کے لئے دعاءِ رحمت فرمادیں۔آپ ﷺ کی دعا ان کے لئے سکون اور راحت کا سبب بنے گی اور حق تعالیٰ شانہ اپنے بندے کی توبہ بھی قبول کرتا ہے، ان کے صدقات کو بھی قبول کرتا ہے۔

منافقین وغیرہ کی بڑی سازش

ذکر چل رہا تھا منافقین کا تو منافقین اور دشمنان اسلام کی سب سے بڑی سازش اسلام کے خلاف یہی ہوتی ہے کہ اسلام کے نام پر مسجدوں کے عنوان سے ایسے مرکز بناتے ہیں جس سے اسلام کو نقصان پہنچانا اور مسلمانوں کے درمیان تفریق قائم کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے منافقین نے ایک مسجد ضرار تیار کی تھی۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ''وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ'' کہ یہ اسی لئے بنائی گئی تھی کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں کفر کو پھیلائیں اور مومنین کے درمیان تفریق پیدا کریں اور جو اسلام کے خلاف مقابلہ کرنے والی طاقتیں ہیں ان کے لئے ٹھکانا اور اڈا بنالیں۔ معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام اس طرح پر ان عنوانات کو اختیار کر کے وہ ایمان کے اور دین کے خلاف سازشوں کے مرکز بناتے ہیں۔

منافقین کی عبادت گاہ سے بھی دور رہو

ایسی جگہیں جن کو منافقین خواہ مسجد کا عنوان دیں ان کے لئے خطاب فرمایا جارہا ہے کہ ''لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا'' ہرگز بھی آپ ﷺ اس میں قدم نہ رکھیں۔ مسجد وہی ہے کہ ''اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ'' کہ جس کی بنیاد روز اول سے تقویٰ کے اوپر رکھی جائے۔

مومنین صادقین کی خوبی

تیسرے رکوع میں حق تعالیٰ نے ان مومنین کی خوبی بیان کی کہ جنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کو اللہ کے ہاتھوں فروخت کیا ہے اور اس وعدے پر اللہ

کی جنت ہے اور جنت کی نعمتیں ہیں اور بہت بے فکر ہو کر اللہ کی راہ میں قتال کر رہے ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں اور خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اللہ نے وعدہ فرمایا اور یہ وعدہ اللہ کا ان کا آج کا نہیں ہے بلکہ ابتداء ہی سے یہ وعدہ ہے۔ اور ان انعامات کی خبر کتب سابقہ میں بھی پروردگار عالم نے بیان فرمائی ہے۔

معاشرہ اور اپنی اصلاح کی فکر

مومنین کے جہاں اور اوصاف ان کی عظمت اور بلندی کے ہیں ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے معاشرے کو درست کرنے کے لئے عبادت کی تکمیل میں بھی لگے رہیں، اپنے اخلاق کی تعمیر میں بھی لگے رہیں، چنانچہ ایک طرف جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر کیا جا رہا ہے ساتھ ہی ساتھ ان کے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کا تذکرہ ہے۔ الغرض ہر طرح سے ان کو دین کی اشاعت اور اسلام کے غلبہ کے لئے ہر قسم کی کوششوں میں لگا رہنا چاہئے اور کافروں کی اور منافقوں کی سازشیں کہ وہ اسلام کو نقصان پہنچا دیں ان پر مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آگاہ اور چوکنا رہیں ایسا نہ ہو کہ کسی وقت مسلمان کسی دھوکے اور فریب میں پڑ جائیں۔

اہل ایمان کو تقویٰ کا حکم

حق تعالیٰ نے پانچویں رکوع میں ایمان والوں کو تقویٰ کا حکم دیا اور یہ بات فرمائی کہ "وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" کہ تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

جہاد فی سبیل اللہ میں سستی نہ کرو

چونکہ مصاحبت کا اثر بھی انسان کی عملی زندگی پر بہت ہوتا ہے اس پر تنبیہ

کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ جہاد فی سبیل اللہ اعلاء کلمۃ اللہ میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہ آنے دیں۔ قرآن کریم نے ان مضامین کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ کی نشانیوں کا بھی تذکرہ کیا۔

نبی کریم ﷺ امت کے لئے کس قدر شفیق ہیں

آخر میں نبی کریم ﷺ کی بعثت و رسالت کا تذکرہ اس عنوان کے ساتھ کیا کہ "لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ" اس سے نبی کریم ﷺ کی امت کے حق میں جو خیر خواہی کا جذبہ ہے آپ ﷺ کے قلب مبارک میں امت کے لئے کیا دواعی اور جذبات ہیں ان کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ شفیق ہیں اور آپ ﷺ کی شفقت امت کے حق میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ہر تکلیف امت کی گوارہ نہیں ہے اور ہر خیر کے آپ ﷺ خواہاں ہیں اور اس کی حرص رکھتے ہیں اپنے قلب مبارک میں۔

سورۂ یونس

آغاز سورۃ میں عظمت قرآن

ان مضامین کو بیان کرنے کے بعد سورۂ یونس جو کہ مکی سورۃ ہے اس کی ابتداء قرآن کریم کی عظمت اور اس کی حقانیت سے کی جارہی ہے اور کفار مکہ جو وحی الٰہی کا انکار کرتے تھے اس کے بارے میں جو کچھ خیال ظاہر کیا کرتے تھے اس کی تردید کی جارہی ہے۔

دلائلِ قدرت

اس موقع پر حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش کا ذکر کیا

آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے نظام عالم پر اللہ تعالیٰ کا جو تصرف جاری ہے اور عرش الٰہی سے جو تکوینی امور عالم کائنات کے اوپر جاری ہوئے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا جا رہا ہے کہ تنہا پروردگار خالق بھی ہے مدبر بھی ہے تو اس لئے اللہ کی الوہیت میں کوئی شامل نہیں ہوسکتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سفارش کی بھی کوئی جرأت نہیں ہوسکتی ہے۔

ہر انسان کو دعوتِ فکر

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے ایسی نشانیاں بھی بیان کیں جو ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ چاند و سورج اور ستارے اللہ نے بنائے ان کی رفتار اور ان کی سیر و حرکت کو مقرر کیا اور اس نظام سیر کواکب کو اپنی قدرت کاملہ کی ایک دلیل کے طور پر پیش کیا کہ یہ چاند سورج اور ستارے کس نظام عجیب کے ساتھ حرکت کر رہے ہیں نہ کوئی کسی سے ٹکراتا ہے، نہ اس میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے، تو یہ سارا نظام فلکیات اور اختلاف لیل و نہار اللہ کی قدرت کی عظیم تر نشانیاں ہیں ان نشانیوں کو دیکھ کر چاہئے کہ ہر شخص خدا کے سامنے اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ سرنگوں ہو جائے۔

اہل ایمان کی عظمت

اس موقع پر ایمان لانے والوں کی فضیلت و عظمت بیان کی اور ان کی یہ نشانی ذکر کی جا رہی ہے کہ "دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ" یہی ان کی آواز ہے اور یہی ان کی زندگی کا ایک خاص رنگ ہے۔ اسی رنگ کو اور اسی ندا کو لیتے ہوئے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

اہم عقلی اشکال کا حل

اس موقع پر فطری طور پر یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ مشرکین مکہ جب اس طرح پر نبی کریم ﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں صحابہ کو ایذائیں پہنچا رہے ہیں تو ان پر عذاب کیوں نہیں نازل ہوتا ساتویں رکوع میں رب العالمین نے اس اشکال کا جواب دیا اور کہا کہ یہ حکمت خداوندی کے خلاف ہے۔ کہ ابتداءً کسی قوم کو ہمیشہ ہلاک نہیں کیا جاتا۔

فطرت انسانی کا ذکر

انسانی فطرت کا ذکر کیا جارہا ہے کہ جب اس انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہم کو پکارنے لگتا ہے۔ جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے تو پھر اپنی غفلت اور نافرمانی کے اندر پڑتا ہے۔

انسان احسان فراموش ہے

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے آٹھویں رکوع میں حق تعالیٰ نے پھر وہی مضمون ذکر کیا کہ انسان اللہ کو بھلا دیتا ہے اپنی دنیوی نعمتوں میں مغرور ہو کر اللہ کو فراموش کرتا ہے۔لیکن جب کبھی بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر خدا کو یاد کرنے لگتا ہے جس سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ ہر مشرک اور کافر کے دل میں بھی خدا کی معرفت موجود ہے،خدا کا تعلق پایا جاتا ہے،اب اگر خدا کا تعلق نہ ہوتا تو آخر مصیبت اور طوفانی تھپیڑوں میں مبتلا ہو کر یہ خدا کو کیوں یاد کرتا؟

ذکر قیامت ورازقیت اور مشرکین کے لغو سوالات

حق تعالیٰ نے قیامت کا بھی ذکر فرمایا پھر اپنی رزاقیت کو ذکر فرمایا اور

ان مضامین کو دلائل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے یہ چیز بھی ذکر کی جارہی ہے گیارھویں اور بارھویں رکوع میں کہ مشرکین مکہ کس قسم کے لغو سوالات کیا کرتے تھے نبی کریم ﷺ سے، آپ ﷺ ان پر صبر کرتے اور جواب دیا کرتے ان کو نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

ذکر سیدنا موسیٰ علیہ السلام

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جارہا ہے حجت قائم کرنے کے لئے وہی فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعوت ایمان لے جانا پھر اپنے معجزے کا ظاہر کرنا ان تمام چیزوں کے باوجود فرعون انکار کرتا رہا اور وہ جادوگر جو مقابلے کے لئے آئے تھے وہ ایمان لے آئے اور ایمان پر اتنے مضبوط ہوئے کہ فرعون کی ہر تکلیف کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بنی اسرائیل کو حق تعالیٰ نے جس طرح پر ٹھکانا دیا جس طرح انعامات سے نوازا اس کی تفصیل پندرھویں رکوع میں بیان کی گئی۔

دعوت میں استقامت

سولہویں رکوع میں اعلان کردیا گیا ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ'' کہ اے لوگو! اگر تم کو میرے دین میں شک وشبہ ہے تو پھر اب میں کیا کروں؟ حجتیں تو قائم کردیں گئیں دلائل مکمل ہو چکے اب اس کے سوا کوئی انجام نہیں ہوسکتا کوئی چارہ کار نہیں ہے پھر تم اپنے کام پر رہو میں تو دین کی تبلیغ اور اشاعت کو چھوڑ نہیں سکتا۔

ہدایت قبول کرنے کا نفع

حق تعالیٰ شانہ نے ''قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ'' اس

مضمون پر اس نتیجہ کو ختم فرما کر اعلان کر دیا کہ ''فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ'' جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے قبول کرتا ہے ان چیزوں سے انسانی طبیعت کا متاثر ہونا ایک فطری چیز تھی اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرمایا گیا کہ ''وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ'' آپ ﷺ پر جو وحی کی جاتی ہے آپ ﷺ اس کی پیروی کرتے رہئے اور صبر کیجئے ان سازشوں کے اوپر صبر و تحمل کرنا چاہئے اللہ خود اپنا فیصلہ فرمائے گا ''وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ''

سورۂ ہود

ربط: سورۂ ہود کی ابتداء قرآن کریم کی حکمتوں کا بیان ہے قرآن کریم کی عظمتوں کا بیان ہے اور وہ لوگ جو قرآن کریم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ان کی محرومی اور بدنصیبی کا ذکر ہے۔

منکرین پر عذاب

اخیر میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ ایسے بدنصیب اور محروم اللہ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتے تو آپ ﷺ ان کے لئے اعلان کر دیجئے ''اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ'' ایک بڑے عظیم الشان دن کے عذاب سے مجھے تو ڈر لگ رہا ہے ''اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' خدا ہی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ غرض ان مضامین پر اس پارے کو ختم فرمایا گیا اور اللہ کی وحدانیت و الوہیت کی حجت مکمل فرما دی گئی۔

پارہ نمبر 12

''وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا .... اِنْ ھٰذَآ اِلَّاسِحْرٌ مُّبِیْنٌ''

ربط : گیارھویں پارے کے آخر میں ان چند قوموں کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کے رسولوں کی نافرمانی اور ان کا مقابلہ کرتے رہے کسی بھی نشانی اور دلیل کو سن کر اور دیکھ کر اللہ کے دین کو قبول نہ کیا تو ان پر خدا کا قہر کس طرح اترا کیسے وہ عذاب خداوندی سے ہلاک کیے گئے۔

اللہ متصرف الامور ہے

اب بارھویں پارے میں پروردگار عالم نے اپنے تمام کائنات کے اوپر قدرت اور اس کے تصرف کا ذکر کیا اور یہ کہ ہر مخلوق اللہ کے تصرف کے تحت ہے ہر ایک پر اللہ کا علم محیط ہے، ہر ایک کی روزی اللہ کے ذمہ ہے، وہی آسمانوں وزمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔عرش پر پروردگار عالم کائنات کے تمام امور کی تبویب وترتیب میں لگا ہوا ہے اور ہر ایک کے عمل کے لئے اس کے واسطے ایک نمونہ ہدایت کا اور قانون وضابطہ اللہ نے نازل فرمادیا ہے اس کے باوجود بھی جو لوگ خدا کے دین کو قبول نہیں کرتے در حقیقت وہ آخرت کے عقیدے سے دور ہیں۔آخرت کا اعتقاد ہی وہ اس چیز کی بنیاد ہے کہ انسان حق کو اور خدا کی وحدانیت کو قبول کرے۔

اہم اصلاحی ضابطہ

دوسرے رکوع میں ایک ایسا ضابطہ ذکر کیا جارہا ہے جو انسانی فطرت کی کمزوری کی اصلاح بھی کرتا ہو اور اس سے بچنے کی ترغیب بھی دے رہا ہو، وہ یہ

کہ انسان حق تعالیٰ شانہ کے انعامات سے جو نوازا جائے اور اس کے بعد ان رحمتوں اور نعمتوں سے اگر محروم ہو جائے، تو وہ ایسی مایوسی اختیار کر لیتا ہے کہ گویا اس کو پھر کسی خیر کی توقع ہی نہیں رہتی۔ لیکن اس کے بالمقابل اگر کسی مصیبت اور مشقت کا شکار ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے لئے وہ مشقتیں دور ہو جاتی ہیں تو خوش ہو کر مغرور و متکبر ہونے لگتا ہے۔ تو انسان کو نہ چاہئے کہ وہ مایوس ہو، نہ انسان کو یہ چیز زیب دینے والی ہے کہ وہ غرور و تکبر کی راہ کو اختیار کرے۔ یہ ایک فطری چیز ہے کہ بعض مرتبہ جو حق کی دعوت دینے والا مسلسل اپنے مخاطبین سے انکار کو دیکھ رہا ہو۔ تو وہ مایوس ہو جائے کچھ اس کی طبیعت پر رنج واقع ہو جائے جو اس موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ احکام خداوندی میں سے کسی حکم کو نہ بیان کریں اس کے بیان میں آپ ﷺ کے دل میں کوئی تنگی واقع ہو جائے یہ چیز سرور کائنات جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے تو ناممکن تھی لیکن اس قانون کو امت کی اصلاح کے لئے اور ان کی تسلی کے لئے نازل فرما دیا گیا۔

دنیا کی حقیقت پہچانو!

یہ بیان کر دیا گیا کہ اس کی بنیاد اس چیز پر ہے کہ انسان دنیا کی حقیقت کو پہچان لے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی صرف دنیا اور دنیا کی لذتوں ہی کے لئے سمجھتا ہے تو اللہ کی طرف سے اور قدرت کے قانون سے اس کی بھی مدد کر دی جاتی ہے لیکن جو اپنا نصب العین زندگی آخرت کے لئے بنا دے تو اللہ اس کی مدد اس کے لئے کیا کرتا ہے۔ ہر انسان اپنی زندگی کا جو بھی مقصود ٹھہرائے گا اللہ کی طرف سے ایسے ہی اسباب اس کے لئے مقدر کر دیئے جایا کرتے ہیں۔

اللہ پر جھوٹ بولنا بڑا جرم ہے

اس بارے میں یہ بھی چیز بیان کردی گئی کہ ایک شخص اگر حق قبول نہیں کررہا ہے تو یہ ظلم اور جرم ہے ہی لیکن اس سے بڑھ کر جرم یہ ہے کہ خدا پر جھوٹ باتوں کا افتراء کرے اور خدا کے دین سے خود تو منحرف ہوا ہے لیکن دوسروں کو بھی خدا کے دین سے روکنے کی کوشش کرے مجرمین کا یہی طریقہ ہوا کرتا تھا کہ وہ دینِ خداوندی سے دوسروں کو بھی روکا کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور قوم کی ہٹ دھرمی

تیسرے رکوع میں پروردگار عالم نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کس طرح اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک نصیحت کرتے رہے، دعوت الی اللہ میں مصروف ومنہمک رہے، لیکن وہ قوم طرح طرح کی چیزیں حضرت نوح علیہ السلام کے مقابلے میں کہتی رہی۔ کہیں یہ کہنا شروع کیا کہ ہم تو یہ محسوس کرتے ہیں کہ تم ہم ہی جیسے ایک بشر ہو "مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا" کہ تمہاری پیروی کرنے والے بادی الرأی ہم میں سے ذلیل اور نیچے درجہ کے لوگ ہیں حالانکہ یہ چیز ایسی نہ تھی جس کو وہ بیان کرتے یہ اللہ کی طرف سے ہدایت ہے کسی بڑے شخص کو حاصل ہو جائے یا کوئی چھوٹے شخص کو حاصل ہو جائے یہ کوئی عذر کی چیز نہیں تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام اس کے مقابلے میں اپنی قوم کو سمجھاتے رہے کہ یہ اللہ کی طرف سے دلیل اور بینہ مجھے عطا کردیا گیا یہ ایک رحمت ہے اللہ کی طرف سے اگر قوم کے سر برآوردہ اور بڑے لوگوں کے اوپر اللہ کا دین مخفی رہے اور وہ اس کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں اس کی حقانیت کو تو میں زبردستی یہ دین کسی پر مسلط نہیں کرسکتا ہوں۔

قوم نوح علیہ السلام اور عذاب الٰہی

حق تعالیٰ شانہ نے اس سلسلے میں یہ ایک اضطراب وکرب کی کیفیت حضرت نوح علیہ السلام کی بیان کی اور یہ قول ان کا نقل کیا کہ اے میری قوم! میں تم سے کوئی کسی مال کا سوال نہیں کرتا اور میں تم سے کوئی اس کا عوض نہیں چاہتا اس لئے تم میری اس حق کی دعوت کو قبول کرنے میں کیوں تردد کر رہے ہو؟ حضرت نوح علیہ السلام کی ان تمام مدلل باتوں کا قوم کوئی جواب نہ دیتی اور یہی کہتی کہ تم ہمارے سے حجت بازی مت کرو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی کے حضرت نوح علیہ السلام کو آگاہ کیا گیا کہ اب خداوند عالم کی طرف سے قوم کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔اس دعویٰ میں حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ تم کشتی تیار کرو! حضرت نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے لوگ جب ان کے سامنے گزرتے تو کہتے یہ کیا کام کر رہے ہو؟ ان کا مذاق اڑاتے یہاں تک کہ جب اللہ کی طرف سے فیصلہ آ گیا اس طوفان کا جو تمام قوم کو ہلاک کر دینے والا تھا تو حق تعالیٰ شانہ کے حکم سے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ان اہل کو جو ایمان لا چکے تھے اس کشتی کے اندر سوار کیا اور فرمایا ''ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا'' سوار ہو جاؤ! اللہ ہی کے نام سے اس کشتی کا چلنا بھی ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی ہے، حضرت نوح علیہ السلام کا وہ بیٹا جو ایمان نہیں لایا تھا وہ دور کھڑا ہوا تھا اس کو بھی نوح علیہ السلام نے کشتی میں بیٹھنے کی دعوت دی اور فرمایا ''يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ'' اے عزیز بیٹے! ہمارے ساتھ اس کشتی میں بیٹھ جا تو کافروں میں سے نہ ہو اس نے جواب دیا اے باپ! میں تو ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاوں گا جو مجھ کو پناہ دیدے گی حضرت نوح علیہ السلام نے اس غلط نظریہ کی تردید کی اور فرمادیا کہ اللہ کے

قہر سے کوئی مادی طریقہ اور ذریعہ انسان کو بچانے والا نہیں ہے۔ حکم خداوندی ہوا، طوفان آنے کے بعد پانی آسمان سے روک دیا گیا اور زمین کا پانی زمین کے اندر جذب ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اس طرح اپنے پروردگار کو پکارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے پروردگار! یہ میرا بیٹا ہے تیرا وعدہ تھا کہ تو میرے اہل کو نجات دے گا۔ اس پر پروردگار عالم کی طرف سے جواب دیا گیا کہ تمہارے اہل وہ ہیں جو تمہارے دین پر ہوں۔ ہدایت کے قبول کرنے والے ہوں۔ بہر کیف اس سوال کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں معذرت کرنے لگے اور التجا کی کہ ''اِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ''۔

حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ اور ان کی قوم عاد

یہ واقعہ تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد پانچویں رکوع میں حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا جو قوم عاد کی طرف بھیجے گئے تھے انھوں نے بھی اللہ کی توحید کی دعوت دی اور یہی کہا کہ ''یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ''، اس کے جواب میں قوم انکار ہی کرتی رہی۔ وہ قوم کو خدا کی طرف رجوع کی دعوت دیتے رہے اور اللہ کی رحمتوں کا وعدہ ان سے کرتے رہے، مگر قوم اس کا انکار ہی کرتی رہی، یہاں تک کہ حضرت ہود علیہ السلام بھی مایوس ہو گئے اور اللہ کی طرف سے اس قوم پر عذاب نازل ہوا۔ ''وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ'' کا نتیجہ ان کے لئے بیان کر دیا گیا کہ جو اپنے رب کی آیات کا انکار کرنے والی قوم تھی کس طرح برباد ہوئی۔

حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ

چھٹے رکوع میں قوم ثمود کا تذکرہ کیا گیا کہ جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ انہوں نے بھی اللہ کی توحید کی دعوت دی اور قوم نے

انکار کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام یہ فرمانے لگے کہ ”مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُہٗ“
بھلا یہ بتلاؤ! میں اگر یہ پیغام و تبلیغ اور اللہ کی توحید کی دعوت دینا چھوڑ دوں گا تو یہ
اللہ کی نافرمانی ہوگی۔ اللہ کی نافرمانی پر مجھے کون اس کے عذاب سے بچا سکے گا؟
اس قوم نے بھی انکار کیا اور حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کو ذبح کر ڈالا اس پر عذاب
خداوندی نازل ہوا اور یہ بھی تباہ کر دیئے گئے ”فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ“
ایسا نظر آتا تھا کہ یہ قوم کل کے دن اس کا کوئی نام و نشان بھی موجود نہیں ہے۔
اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر چمٹے ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم و حضرت لوط علیہما السلام اور قوم لوط کا ذکر

ساتویں رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ کہ کس
طرح فرشتے ان کے سامنے بشارت لے کر آئے اور کس طرح قوم لوط علیہ السلام
کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے عذاب اور قہر نازل فرمایا اور یہاں تک کہ وہ یہی کہتے
رہے کہ اے میری قوم! تم ان برائیوں کو اور بے ہودگیوں کو چھوڑ دو۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا بیان

حضرت شعیب علیہ السلام مدین کو بھیجے گئے، تو آٹھویں رکوع میں قوم شعیب
علیہ السلام کا تذکرہ ہے یہ قوم تجارتی معاملات میں امانت و دیانت کو قطعاً اختیار نہیں
کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کو نصیحت کرتے رہے لیکن یہ بھی کسی طریقہ
پر باز نہ آئے۔ ان انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کا تذکرہ کرتے ہوئے حق
تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے مقابلے میں فرعون اور اس کی قوم
کا تذکرہ کیا اور یہ چیز ذکر کر دی گئی ”ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّہٗ عَلَیْکَ“ کہ
یہ ان بستیوں والوں کے قصے ہیں جو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر بیان کرتے ہیں۔

ان واقعات کا بیان کرنا یہ آپ ﷺ کی نبوت اور حقانیت کی بڑی عظیم دلیل ہے۔اسی سلسلے میں شقاوت اور بدبختی کی بنیاد بیان کی جارہی ہے۔سعادت وکامیابی کا راز بیان کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ عادل ہے

آخر میں یہ نتیجہ مرتب کیا گیا ''وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ'' کہ پروردگار عالم کبھی بھی ایسا کرنے والا نہیں کہ کوئی قوم یا کسی بستی کے باشندے اصلاح کرر ہے ہوں اور صلاحیت کے اوپر ہوں اور پروردگار ان کو بھی ہلاک کر دے یہ چیز نہیں ہوسکتی۔اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ''وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ''

حضرت یوسف کے ابتلاء کا پسِ منظر

سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا گیا۔حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں اس خواب کا ذکر بھی ہے جو خواب بیان کیا گیا اور اس خواب کی تعبیر اس طرح پر رونما ہوئی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے۔ یوسف علیہ السلام اپنے باپ سے کہنے لگے میں نے دیکھا ہے گیارہ ستارے اور سورج چاند مجھے سجدہ کرر ہے ہیں اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کا تمام واقعہ ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یہ اشکال ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر میں ہم اتنے محبوب نہیں جتنا کہ یوسف علیہ السلام محبوب ہے سازش اور اس قسم کی تدبیر کی گئی اپنے باپ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کردیں،تو ان کو ایک کنویں میں ڈال آئے اور باپ سے آکر ایک حیلہ کیا اگرچہ انہیں اس حیلہ کی تصدیق قلب کے اعتبار سے نہیں ہورہی تھی اور کہتے تھے کہ تم نے

ایک بات گھڑ لی ہے۔اس کنویں میں سے نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس قافلے نے فروخت کیا، جس کے ہاتھوں یہ بکے وہ عزیز مصر تھا۔

حضرت یوسف کا عظیم ابتلاء اور اللہ کی حفاظت

اس کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئی اور ہر طرح کی تدبیر کی کہ میں کسی طرح ان کو اپنے نفس کی خواہش کے پورا کرنے پر آمادہ کرلوں مگر اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کا جواب یہی تھا ''مَعَاذَاللهِ اِنَّهٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ '' وہ اپنی فکر میں تھی اور یوسف علیہ السلام اس سے بچنے کی تدبیر کر رہے تھے اور بھاگ رہے تھے وہ تعاقب کر کے قمیص پیچھے سے کھینچ رہی تھی۔

جیل منظور گناہ نا منظور

یہاں تک کہ جب عورتوں نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان کے اوپر ملامت شروع کی تو نتیجتاً حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ بھیجا گیا اور قید خانہ میں ان کے ساتھی نے جو ایک خواب دیکھا اس خواب کی تعبیر سے متاثر ہوا اور پھر اس کے بعد جو عزیز مصر نے خواب دیکھا تھا کہ سات گائیں فربہ اور تروتازہ ہیں کہ سات سوکھی گائیں ان کو کھا رہی ہیں اور سات خوشے شاداب ہیں ان کے اوپر سوکھے خوشے لپٹے ہوئے ہیں۔

عزیز مصر کا خواب اور فضل الٰہی کی انتہاء

اس خواب کی تعبیر جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کی اس سے ان کا علم و فضل عزیز مصر کے اوپر ظاہر ہوا اور ان کو شان و اعزاز کے ساتھ دعوت دی اور اس طرح وہ زنداں سے رہائی پا کر عزت کے ساتھ عزیز مصر کے پاس پہنچے۔

پارہ نمبر 13

”وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ “

ربط: بارہویں پارے کے اخیر میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر تھا ان کے واقعات میں اس خواب کا ذکر تھا جس میں شاہ مصر نے یہ دیکھا تھا کہ سات گائیں جو فربہ اور توانا ہیں ان کو سات سوکھی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے جو تر و تازہ اور شاداب ہیں ان کے اوپر سات ایسے خوشے جو سوکھے ہوئے ہیں ۔حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بھی بیان کی تھی اور تدبیر بھی بیان کی تھی۔وہ تعبیر یہ تھی کہ وہ سات سال خوشحالی اور فراخی کے ہوں گے جس میں کھیتیاں بہت ہی سرسبز و شاداب ہوں گی اس کے بعد سات برس ایسے آئیں گے جو قحط کے اور خشک سالی کے آئیں گے تو تدبیر یہ کرنا کہ غلے کو محفوظ رکھنا ان سنبلوں اور خوشوں میں، جب وہ قحط کا زمانہ آئے تو محفوظ غلہ اور وہ ذخیرہ کام آئے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام بحیثیت خازن

حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ مصر کے بادشاہ کی طرف سے ایک عظیم عہدے پر فائز کر دیئے گئے تھے اس مضمون کو تیرہویں پارے کی ابتداء میں ذکر کیا جا رہا ہے کہ ”اِجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ “ یہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس لئے کہا تا کہ اس طرح میں اہل ایمان کی خدمت کر سکوں، ان کی کوئی مدد کر سکوں، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے عزت کا مقام اللہ نے وہاں پر مقرر کر دیا۔

قحط زدہ اخوان یوسف علیہ السلام مصر میں پہلی بار

جب زمانہ قحط کا آیا یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے اور غلے کو طلب کرنے کے لئے ان کی آمد ہوئی تھی یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا بھائی نہ پہچان سکے جب واپس جانے لگے تو انہوں نے کہا کہ جو تمہارا بھائی ہے وہ بھی آئندہ تم لیکر آنا اور میں تمہارے لئے پیمانہ بھر بھر کر دیتا ہوں۔ ان بھائیوں نے یہ جواب دیا کہ ہم اپنے باپ کو آمادہ کریں گے اور اس کو لائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوسف علیہ السلام نے اپنے خدام سے یہ بات کہی کہ جو کچھ انہوں نے پونجی اور قیمت دی ہے وہ ان کے سامان میں ساتھ رکھ دو جب وہ واپس لوٹیں گے تو پہچان لیں گے۔

بھائی بنیامین کو مصر لیجانے کا مطالبہ

باپ کے پاس جب گئے تو یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کے لئے کہا کہ ان کو ہمارے ساتھ بھیج دو تا کہ غلہ ان کے حصہ کا بھی مل سکے۔ جب سامان کھول کر دیکھا تو وہ اپنی جو کچھ پونجی لے گئے تھے وہ بھی واپس موجود تھی تو کہنے لگے اے باپ! یہ تو ہمارا سارا سرمایہ بھی واپس کر دیا گیا۔ اب اس صورت میں اگر ہم ایک اور اونٹ کی لادی حاصل کر لیں یہ تو ہم کو بہت سہولت سے حاصل ہو جائے گی ۔حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل پر پہلے سے بے چینی کی کیفیت تھی تو کہنے لگے میں کس طرح تمہارے ساتھ اس دوسرے بھائی کو بھیجوں بہر کیف آمادہ کیا۔

اخوان یوسف علیہ السلام مصر میں دوسری بار

بھائی کو لیکر جب پھر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اطلاع کر دی کہ میں تمہارا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں اور غمگین نہ ہونا ان چیزوں پر جو

کچھ تمہارے دوسرے سوتیلے بھائیوں نے تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے۔

حضرت یوسف کا بنیامین کے حصول کا طریقہ

روانگی پر ایک پیالہ جو کہ خصوصی اور شاہی تھا ان کے سامان میں رکھ کر یہ اعلان کرا دیا کہ اے قافلے والو! تم تو چور معلوم ہوتے ہو۔ تلاش شروع کی گئی تو وہ پیالہ ان کے سامان میں سے نکلا تو اعلان کر دیا گیا کہ یہی ہمارے دین کا قانون ہے کہ جس کے سامان میں سے کوئی چیز نکلے وہ اس کے پاس قید ہو جاتا ہے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک تدبیر اختیار کی قرآن کریم اسی کو فرما رہا ہے ''مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ'' وہ اپنے قانون کے لحاظ سے اپنے بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب باپ کے پاس پہنچے تو پھر عذر بیان کیا اور یہی کہا کہ اس طرح ہم نے کوشش بھی کی کہ بھائی کو ہم اپنے ساتھ لے آئیں لیکن اب ہم کیا جانتے تھے کہ اس قسم کی بات پیش آئے گی ''وَمَا شَھِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ'' جو چھپی ہوئی چیزیں ہم ان کو کیا جانتے ہیں ہم نے اپنے طور سے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی ان کی حفاظت اور نگرانی کی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر ماضی کا غم پھر تازہ ہوا

یعقوب علیہ السلام پر پہلا جو غم تھا اس کی تازگی ہوگئی اور فرمانے لگے ''فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا'' کہ میں صبر جمیل ہی کو اختیار کرتا ہوں اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی توقع ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ سب کو میرے پاس لیکر آ جائے گا۔ اپنے حزن و غم میں مشغول اور منہمک رہے اور روتے روتے ان کی آنکھوں کے اوپر سفیدی طاری ہوگئی یہاں تک گریہ وزاری کا سلسلہ رہا کہ

ان کی اولاد میں ہر ایک یہ سمجھتا تھا اب یوسف علیہ السلام کے غم میں یہ اپنے آپ کو ہلاک کرلیں گے۔ یعقوب علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں ''اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ'' کہ میں تو اپنی بے چینی اور غم کا شکوہ خدا کی ہی بارگاہ میں کررہا ہوں۔ فرمایا تلاش کرو یوسف علیہ السلام کو اور اس کے بھائی کو مل جائیں گے۔

اخوان یوسف مصر میں تیسری بار

تلاش کرنے کے لئے جب یہ پھر عزیز مصر کے پاس گئے تو جا کر یہ کہنے لگے کہ ''یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ'' ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف اور آفت فاقے کی آئی ہے اب ہم کھوٹی پونجی لیکر آئے ہیں آپ سے یہ درخواست ہے کہ پیمانے بھر بھر کر ہمیں دید یجئے اور ہم پر انعام وحسان بھی رکھئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کو ماضی یاد دلانا

اس موقع پر یوسف علیہ السلام گذشتہ تاریخ اور پرانی باتوں کی یاددھیانی کراتے ہوئے فرمانے لگے کیا تم کو معلوم بھی ہے کہ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا؟ اس پر وہ چوکنے ہوئے اور خیال ہوا کہ جس سے ہم خطاب کررہے ہیں وہ تو بظاہر یوسف علیہ السلام ہی ہیں اس کے اوپر فرمایا ''اَنَایُوْسُفُ وَھٰذَآ اَخِیْ قَدْمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا'' بے شک میں یوسف علیہ السلام ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر یہ انعام فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں سے حسن سلوک

اس موقع پر ظاہر ہے کہ یوسف علیہ السلام طبعی طور پر اور اپنے جذبات کے تقاضے میں انتقام کی بھی کوئی نہ کوئی شق اختیار کر لیتے مگر یوسف علیہ السلام کے کرم

کا اندازہ کیجئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کی معذرت کے اوپر فوراً ہی یہ لفظ کہا ''لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ'' آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے میرا یہ قمیص لے جاؤ! اور باپ کے چہرے پر ڈال دو امید ہے کہ ان کی نگاہ لوٹ آئے گی۔

بطور معجزہ پیراہن یوسف کی خوشبو

حق تعالیٰ شانہ نے ان واقعات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ باپ کو پیراہن یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہونے لگی اور وہ کہنے لگے کہ میں تو اس خوشبو کو پا رہا ہوں اس پر جواب دینے والے جواب دینے لگے کہ یہ تو تم کو پرانی قسم کی بات ایسے ہی لگی ہوئی ہے۔

پیراہن یوسف سے نظر لوٹ آئی

الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کا پیراہن لاکر ڈالا گیا ان کی بینائی لوٹ آئی اور یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اٹھ کر شکر ادا کیا۔

باپ بیٹوں کا سجدۂ تحیّت رؤیا صادقہ کی تعبیر بن گئی

بھائیوں نے دعا کی درخواست کی یہاں تک کہ پھر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے اور جب یعقوب علیہ السلام اور ان کے سب بھائی بھی سامنے پہنچے تو یوسف علیہ السلام کے تخت کے سامنے سب کے سب سر بسجود ہو گئے۔ ''وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ'' یوسف علیہ السلام فرمانے لگے اے میرے محترم باپ! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھی تھی کہ آج گیارہ ستارے اور

سورج چاند میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں یہ میرے گیارہ بھائی اور میرے والدین اور میرے اکابر میرے سامنے اعزاز کا معاملہ ظاہر کر رہے ہیں۔

واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی غرض اور ایک قانون

قرآن کریم نے اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ثبوت کے لئے بیان کیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک قانون ذکر فرمایا "وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ" کے لفظوں میں کتنی بستیاں ایسی ہوتی ہیں جو اس طرح اللہ کی نشانیوں کو دیکھتی ہوتی ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہیں کرتیں اگر وہ توجہ کریں تو حق و ہدایت کو ضرور قبول کرلیں۔ نبی کریم ﷺ کو اعلان کا حکم دیا گیا تھا "هٰذِهٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ" یہ میرا ایک راستہ ہے میں اس کی طرف اور اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

امم سابقہ کے انجام بد سے عبرت پکڑو!

قرآن کریم نے اس موقع پر تمام لوگوں کو اس بات کا مخاطب فرمایا ہے کہ دیکھیں زمین میں چل پھر کر اور مکذبین کے انجام کو اور ان پر جو خدا کے عذاب اور قہر کے واقعات واقع ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں "لَقَدۡ کَانَ فِیۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ" کا مضمون اس چیز کو ادا کر رہا ہے اور یہ قرآن کریم چونکہ ہدایت کا اور رحمت کا سامان بنا کر نازل کیا گیا تو اس کی ہدایت اور رحمت کو یاد دلایا گیا۔

سورۂ رعد

ربط: قرآن کریم کے ان مضامین کے ساتھ سورۂ رعد کے مضامین بھی بنیادی طور پر حق تعالیٰ کی توحید و وحدانیت پر دلالت کر رہے ہیں۔ ابتداء مضمون قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے اور اس کی عظمت سے شروع کیا گیا۔

اللہ کی شان عظمت

اللہ کی شان عظمت کو بیان کرنے کے لئے اس کی کائنات پر اس کی ملکیت اور کائنات پر اس کا تصرف ''یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ'' کے لفظوں میں ذکر کردیا کہ کس طرح اللہ نے زمین بچھائی، زمین میں کتنی چیزیں اللہ نے انسان کے منافع کے لئے پیدا کیں، مختلف حصے اور مختلف قسمیں زمینوں کی ہیں۔

ان قسموں میں کیسے کیسے نباتات، سبزے، پھل اور پھول اور باغات پیدا کئے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر چاہئے تو یہ تھا کہ کفار مکہ نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان لاتے، مگر بجائے ایمان لانے کے وہ انکار کی اور تکبر کی روش کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کوئی عذاب ان کے اوپر کیوں نہیں نازل کیا جاتا۔ اس مضمون کے بیان کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کبریائی کو ایک عجیب انداز کے ساتھ بیان کیا۔

اہم قانون

ساتھ ہی یہ قانون ذکر کردیا ''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ'' کہ کسی بدنصیب قوم کو جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے مصائب کے اندر مبتلا ہوئی ہے یہ توقع اور امید نہ کرنی چاہئے کہ وہ ان مصائب سے چھٹکارہ پاسکیں گے جب تک کہ وہ اپنی روش اور حالت کو نہیں بدلیں گے ان کی یہ تکالیف اور پریشانیاں تبدیل نہیں ہوں گی۔ حق تعالیٰ نے قانون یہی مقرر فرمادیا ہے۔

دلائلِ قدرت

اس قانون کا ذکر کرتے ہوئے آسمانوں پر جو اللہ کا تصرف ہے کہ کس

طرح بجلیاں چمکتی ہیں، کس طرح بادلوں کی گرج ہوتی ہے، ان دلائلِ قدرت کو بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جیسے آسمانوں میں خدا کے امر اور اس کے احکام سے یہ تمام تغیرات اور تصرفات ہیں زمین پر بھی اس کا تغیر اور تصرف اسی طریقہ پر ہے۔

قرآن کی حقانیت

حق تعالیٰ شانہ نویں رکوع میں پھر قرآن کریم کی حقانیت کو بیان کرتے ہوئے فرق بیان کرتے ہیں ہدایت قبول کرنے والوں کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو ہدایت سے انحراف اور بے رخی اختیار کرتے ہیں اور یہ چیز بھی ظاہر کی جارہی ہے کہ دنیا کی دولت کو دیکھ کر کافروں کے پاس کسی شخص کو غرور اور دھوکہ کے اندر نہ ہونا چاہئے کہ یہ مجرم نہیں ہیں ''اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ'' یہ کہ خدا کی شان رزاقی ہے جس پر چاہیں رزق بھیجدیں اور جس پر چاہیں رزق کو تنگ کردیں۔

انسان رزق مادی وروحانی دونوں کا محتاج ہے

پروردگار عالم اس موقع پر یہ چیز بھی ذکر فرمارہے ہیں کہ کافر اور منکر اللہ کی نشانیوں کا انکار کررہے ہیں اور اپنی زندگی کو بے چینی میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اسبابِ رزق جس طرح اللہ نے جسم کی راحت اور آرام کے لئے پیدا کئے ہیں روح بھی ان کا جزو ہے اور انسان کے شرف کا دارومدار اصل میں روح ہے۔ تو جیسے انسان کو مادی رزق کی ضرورت ہے روحانی رزق کی بھی ضرورت ہے۔

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ''

انبیاءِ سابقین کا ذکر

حق تعالیٰ نے اس کی تاکید کے لئے اور اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے پھر انبیاءِ سابقین کا ذکر کیا اور یہ کہ کس طرح پر انہوں نے نشانیاں اور دلائل پیش کئے۔ اور ان تمام دلائل ونشانیوں کے باوجود وہ قومیں انکار کرتی رہیں۔

سورۂ ابراہیم

ربط: اس مضمون کے ختم کے بعد سورۂ ابراہیم کا مضمون بھی انبیاءِ سابقین کی عظمت کو بیان کرنے پر ہے اور اس قانون پر مشتمل ہے کہ جو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والی قوم ہے وہ اللہ کی نعمتوں سے نوازی جاتی ہے یہ بھی ایک قانون بیان کیا جارہا ہے کہ پروردگار عالم اپنے بندوں کو ہدایت اور رہنمائی کے لئے موقع دیتا ہے کہ وہ سوچیں اور غور کریں۔

مشرکین مکہ کی لغو تدابیر مع رد

جو مشرکین مکہ نے لغو اور بےہودہ قسم کے حیلے نبی کریم ﷺ کے لئے تیار کئے ان کا بھی ذکر کیا اور ان کا رد کیا اور تاریخ سابق کو بیان کیا کہ وہ قومیں اپنے انبیاء علیہم السلام کو کہا کرتی تھیں کہ "لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا" کہ ہم اپنی زمین سے تم کو نکال ڈالیں گے مگر خدا کی قدرت یہی ہوئی کہ دعویٰ کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا اور خدا کے پیغمبروں کو کامیاب بنایا گیا۔

پارہ نمبر 14

"رُبَمَایَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ"

ربط: تیرہویں پارے کے اخیر میں مضمون یہ بیان کیا جارہا تھا کہ حق تعالیٰ شانہ مہلت دیتا ہے ان مجرمین کو جو دنیا کے عیش وعشرت میں پڑکر خدا کو بھلا دینے والے ہوتے ہیں۔لیکن ایسے لوگوں کو اپنے انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے قیامت کا دن آنے والا ہے اس قیامت کے دن جب ان پر عذاب خداوندی ہوگا تو یہ کس طرح تڑپتے ہوئے ہوں گے اور دعا کرتے ہوئے ہوں گے، کہتے ہوئے ہوں گے "رَبَّنَا اَخِّرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ" اے پروردگار! تو کچھ ہمیں مہلت دے دے اگر اب تو ہمیں مہلت دے گا تو ہم تیرے رسولوں کی دعوت کو قبول کریں گے ان کی پیروی کریں گے۔حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جواب ہوگا کہ تم نے آخر زندگی میں کتنی مدت گزاری ہے۔ تمہارے سامنے حقائق ظاہر ہوچکے تھے انبیاء تم کو میرے دین کی دعوت دے چکے تھے اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے بطورِ قانون ذکر فرمادیا گیا تھا "فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ" اے مخاطب! تو یہ گمان نہ کر کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے وہ وعدہ پورا نہیں ہوگا۔ضرور اللہ کا وعدہ پورا ہوکر رہے گا یہی وہ پیغام تھا کہ جس کے سنا دینے کے لئے سرورکائنات جناب رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ "ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ" اس حقیقت کو اس پارے میں حق تعالیٰ شانہ نے نہایت تفصیل وبسط کے ساتھ بیان فرمایا۔

مذہب اسلام کی قدر وقیمت

پہلے رکوع میں یہ چیز ذکر کی جارہی ہے کہ ایسے کافر کہ جو اپنی مادی عیش و

عشرت میں منہمک ہو کر خدا کو بھلا چکے ہیں وہ قیامت کے روز تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا کی زندگی میں نیست و نابود نہ ہوئے ہوتے اور کاش کہ ہم اسلام قبول کر لیتے۔

قرآن اللہ کی حفاظت میں ہے

حق تعالیٰ شانہ نے وحی الٰہی کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ '' کہ ہم ہی نے یہ ذکر اور قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کی حفاظت یہ وعدہ خداوندی ہے اور اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوتا ہے۔ اس لئے قیامت تک کوئی طاقت قرآن کریم کے ایک حرف کے اندر کوئی ردوبدل نہیں کر سکتی، زبر زیر کا فرق نہیں ہو سکتا۔

خبث باطن بعد عن الحق کا سبب ہے

اس موقع پر حق تعالیٰ نے ان مجرمین کی اس خصلت کو پھر ذکر کیا جو اپنی خبث اور گندگیٔ باطن کی وجہ سے حق اور ہدایت کے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

دلائلِ قدرت

پروردگار عالم نے دوسرے رکوع میں یہاں پر آسمانوں میں جو اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں ان کا ذکر کیا۔ کواکب اور فلکیات کی چیزوں کو نمایاں کرنے سے اپنی عظیم قدرت کی نشانیاں ظاہر فرمادیں اور یہ ظاہر کر دیا کہ اللہ ہی نے لوگوں کی روزی مقرر فرمائی ہے۔ ہر چیز کے خزانے اللہ کے پاس موجود ہیں۔ ہوائیں اللہ چلاتا ہے جس سے کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں۔ زمین پر اللہ نے پانی کے

چشمے نکالے ہیں۔ زمین کے خزانے اللہ نے انسانوں کے منافع کے لئے پیدا کئے۔

پروردگار عالم جس طرح زمین میں نباتات کو اگا کر یہ نمونہ دکھلا رہا ہے کہ ایک تخم اور دانہ زمین میں جا کر فنا ہو رہا ہے اور پھر وہ زمین میں نمودار ہو کر حیات اور تازگی حاصل کر رہا ہے۔ یہی حقیقت بعث بعد الموت کی ہے کہ زمین میں دفن ہونے کے بعد انسانوں کو پھر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

گمراہی کا آغاز ابلیس نے کیا

چونکہ ضلالت اور گمراہی کا آغاز ابلیس سے ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا منکر سب سے پہلے ابلیس ہوا تو اس کا بھی قصہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ اس نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کرنے سے انکار کس طرح کیا تھا۔ جب راندہ درگاہ کر دیا گیا تو اب درخواست بھی کرتا ہے کہ اے پروردگار! مجھے کچھ مہلت دیجئے مہلت مل گئی چونکہ حکمت خداوندی یہی تھی کہ عالم کے اندر کفر کی اور ایمان کی کشمکش اور تقابل کی صورت سامنے آئے کیونکہ امتحان اور آزمائش اسی وقت ہے جب کہ ہدایت اور ضلالت کا مقابلہ ہوتا ہو۔ تو حق تعالیٰ نے مہلت دی اس مہلت کو لیکر ابلیس دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے مستعد اور تیار رہوا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو اے میرے بندو! یہ ابلیس تم کو گمراہ کرے گا لیکن یہ سن لو کہ "وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ" جہنم ان سب لوگوں کے لئے ٹھکانہ ہے جس کا ان کے لئے وعدہ کیا گیا ہے اس واسطے اے انسانو! تم اپنے آپ کو ابلیس کی گمراہیوں سے بچاؤ۔ اس موقع پر متقیوں کا ذکر کیا گیا۔ ان کو جو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نوازا ہے اس کا ذکر کیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان

اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان فرشتے خدا

کا قہر و غضب لے کر آئے تھے اور ان مہمانوں کا آنا بھی ایک تمہید تھی مجرمین کی ہلاکت کی اور ان کی تباہی کے لئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مہمان فرشتوں کا خوف

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان فرشتوں کو دیکھ کر جو ہیبت اور دل میں جو خوف محسوس ہوا تھا اس کا منشا بھی یہی تھا کہ وہ فرشتے خدا کا قہر و عذاب لے کر آئے تھے، وہ قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے۔

قوم لوط پر سخت عذاب آیا

تو پانچویں اور چھٹے رکوع میں اسی مضمون کو ذکر کیا گیا کہ وہ قوم جو بد بختی اور گندگی میں مبتلا ہوئی تھی وہ ان فرشتوں کو نو عمر لڑکے تصور کر کے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے آئی ابھی تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اور حضرت لوط علیہ السلام کے سامنے یہ عقدہ حل نہیں ہوا تھا وہ گھبرائے اور بے چین ہوئے، ان کو تسلی دی گئی کہ تم کوئی غم اور فکر مت کرو! اس پر قرآن کریم نے اس قوم کی ہلاکت کا تذکرہ کیا ''فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا'' قہر خداوندی اس طرح نازل ہوا کہ وہ بستی الٹ گئی اور نیچی زمین اوپر کر دی گئی اوپر کا حصہ زمین کے اندر دھنسا دیا گیا اور ساتھ ہی ''وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ'' ان پر نشان لگے ہوئے پتھروں کی بارش کی گئی یہ سب نشانیاں ہیں پہچاننے والوں کے لئے۔

امم سابقہ کا ذکر اور قرآن کی حقانیت

اصحاب حجر اور قوم ثمود کا بھی تذکرہ کیا اور ان تمام واقعات کو نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت کی دلیل قرار دیتے ہوئے قرآن کریم کی حقانیت کے

مضمون کو ثابت کر دیا ''وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ '' اس مرحلہ پر بشری تقاضے انسان کے ساتھ لگے رہتے ہیں ۔ بسا اوقات انسان کی طبیعت دنیا کی زیب وزینت اور مال وتمول کی طرف مائل ہوسکتی ہے اس لئے تنبیہ کی گئی اور فرمایا گیا کہ ''لَاتَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَابِہٖ اَزْوَاجًامِّنْھُمْ '' کہ آپ اپنی نظر بھی ان لوگوں کی طرف مائل نہ کیجئے جن کو دنیا کی دولت اور زیب وزینت سے مالا مال کر دیا گیا ہے یہ تو ''زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا '' دنیا کی زندگی ایک رونق اور چاؤ کے درجہ کی چیز ہے، اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔

مقصد نبوت کا اعلان

آپ ان کو یہی اعلان فرما دیجئے ''اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ '' کہ میں تو کھلم کھلا تم کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کہ مقابلے کے لئے قوم کمر بستہ ہے کسی طرح آمادہ نہیں ہوئی حق کے قبول کرنے کے لئے تو طبیعت میں تنگی کا پیدا ہو جانا یہ ایک بشری خاصہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے نصیحت کی جارہی ہے ''وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ '' ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دل میں تنگی گھٹن یا رنج ہوگا ان چیزوں کے کہنے کی وجہ سے جو اہل مکہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے اس کا علاج یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہئے اور اس کی عبادت میں مشغول اور مصروف رہئے۔

سورۂ نحل

ربط: اس مضمون پر سورۂ ابراہیم کو ختم کرتے ہوئے سورۂ نحل کا مضمون شروع کیا جارہا ہے ''اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ '' کہ خدا کا حکم آچکا ہے۔ اس خدا کے حکم اور اس کے فیصلے کے سننے کے بعد اب انتظار کی وجہ سے گھبرانے کی ضرورت

نہیں ہے۔اس میں جلد بازی نہ کی جائے، معلوم ہوا کہ اگر مجرمین حق کا مقابلہ کررہے ہوں تو عذاب خداوندی کی تاخیر سے مایوس نہیں ہونا چاہئے نہ گھبرانا چاہئے۔

ذکر انعامات و دلائل قدرت و حاکمیت اعلیٰ

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وہ انعامات ذکر فرمائے جو مخلوق پر کئے گئے ہیں۔ انسان کے لئے ساری کائنات کو پیدا کیا تو زمین و آسمان کے سارے انعامات کی تفصیل بیان کردی گئی۔ اس میں دلائل قدرت اور اپنی حاکمیت کی نشانی بھی بیان کردی گئی ہے، یہاں تک کہ سمندر اور سمندر کی تہوں میں جو جو نعمتیں اللہ نے انسانوں کے لئے رکھی ہیں ان کا بھی ذکر کیا۔سمندر کی تہوں پر چل کر جو لوگ اپنی تجارت اپنے منافع حاصل کررہے ہیں ان کا بھی تذکرہ کیا کہ سب چیزیں ایک طرف انسانوں کے منافع کا سامان ہیں تو دوسری طرف اللہ کی قدرت کی نشانیاں بھی ہیں۔ان تمام دلائل قدرت کو، ان تمام انعامات کو بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا'' کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کی شمار کرنے لگو تو تمہارے میں شمار کو بھی قدرت نہیں ہوگی۔

مشرکین مکہ کے اعتراضات کی تردید

دسویں اور گیارہویں رکوع میں مشرکین مکہ جو نبی کریم ﷺ کے خلاف سازش کرتے تھے ان کی تفصیل کے ساتھ تردید کی جارہی ہے اور یہ فرمایا جارہا ہے کہ ان چیزوں سے نہ حق کو کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ نبی کریم ﷺ دعوت الی اللہ کے فریضے کو ترک کریں گے، یہ ساری چیزیں تم کرتے رہو ''وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا'' ہم نے ہر قوم میں اسی طرح پر ایک رسول بھیجا۔

ہجرت کا حکم

اس سلسلہ میں ہجرت کا حکم کیا جارہا ہے۔ کیونکہ یہ حکم دین اور اللہ کی حکمت کے مطابق ایک نظام مقرر ہوا تھا۔ ایمان لانے والی ایک قوم پر جب کافروں کی تکالیف اور اذیتیں انتہا تک پہنچ جائیں اور وہ اللہ کا دین وہاں پر قائم کرسکیں تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسی سرزمین میں ہجرت کرجائے جہاں وہ اللہ کا دین قائم کرسکے اور خدا کی عبادت کرسکے۔ چنانچہ ہجرت کا مضمون اور مہاجرین کی فضیلت کا بیان متعدد آیات کے اندر بیان کیا جاتا رہا۔

اللہ کی شان حلیمی کا ذکر

حق تعالیٰ شانہ نے ''وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ'' کا مضمون بیان کر کے ایک بڑی عظیم حقیقت پر آگاہ کردیا اور اپنی شان حلیمی کا بھی ذکر کردیا کہ دنیا میں انسانوں کے جرائم تو ایسے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ شانہ ایک ایک جرم کی پاداش واقع فرمائے تو اس ایک جرم کی سزا میں جاندار چیز بھی باقی نہ رہے۔

اللہ کی شان حکیمی کا ذکر

پھر حق تعالیٰ شانہ پندرہویں اور سولہویں رکوع میں اپنے انعامات کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ یہ چوپائے اور مویشی پیدا کئے ان سے دودھ اور گوشت اور ان کی کھال اور ان کے بال یہ سب کچھ اے انسانو! تمہاری منفعت کے لئے ہیں خدا نے رزق کے لحاظ سے اپنے بندوں میں کمی اور فوقیت کو رکھا ہے۔ یہ بھی اللہ کی شان حکیمی ہے۔

ذکر قیامت

ان دلائل قدرت کو بیان کرتے ہوئے قیامت کے مضمون کا پھر ذکر کیا

جارہا ہے اور عدل وانصاف کی تعلیم دی جارہی ہے اور اس بات کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ دنیا میں انسانوں کو اپنی عاقبت کے سنوارنے کی فکر کرنی چاہئے۔

اصلاحِ معاشرہ کے سنہری اصول

پروردگار عالم امر کرتا ہے عدل کا، احسان ایتاء ذوی القربیٰ کا اور فحش اور بے حیائی کی باتوں سے روکتا ہے۔ ظلم وسرکشی کو منع کرتا ہے۔ یہ وہ ہدایات جامع ہیں جو معاشرت کی اصلاح کے لئے ضامن اور کافی ہیں اس پر یہ مضامین پورے فرمائے گئے۔

پارہ نمبر 15

"سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا"

ربط: چودھویں پارے کے اخیر میں خاص طور پر اس چیز کو ذکر کیا جارہا تھا کہ کوئی قوم مادی عیش وعشرت میں مبتلا ہو کر خود کو نہ بھلائے خدا کے دین سے انحرف اور بے زاری نہ اختیار کرے اور اس بستی کی مثال بھی ذکر کر دی گئی جس بستی کے پاس ہر قسم کا ساز وسامان تھا، رزق نہایت وسیع تھا، دن رات ان کے لئے کھانے پینے کی چیزیں موجود تھیں، مگر انہوں نے اللہ کی نافرمانی اختیار کی تو وہ سارا عیش اور راحت کا سامان ان کا تباہ وبرباد کر دیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ افلاس اور غربت میں مبتلا کر لئے گئے۔

مکی زندگی میں نبی کریم ﷺ نے دس برس اس طرح گزارے کہ قریش مکہ کا مقابلہ کرتے رہے اور آپ ﷺ صبر کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ ہاتھ میں پکڑے رہے تو گویا قرآن کریم کی اس بات پر آپ ﷺ نے پورے طور پر عمل کیا تھا "وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ"

اسراء ومعراج کا بیان

تو صبر کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعزاز اور بلندی کی شکل کے اندر عطا کیا گیا جس کا تذکرہ اس اسراء اور معراج کے واقعہ سے اس پندرہویں پارے کی ابتداء میں سے کیا جارہا ہے کہ اللہ رب العالمین کی پاکی ہے کہ جس نے اپنے بندے کو رات میں سفر کرایا اسراء اور معراج کا یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب یہ اسراء کہلاتا ہے جو معراج کے سفر کی پہلی منزل تھی اور پہلا حصہ

تھا۔ اصل مقصودِ معراج تو وہ تھا جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے ''لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا'' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنی نشانیاں دکھلائے۔

اجمالی ذکر حضرت موسیٰ و حضرۃ نوح علیہما السلام و بنی سرائیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں بیان کی گئیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو کس طرح پر طوفان کے وقت اللہ نے اس کشتی میں عافیت اور نجات کی منزل تک پہنچایا۔ بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل کو خدا نے انعامات سے نوازا تھا مگر وہ ان کی اپنی نافرمانی کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے۔ پھر اس کے بعد جب وہ تائب ہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر انعامات کا اعادہ فرمادیا لیکن اس کے ساتھ یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ ''اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ '' اگر تم اچھے کام کرو گے تو اس کی اچھائی تمہارے لئے ہوگی اور اگر تم برا طریقہ اختیار کرو گے تو اس کا وبال اور اس کا بدلہ بھی تمہیں اٹھانا پڑے گا۔

بنی اسرائیل کو بداعمالیوں کی سزا

چنانچہ جب دوبارہ انہوں نے اپنی وہی بے ہودہ باتیں اور غلط روش کو اختیار کیا تو حق تعالیٰ نے ان کے اوپر ایک قوم بخت نصر مسلط کردی جنہوں نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں جس کا ذکر ''لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ ''میں بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ مسجد اقصیٰ داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی، پہلے بھی ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی گئی تھی اب دوبارہ بھی مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی ہوئی اس واقعہ نے یہ چیز ظاہر کی کہ بنی اسرائیل کے اوپر اس قوم بخت نصر کا مسلط کیا جانا اور مسجد اقصیٰ سے ان کو نکالا جانا، یا مسجد اقصیٰ پر ایک ظالم اور جابر قوم کا

اور ایک کافر قوم کا تسلط یہ اللہ کی طرف سے ایک انتقام تھا ان کی بداعمالیوں کا۔

حقانیت قرآن کا بیان

یہ مضامین قرآن کریم کی حقانیت کی دلیل ہیں اس لئے فرمادیا گیا ''اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ'' کہ قرآن ہر اس چیز کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو انسانوں کی زندگی کو سیدھے راستے پر چلانے والی ہو، ان کو ہر ٹیڑھے پن سے ہر کجی سے خواہ وہ عمل میں ہو اخلاق میں ہو یا معاشرت میں ہو۔

انسان کی فطری کمزوری کا بیان

انسان کی خصلت اور اس کی فطری کمزوری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے دوسرے رکوع میں کہ آدمی اپنے لئے شر کا طالب بنتا ہے اور اس کو اس طرح پر حاصل کرتا ہے، مانگا کرتا ہے جیسا کہ خیر کا طالب ہونا چاہیئے یہ انسان کی کتنی کمزوری ہے۔

انسان کا ہر عمل محفوظ ہے

اللہ رب العزت دلائل اور اپنی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ'' ہر انسان کا نوشتہ اعمال اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہے۔ قیامت کے روز اسے کھلا ہوا دیکھے گا۔ یعنی کوئی عمل انسان کا ضائع نہیں ہوسکتا کوئی عمل اس کا چھپ نہیں سکتا ہے۔

گزشتہ سے پیوستہ

پھر وہی قانون بیان کیا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ کسی قوم پر عذاب اور قہر اللہ کا واقع ہو تو وہ لوگ عیش وعشرت

میں پڑ کر خدا کو بھلا دیتے ہیں بد اعمالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کا نتیجہ قہر خداوندی کی شکل میں واقع ہوا کرتا ہے۔قانون خداوندی تو یہی ہے کہ جو انسان اپنی عملی زندگی میں آخرت کا طالب بنے گا،اس کے لئے کوشش کرے گا اور ایمان کے ساتھ اپنی زندگی گزارے گا۔تو اللہ ان لوگوں کی کوششوں کو قبول فرماتا ہے۔اس کے بالمقابل جو دنیا کے طالب ہیں وہ دنیا کی طلب میں اپنی زندگی کو گزارتے ہیں۔

تقدیر کا معاملہ یہی ہے کہ ہر ایک کو اس کے مقصد کے مطابق اسباب مہیا ہو جایا کرتے ہیں۔طالب دنیا اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اور طالب آخرت اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

ذکر،عبادت واطاعت والدین اور اخلاقی تعلیمات

اس قانونی مضمون کو بیان کرتے ہوئے چوتھے رکوع میں پروردگار عالم نے عبادت کا حکم دیا،توحید کی دعوت دی،والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔اخلاقی تعلیم اور رشد وہدایت کی تاکید فرماتے ہوئے ماں باپ کے بڑھاپے کے زمانے میں ان کے ساتھ اچھے برتاو کا حکم دیا جا رہا ہے اور ان کی طرف سے کوئی تکلیف یا ناگوار خاطر چیز پیش آئے تو اس کے برداشت کرنے کی بھی تلقین کی جا رہی ہے اور ساتھ ہی ان کے سامنے تواضع اور نیاز مندی کا بھی حکم دیا جا رہا ہے۔انسان اگر اپنی زندگی میں اپنے عزیزوں کا،اپنے ملنے والوں کا خیال رکھے اور ان کی اعانت کرتا رہے تو یہی اس کے لئے عزت اور کامیابی کی چیز ہے۔بخل اور اسراف یہ دونوں چیزیں متضاد پہلوؤں کے لحاظ سے انسان کے لئے مہلک ہیں۔ان دونوں چیزوں سے منع فرما دیا گیا۔

ذکرِ معاملات

یہی مضمون بیان کرتے ہوئے معاملات کو دیانت اور امانت کے ساتھ پورا کرنے کی تاکید فرمائی جارہی ہے۔ تکبر اور غرور سے بچنے کی ہدایت کی جارہی ہے۔

اللہ غنی ہے

پھر ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم کے دلائل کا اعادہ کیا گیا کہ قرآن کریم میں یہ نشانیاں بیان کی جارہی ہیں کہ اللہ رب العالمین کی الوہیت اور اس کی خالقیت کو کائنات کی ہر چیز مانتی ہے۔ اس کی پاکی اور تسبیح ہر چیز بیان کرتی ہے۔ اس لئے خدا کو انسانوں کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ انسانوں کو خدا کی عبادت کرنا اپنے فائدے اور نفع کے لئے ہے۔

مشرکین کے اعذار اور ان کی تردید

حق تعالیٰ شانہ ان چیزوں کو بیان کرتے ہوئے ''اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا '' دیکھو تو سہی یہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کے مقابلے میں کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں اور مثالوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دین کو قبول نہیں کرنا چاہتے۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے، کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے کانوں کے اندر ایک ڈاٹ لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کی کوئی بات سن نہیں پاتے۔ تو یہ سب باتیں ان کی ذلیل اور کمینی باتیں تھیں۔ قرآن کریم نے ان کی تردید کی۔

منکرین قیامت کا رد بلیغ

پھر یہ کہنا شروع کیا ان لوگوں نے کہ آخر ہم قیامت میں دوبارہ کس

طرح زندہ ہوں گے؟ جب ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی ہم خاک میں گل چکے ہوں گے، تو اس طرح ایک نئی پیدائش کے ساتھ ہم کو کیونکر پیدا کیا جائے گا؟ قرآن کریم کے ساتھ فرمایا "قُلْ کُوْنُوْا حِجَارَۃً اَوْ حَدِیْدًا" چاہے تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور چیز تم ہو جاؤ جس کی بنا پر یہ بعید معلوم ہوتا ہو کہ دوبارہ تم کو کس طرح پر زندہ کیا جائے گا لیکن جس پروردگار نے اپنی ساری مخلوق کو پہلی مرتبہ پر پیدا کیا اسی طرح پر وہ اللہ دوبارہ بھی اپنی مخلوق کو پیدا فرمائے گا۔

تخلیقِ آدم اور قدرت کے دلائل

ساتویں رکوع میں پھر تخلیق آدم علیہ السلام کا ذکر اور حضرت آدم علیہ السلام کا مقابلہ جو ابلیس نے کیا یہیں سے گمراہی کی ایک تاریخ کا آغاز ہو گیا اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور انعامات خداوندی کا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی بتلایا جا رہا ہے کہ جو رب العالمین، جو رحمٰن، رحیم اپنی مخلوق پر ایسی ایسی نعمتیں اور ایسی رحمتیں فرمانے والا ہے وہ مجرمین کو سزا دینے میں بھی کوئی تأمل نہیں کرے گا۔ اس لئے پروردگار عالم کے قہر سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے "اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ" اے مجرمو! کیا تم اس بات سے مطمئن ہو گئے ہو کہ خشکی کے کسی جانب میں اور زمین کے کسی علاقے میں، زمین میں دھنسا نہ دیا جائے گا یا تمہارے اوپر کوئی آندھی بھیج کر تم کو ہلاک نہ کر دیا جائے گا یا تم سمندر میں غرق نہیں کر دئے جاؤ گے؟ یہ ساری چیزیں اللہ کے حکم کے سامنے آسان ہیں۔

نمازوں کی ادائیگی کا حکم

اس طرح ایک وعید کا مضمون ذکر کرتے ہوئے نمازوں کے قائم کرنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔ تہجد کی خاص طور پر ترغیب دی جا رہی ہے اور تہجد کی

خصوصیت میں یہ بیان کیا جارہا ہے ''وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ'' یہ انسان کو عظمت اور بلندی تک پہنچانے والی چیز ہے۔ یہود اور اہل کتاب نبی کریم ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرتے تھے تو روح کا ذکر کیا جارہا ہے۔

قرآن کریم کی حقانیت کا اثبات

قرآن کریم کے معجزہ ہونے کا ذکر کیا جارہا ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلامِ معجزہ ہے، اس کے مقابلہ میں دنیا کی طاقت نہیں ہے، جن وانس بھی اگر جمع ہو جائیں تو قرآن کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس طرح نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا اور قرآن کریم کی حقانیت کا ثبوت ان کلمات مین ذکر فرمادیا، اسی پر سورۂ اسراء کو ختم فرمایا۔

سورۂ کہف

ربط: سورۂ کہف کا مضمون جو اصحاب کہف اور غاروں والوں کا واقعہ ہے اس کی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۂ کہف رکھا گیا وہ اسی واسطے ذکر کیا جارہا ہے کہ اللہ کی عبادت اور بندگی کے اختیار کرنے والے بے سروسامان بندے بھی خدا کی حفاظت سے کس طرح پر محفوظ رکھے جاتے ہیں اور راہ حق میں کس طرح کی تکلیفیں اللہ کے بندے اختیار کیا کرتے ہیں۔

اصحابِ کہف کا اجمالی واقعہ

یہ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو ایک روم کے بادشاہ کے مقابلے میں اعلان توحید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور وہ بادشاہ ان کو اپنی عبادت کی دعوت دیتا تھا اور الوہیت کا مدعی تھا چنانچہ یہ تمام کے تمام نوجوان ایک غار میں پناہ لینے والے ہوئے، کہ یہاں ہم چھپ کر اللہ کی عبادت کریں گے اور یہاں تک کہ جب ان کے لئے یہ سلسلہ شروع ہوا کہ تلاش کی جارہی ہے ان کے محلے

اور گھروں میں ان کو پوچھا جارہا ہے تو پھر حق تعالیٰ نے ان پر ایک نیند طاری کردی اور وہ نیند طاری کردینے کے بعد عرصہ دراز تک یہ سوتے رہے ''وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا '' تین سونو برس تک اللہ نے ان پر نیند طاری کیے رکھی ۔ اس مضمون کو اصحاب کہف کے بیان کرنے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اہل ایمان بندوں کو بے سروسامانی کے عالم میں کس طرح پر محفوظ رکھا اور کفر کی سازشیں ان کو ناکام نہ بنا سکیں۔

واقعہ اصحابِ کہف کا راز

کوئی بعید نہیں ہے کہ اصحاب کہف کا یہ واقعہ حضور ﷺ کی ہجرت کی طرف ایک لطیف اشارہ ہورہا ہو کہ آنحضرت ﷺ ہجرت فرمائیں گے اور غار ثور میں آپ کو ٹھہرنا ہوگا اور وہاں کا ٹھہرنا اسی طریقہ پر ہوگا جس طرح اصحاب کہف کا غار میں پناہ لینا تھا۔ جو قدرت خداوندی قدیم تاریخ میں اصحاب کہف کو محفوظ رکھنے والی تھی وہ اپنے حبیب پاک ﷺ کی حفاظت غار ثور میں بھی کرنے والی تھی۔ آپ ﷺ کے رفیقِ غار آپ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ اس کے بعد اعلاءِ کلمۃ اللہ کا سلسلہ شروع ہوا۔

سیدنا موسیٰ وخضر علیہما السلام کا اہم واقعہ

نبی کریم ﷺ کا دین مشرق ومغرب میں پھیلا ان مضامین کے بیان کرنے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک سفر جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اس کو ذکر کیا جارہا ہے۔ اس واقعہ میں جو خاص حکمتیں اور رموز ہیں اللہ کی شان قدرت اور علیمی کی ان کو بھی ثابت کیا گیا کہ وہ پروردگار عالم کس طرح قادر مطلق ہے اور یہ شان اس کی علیمی اور خبیری کی ہے۔

پارہ نمبر 16

"قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکَ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا"

ربط: پندرہویں پارے کے اخیر میں جزائے اعمال کا مضمون بیان کیا جارہا تھا اور جزائے اعمال کے مضمون کے ساتھ ساتھ قیامت کو ثابت کرنا مقصود تھا۔

قصہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام میں حکمت

خدا پروردگار عالم کی چونکہ منکرین اور مشرکین مکہ انہیں دو چیزوں میں سب سے زیادہ مخالفت اختیار کئے ہوئے تھے ایک قیامت کے بارے اور دوسرے نبی کریم ﷺ کی رسالت کے سلسلے میں تو قیامت کے مضمون کو ثابت کرنے کے لئے یہ قصہ ذکر کیا جارہا ہے۔ جو حضرت موسیٰ کا حضرت خضر علیہما السلام کے ساتھ سفر کا تھا۔

قصہ عجیبہ کے تین اہم واقعات

اس واقعہ سفر کے اندر تین باتیں ایسی پیش آئیں جن سے یہی نتیجہ اخذ ہوسکتا ہے کہ ہر انسان کی زندگی میں جس طرح کا بھی عمل ہوتا ہے، اس کے ثمرات ونتائج اس پر مرتب ہوتے ہیں، اس نوعیت سے اس واقعہ کو ذکر کیا جارہا ہے، جو تین پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ پہلا قصہ اس میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر کا کشتی میں سوار ہونے کا تھا کہ جس میں سوار ہوتے ہی انہوں نے اس کشتی کے تختے کو توڑنا شروع کیا، ظاہری طور پر یہ چیز قابل اعتراض تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا تھا اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم سے پہلے یہ طے ہو چکا ہے کہ تم کسی چیز پر کوئی سوال نہیں کروگے، خاموش ہوگئے۔ پھر دوسرا واقعہ پیش آیا کہ ایک لڑکا کھیل رہا تھا بچوں

کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو دیکھتے ہی اس کی گردن مروڑ دی اور ہلاک کردیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہوسکا اور پوچھا کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ اس پر بھی حضرت خضر علیہ السلام کہنے لگے کہ تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے ہو۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: کہ اگر میں نے اس کے بعد کوئی اور بات آپ سے پوچھی تو پھر مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آئندہ پھر سفر کا سلسلہ شروع ہوا ایک بستی پر پہنچے جہاں کے لوگوں نے کوئی ضیافت نہ کی، کھانا نہ دیا اور وہاں کوئی انتظام بھی نہ تھا، دیوار گر رہی تھی، دیوار کو سہارا دیکر سیدھا کردیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر بھی معترض ہوئے اور سوال کیا کہ اے خضر! اگر تم چاہتے تو اس پر کوئی اجرت و معاوضہ لے سکتے اور ایسی قوم جس نے ہمارے ساتھ انتہائی بے رخی اور بد اخلاقی کا رویہ اختیار کیا تم نے ان سے کیوں نہ کوئی اجرت اور مزدوری لی؟ تاکہ ہمارا کام چل جاتا۔

گزشتہ تین واقعات کی حکمتیں

ان تین واقعات کی حکمت اس پہلے رکوع میں بیان کی جارہی ہے۔ کہ درحقیقت یہ کشتی ایک ایسے لوگوں کی تھی، جن کے پاس کوئی اور سہارا زندگی کا نہ تھا، وہاں ساحل پر ایک ظالم بادشاہ تھا، جو ہر صحیح سالم کشتی کو لے لیا کرتا تھا، تو اس لئے اللہ کی قدرت کو یہ منظور ہوا کہ ایک عیب ظاہری طور پر اس کشتی میں کردیا جائے۔ تاکہ وہ ظالم بادشاہ کی دست برد سے محفوظ رہ جائے۔ وہ لڑکا کہ جس کو قتل کردیا گیا اس کے ماں باپ دونوں نیک اور صالح اور مومن تھے اور تقدیر خداوندی سے یہ چیز طے تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہونے کے بعد ماں باپ کو اپنی گمراہیوں میں مبتلا کردے گا۔ تو اللہ کی طرف سے ان کے ماں باپ پر انعام یہ ہوا کہ بچپن

ہی میں اس بچے کو ختم کر ڈالا گیا۔ تیسری چیز جو وہ دیوار تھی اس کا سہارا دینے میں اللہ کی طرف سے راز یہ تھا کہ وہ دو یتیم بچوں کا ایک خزانہ اس کے نیچے تھا اور اگر وہ دیوار اس وقت گر جاتی تو وہ خزانہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا اور وہ ضائع ہوتا تو اللہ کو منظور تھا کہ وہ خزانہ محفوظ رہے تا کہ وہ بچے بڑے ہو جائیں اپنے خزانے کو خود اپنی حفاظت میں لے لیں۔

ان واقعات سے یہ بھی اشارہ کرنا مقصود تھا کہ اللہ کے تکوینی راز بھی بڑے عجیب اور بلند پایہ ہوتے ہیں ان تک کسی کی رسائی نہیں ہوتی ہے چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کے ضمن میں ایک بات فرمائی تھی کہ کشتی کے کنارے پر ایک چڑیا آ کر بیٹھی اس نے سمندر پر ایک چونچ ماری اور پانی کا ایک قطرہ لیا تو حضرت خضر علیہ السلام کہنے لگے کہ اے موسیٰ! میرا اور تمہارا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں یہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو اس چڑیا کی چونچ میں آنے والا پانی کا قطرہ سمندر کے مقابلہ میں نسبت رکھتا ہے" صحیح مسلم۲" غرض ان تین واقعات میں قدرتِ خداوندی کی طرف سے یہ چیز ظاہر کر دی گئی کہ انسان کے اعمالِ آخرت کا تو معاملہ بہت بعید اور بلند تر ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اس کے نیک اعمال کا بدلہ اس کو بھلائیوں کی شکل میں ملتا ہے اور برائیوں کا بدلہ بری شکل کے اندر اس کے لئے واقع ہوا کرتا ہے۔

ذکر قصہ ذوالقرنین

دوسرے رکوع میں ذوالقرنین کا واقعہ ذکر کیا گیا جس کو "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ" کے عنوان سے قرآن ذکر کر رہا ہے۔ یہ قدیم واقعہ تھا اور تدوینِ تاریخ کے دور سے قبل کا واقعہ تھا، زبانی طور پر اس واقعہ کے کچھ اجزاء

لوگوں کے ذہنوں میں موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا امتحان لینے کی خاطر یہ سوال کیا گیا تھا اس کا قصہ ذکر کیا جا رہا ہے۔

یہ ذوالقرنین ایک بادشاہ تھا جو قدیم زمانے میں گزرا۔ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسکندر رومی بادشاہ تھا لیکن حافظ ابن حجرؒ کا خیال یہ ہے کہ یہ اس تاریخ سے قدیم تر بادشاہ گزرا، اور بعض مورخین کا خیال یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں گزرنے والے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ عابد وزاہد اور اللہ کا برگزیدہ بندہ تھا جس کو اللہ نے دنیا کے کناروں پر سلطنت عطا کی تھی۔ مشرق ومغرب کے اوپر یہ سلطنت اور حکمرانی کرتا تھا اور غالباً اسی وجہ سے اس کا نام ذوالقرنین ہوا۔ یہاں پر اس کے سفر کے واقعات کا بیان ہے۔

حضرت ذوالقرنین کا مغربی سفر

پہلا سفر اس کا مغربی جانب میں ہوا، وہاں پر دیکھا کہ جب سورج غروب ہو رہا ہے تو ایک قوم تھی، ان کو دعوتِ دین دی اور اللہ کی توحید کی طرف بلایا۔

مشرقی سفر اور قومِ یاجوج ماجوج

دوسرا سفر مشرقی جانب میں ہوا وہاں پر دیکھا کہ ایک قوم ہے جس کا کوئی سہارا نہیں ہے، کوئی سائے کی جگہ یعنی مکانات نہیں ہیں، پھر ان کو بھی اسی طریقہ پر اللہ کی دعوت دی یہاں تک کہ پھر دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے وہاں پر دیکھا کہ ایک قوم تھی وہ یاجوج ماجوج کے متعلق کہنے لگی: یہ مفسد قوم ہے اگر آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک سد اور دیوار قائم کر دیں تو اس کی وجہ سے ہم کو بہت بڑی عافیت نصیب ہو جائے گی۔ انہوں نے ذوالقرنین سے اس بات کی درخواست کی تو کہنے لگے ہم ہر مدد کے لئے تیار ہیں پھر ذوالقرنین کو یاجوج اور ماجوج قوم

کے فتنوں سے آگاہ کیا گیا۔

یاجوج ماجوج اور سد سکندری

یہ یاجوج اور ماجوج ایک قوم تھی جو کہ جن وانس کے درمیان ایک برزخی درجہ رکھتی تھی۔ حضرت ذوالقرنین نے کہہ دیا، لوہے کی چادریں لے آؤ! ان کو آگ سے دھونکایا گیا اور پھر اس پر تانبا اور سیسہ پگھلا کر ایک دیوار قائم کردی گئی۔ اس دیوار کے بارے میں محققین نے تردد کیا ہے کہ یہ کہاں ہے۔ بعض یورپ کے محققین کا خیال ہے کہ یہ دیوار شمال آسٹریلیا میں ایک دیوار ہے۔ جو ساحل کی جانب واقع ہوئی ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ یہی دیوار ہو۔ "اس کی تفصیل معارف القرآن للکاندھلوی میں ہے"

ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے انسانوں کے اعمال کے جزا کا ثمرہ مرتب کیا اور یہ کہہ دیا گیا کہ لوگوں کو یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ ان کے اعمال سے غافل ہے۔ ہر ایک کے اوپر اس کے عمل کا ثمرہ مرتب ہوگا۔

قرآن کی حقانیت

قرآن کریم کی حقانیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اگر اللہ کے کلمات لکھنے کے لئے روئے زمین کے لئے قلم بنالئے جائیں اور تمام درختوں کو اس کے لئے استعمال کیا جائے اور سمندر کو روشنائی بنالیا جائے تو اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے یہ تمام ذرائع روشنائی اور قلمیں ختم ہوجائیں گی یہ کلام خداوندی کی حقانیت کا ذکر ہوا۔

کفار کا عقیدہ کہ نبی بشر نہیں ہوسکتا کی تردید

کفار مکہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ماننے میں سب سے زیادہ جس چیز کو رکاوٹ کے درجہ میں پیش کرتے تھے وہ آپ ﷺ کی بشریت کا مسئلہ تھا تو آپ کو اعلان کرنے کے لئے یہ کہہ دیا گیا'' قُلْ اِنَّمَا اَنَابَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ ''میں تم ہی جیسا بشر ہوں! میری طرف اللہ کی وحی کی جاتی ہے ''اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ'' تو نبی کریم ﷺ کا یہ اعلان کفار مکہ کے اس مہمل اور غلط عقیدے کی تردید کے لئے تھا۔

سورۂ مریم

ربط: اس پارے میں سورۂ مریم کا مضمون حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور عفت کا بیان کرنے کے لئے حضرت عیسٰی بن مریم علیہا السلام کی ولادت کا مضمون بیان کیا جارہا ہے۔

ذکر ولادت عیسٰی و فضیلت حضرت مریم علیہا السلام

پانچویں اور چھٹے رکوع میں یہی مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ کس طرح واقعہ ولادت عیسٰی علیہ السلام پیش آیا جبریل علیہ السلام کے نفخہ اور پھونک سے جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت پر طعن و تشنیع کرنے کے لئے آگئے تو اللہ کی قدرت سے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ان سے خود گفتگو کی ''اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا'' بہر حال حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت کا بیان ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعوتی اسلوب

اس مضمون کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا کہ وہ صدیق و نبی تھے کس طرح بتوں کی تردید کرتے تھے۔ کس طرح اپنی قوم کی رہنمائی فرمایا

کرتے تھے حق کی طرف اور جب وہ لوگ باز نہ آتے تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے یہی حال حضرت موسٰی علیہ السلام کا بھی بیان کیا جا رہا ہے۔

کامیابی کا اصول اور انکار قیامت کا رد

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے نجات اور کامیابی کا اصل بنیادی امر اور ہلاکت اور تباہی کی بنیاد بیان کرتے ہوئے انسان کی حسرت کو آٹھویں رکوع میں بیان کیا جا رہا ہے کہ انسان کہتا ہوا ہوگا کہ جب میں مروں گا تو کیا پھر مجھ کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ یہ انسان کی فطرت کی خرابی ہے۔ یہ سب دلائل ونشانیاں موجود ہیں اسی مضمون پر اس سورۃ کے عنوانات کو حق تعالیٰ شانہ نے ختم فرمایا اور یہ فرمایا گیا کہ جو گمراہی میں مبتلا ہونے والا ہے ظاہر ہے کسی طرح سعادت اور کامیابی کو حاصل کرنے والا نہیں ہوگا اور یہ بھی فرمادیا گیا کہ کتنی بستیاں ایسی ہیں جن کو ان سے پہلے ہلاک کر دیا تھا ''هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا''

سورۃ طٰہٰ

ربط: سورۂ طٰہٰ کا مضمون بھی اس طرح پر توحید و بر بریت کے ثابت کرنے پر مشتمل ہے۔

قصہ حضرت موسٰی وفرعون لعین کی تفصیل

حضرت موسٰی علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا۔ اللہ سے مناجات کا ہونا اور حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے یہ اعلان ہونا ''وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى'' اور کلامِ خداوندی کو سن کر دیدار خداوندی کی تمنا ہونا اس کے ساتھ یہ وحیِ خداوندی

اے موسیٰ ! تم میرے بندوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ اور راستہ چونکہ سمندر کا سامنے ہو گا اس پر حق تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہارے لئے گزرنے کی صورت پیدا کر دے گا۔ تمہیں نہ کسی قسم کا اندیشہ ہونا چاہئے اپنی پکڑ کا اور نہ کوئی اور ڈر ہونا چاہئے۔

فرعون اور اس کے لشکر نے تعاقب کیا مگر اللہ پاک کی قدرت نے ان کو بحرِ قلزم سے صحیح و سالم گذار دیا۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے یہ بھی وحی کی گئی کہ اے موسیٰ ! تمہاری قوم نے تو گوؤ سالے کو اپنا معبود بنالیا۔ اس خبر کو سنتے ہی غصے کی حالت میں واپس آئے حضرت ہارون علیہ السلام سے گرفت بھی کی اور ان پر غصہ بھی فرمایا یہاں تک کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت کے اوپر اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہوئے تائب ہوئے اور اس کی رحمتوں کے طالب بنے اس مضمون کے ذیل میں پندرہویں رکوع میں پروردگار عالم نے قیامت اور قیامت کا منظر ذکر کیا۔

پارہ نمبر 17

''اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَايَأْتِيْهِمْ .... وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ''

ربط: سولہویں پارے کے اخیر میں قیامت اور قیامت کے مناظر اور احوال بیان کئے جارہے ہیں تھے اس مناسبت سے سترہویں پارے کا مضمون اسی چیز سے شروع کیا جارہا ہے کہ انسانوں کا حساب ان کے لئے بہت قریب تر ہو چکا ہے۔ لیکن اس حساب اور جزاوسزا، اعمال کے وصف سے وہ لوگ غفلت میں مبتلا ہوئے ہیں اس غفلت کے آخر میں جو چیز چونکانے والی ہوگی جس میں نشانیاں اور دلائل آتے ہیں ان تمام چیزوں سے اعراض اور بے رخی کررہے ہیں دلوں پر ان کے غفلت واقع ہوئی ہوئی ہے۔

مشرکین مکہ کی بیہودہ گوئی پر نبی علیہ السلام کو تسلی

آپس کے مشورے اور سرگوشیاں تمرد اور سرکشی کے اوپر جاری ہیں اور جو بھی اللہ کی طرف سے کوئی نشانی آتی ہے کبھی اس کو جادو کہتے ہیں کبھی اس کو کہانت سے تعبیر کرتے ہیں یہی وہ حال تھا جو مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے لئے اختیار کئے ہوئے تھے کبھی کہا کرتے کہ وہ شاعر ہے۔ قرآن کریم اس کے اوپر کہتا کہ آخر یہ چیزیں کب تک یہ کرتے رہیں گے۔ کیا ان کو پہلی قوموں کا اور امتوں کا حال نہیں معلوم ہوا۔ ادھر نبی کریم ﷺ کو تسلی دینے کے لئے بات فرمادی گئی کہ اے ہمارے پیغمبر! آپ سے پہلے جتنے پیغمبر آئے ہیں ان کے ساتھ ان کی قوموں نے بھی یہی معاملہ کیا۔

امم سابقہ کا انجام بد

دوسرے رکوع میں ان سابق اقوام کی ہلاکت اور تباہی کا ذکر کیا جارہا ہے اور یہ کہ ان کو ہلاک کرنے کے بعد اللہ نے دوسری قومیں دنیا کے اندر پیدا کی ہیں ان لوگوں کی تاریخ اس بات کو بتلاتی ہے کہ جب عذاب خداوندی آتا تو وہ خدا کی طرف رجوع کیا کرتے لیکن پھر اس سرکشی اور گمراہی کے اوپر باقی رہتے۔ حق تعالیٰ نے اپنی تکوینی حکمت بھی ذکر کی ''لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ'' یہ سب کچھ اللہ کی حکمت ہے جس کی بنیاد پر دنیا میں ہدایت اور گمراہی کا ایک معرکہ برپا ہے حق تعالیٰ اپنی قدرت سے حق کو باطل کے اوپر ضرور غالب فرمایا کرتا ہے ''بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ'' کہ ہم حق کو باطل کے اوپر یوں ہی پھینک مارتے ہیں ''فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ'' اور یہ حق کا حملہ جب باطل کے اوپر ہوتا ہے تو یہ باطل کا بھیجا نکال چھوڑتا ہے وہ بالکل تباہ اور پارہ پارہ ہو چکتا ہے۔

مشرکین کے احمقانہ مطالبے

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے پروردگار عالم نے قدرت کی مزید نشانیاں بیان کیں اور مشرکین جو مطالبہ کرتے تھے مزید نشانیوں کا ان کے اس مطالبے کو احمقانہ درجہ کے اندر ذکر کیا جارہا ہے۔

مشرکین عیسائیوں کی طرح خدا کی اولاد مانتے تھے

مشرکین مکہ یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کے لئے اولاد ہے۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں تجویز کیا کرتے تھے تو حق تعالیٰ شانہ نے اس پر اپنی تسبیح اور پاکی کو بیان کیا۔

بیانِ دلائلِ قدرت

دلائلِ قدرت کے بیان کرنے کے سلسلہ میں تیسرے رکوع میں آسمان وزمین کی تخلیق کو بیان فرمایا جارہا ہے، زمین پر خدا نے کس طرح پر نہریں جاری کیں، آسمان کو کس طرح پر محفوظ بنایا، دن رات کا تعاقب اور تغالب کس طرح مقرر فرمایا۔

مشرکین مکہ کے عذر لنگ کی تردید

یہ چیز کہ کسی کے پیغمبر اور نبی کی اولاد آدم میں سے ہونے کی بنا پر یہ عذر کیا جائے کہ ہم ان کو پیغمبر نہیں مانتے اس میں اشارہ کیا جارہا ہے ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ'' کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے دوام اور ہمیشگی نہیں رکھی۔ انبیا علیہم السلام آتے رہے اور گزرتے رہے ''اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ'' تو آپ ﷺ بھی اپنی عمر طویل پر پہنچ کر رحلت وانتقال فرمانے والے ہوں گے۔ تو ظاہر ہے مقصد یہ کہ اس کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اللہ کا دین قائم رہنے والا ہے۔

مخلوق سے خالق کا شکوہ

ان مضامین کے بیان کرتے ہوئے چوتھے رکوع میں حق تعالیٰ شانہ نے انسانوں کے اوپر جو اس کے انعامات کا سلسلہ ہے ان کو گنوایا اور خاص طور پر یہ چیز بتلائی کہ اللہ کی حفاظت ہی میں دنیا اپنی زندگی گزار رہی ہے۔ خدا کی حفاظت اگر لوگوں سے ایک لمحہ کے برابر جدا ہو جائے تو کوئی انسان دنیا میں زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔ لیکن پھر افسوس کی چیز ہے کہ نہ خدا کی قدرت دیکھے اور

نہ اس کے انعامات کی طرف نظر کرے اور نہ خدا کی حفاظت اور مہربانیوں کو پہچانے اس سے بڑھ کر غفلت کا کوئی مقام نہیں ہوسکتا ان دلائل کو ذکر کرنا یہ اللہ کی طرف سے ایک خاص انعام تھا، تو فرمایا جارہا ہے" وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ " کہ اے لوگو! یہ ذکر بابرکت ہے جس کو ہم نے اتارا ہے تو کیا تم اس کا انکار کروگے؟

مشرکین مکہ کے لئے حضرت ابراہیم اور ان کی قوم کا واقعہ درس عبرت ہے

مشرکین مکہ کا طرز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت پرست قوم کے بڑا مشابہ تھا اس لئے یہاں پانچویں رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا جارہا ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے ان کو رشد وہدایت نبوت سے پہلے دے دی گئی تھی وہ بچپن اور اپنی ابتدائے جوانی ہی میں ان بتوں سے بیزار تھے اور متنفر تھے اور بت پرستوں کی تردید کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ میں ان بت پرستوں کو ان کی غلط روش پر متنبہ کرنے کی ایک تدبیر کروں گا، جب یہ اپنے کسی میلے میں چلے گئے تو ان کے بت خانے میں پہنچے اور سارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ان میں سے ایک بڑا بت جو تھا اس کو باقی چھوڑا یہ خیال کرتے ہوئے کہ شاید ان کو کوئی تنبہ حاصل ہوجائے۔ یہ بت پرست قوم جب واپس آئی تو اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے "مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ " ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ معاملہ کیا؟ وہ تو بڑا ظالم ہوگا۔ لوگ کہنے لگے کہ ایک نوجوان ہے جو ان کا تذکرہ کرتا ہے وہ بتوں کی تردید کرتا ہے جس کو ابراہیم کہتے ہیں۔ ان بت پرستوں نے کہا کہ لاؤ سب کے سامنے ان کو حاضر کرو! لوگ اس کی گواہی دیں گے تو پھر ہم ان کے اوپر گرفت کرسکیں گے۔

کہنے لگے اے ابراہیم! تو نے یہ چیز کی ہے؟ تو جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑا بلیغ اور لطیف کلمہ فرمایا ''بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ'' کہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا تم ان سے پوچھ کر دیکھو اگر یہ بولیں۔ اس چیز کا کہنا گویا ان کے احمقانہ نظریہ کے اوپر ایک نشتر چبھانا تھا کہ وہ چونکنے ہوئے اور کہنے لگے اپنے شرموں میں ڈوب کر اور شرمسار ہوکر اور سرنگوں ہو کر کہ اے ابراہیم! تمہیں معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجت پوری کردی اور فرمایا کہ افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو کہ جن میں کوئی حس اور شعور نہیں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں اس قوم نے اپنی عداوت اور دشمنی کو نکالنے کے لئے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ قرآن کریم کے اس لطیف انداز کا اندازہ کیجئے کہ یہ معبودوں کی مدد کی جارہی ہے کیا خاک وہ معبود ہوں گے جن کے عابد ان کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں یہ ایک ایسی فطری چیز بیان کی گئی کہ جس سے مشرکانہ تخیل کے آخری درجے کو بھی ختم کردینے والی باتوں میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے یہ سازش کی گئی آگ میں ڈالنے کا انہوں نے ارادہ کرلیا اور اس کے اندر ان کو جھونکا تو ہماری طرف سے حکم ہوا ''قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ'' اے نار! تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر برد اور سلام بن جا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: کہ اگر صرف اللہ کا یہ خطاب ہوتا کہ برداً تو برودت اتنی ہوسکتی تھی کہ شاید وہ مضر اور مہلک بن جائے تو برودت کے حکم کے ساتھ اس کے لئے سلامتی کا حکم بھی فرمادیا گیا۔

سات انبیا علیہم السلام کا تذکرہ

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ چھٹے رکوع میں بیان کیا جارہا ہے۔پھر حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام کا تذکرہ کیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیسے انعامات فرمائے تو ان کے لئے پہاڑ چرند پرند اور جن سب کو مسخر کردئے ان کو کیسی حکمتیں سکھائیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہواؤں کو تابع کردیا جنات کو ان کا فرمانبردار کیا۔حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر کیا اور ان کی اس بیماری کا بھی۔جب اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے یوں کہنے لگے ''اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ '' اللہ نے ان کی دعا قبول کی اسی طریقہ پر حضرت ذوالنون کا ذکر کہ وہ ظلمات اور تاریکیوں میں مبتلا ہوتے ہوئے یہ کہنے لگے کہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ '' اس پر اللہ نے ان پریشانیوں سے اور اندھیریوں سے کس طریقے پر ان کو نجات دی۔حضرت ذکریا علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ دعا مانگنے لگے ''رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ '' حضرت ذکریا علیہ السلام کے لئے حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک ولد صالح ان کو عطا کیا جاتا جن کی بڑی فضیلت اور منقبت بیان کی جارہی ہے۔

عقیدہ اور عمل صالح کا بیان

ان سب مضامین کو بیان کرنے کے بعد عمل صالح کے انجام پر متنبہ کیا گیا پھر یہ چیز ذکر کی گئی کہ خدا کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے ''زبور'' میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ لکھ دیا کہ اللہ رب العالمین کی طرف سے عبادِ صالحین کو ولیوں کی وراثت ملا کرتی ہے اور یہ پیغام ہے ہر اس قوم کے لئے جو عبادت اللہ کی کرنے والی ہے۔

نبی علیہ السلام رحمۃ للعلمین ہیں

نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے تو آپ کی بعثت ورسالت کا ذکر ''وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' کے ساتھ فرمایا گیا۔

نبی علیہ السلام کو عقیدہ توحید کے اعلان کا حکم

آنحضرت ﷺ کے لئے حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان کر دیجئے کہ اللہ کی وحی یہی ہے کہ اللہ یکتا ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس پر اگر کوئی روگردانی کرتا ہے تو پھر آپ ﷺ اس کے انجام اور نتیجہ کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کلمات پر اس سورۃ کے مضمون کو ختم کیا ''رَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوۡنَ''

سورۂ حج

ربط: سورۃ الحج مدنی سورۃ ہے اس کے مضامین میں قیامت کے احوال اور قیامت کے دردناک مناظر کو بیان کرنا ہے کہ وہ ایسا عجیب منظر ہوگا کہ حاملہ عورتوں کا حمل وضع ہو جائے گا۔ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی اور ہر شخص اس طریقے پر بدحواس ہوگا کہ ایسا محسوس ہوگا کہ نشے میں ہے لیکن ظاہر ہے کوئی نشہ نہیں ہوگا۔

دلائل قدرت اور عقیدہ قیامت کا ذکر

یہ مضمون ذکر کرتے ہوئے بطور نتیجہ کے ذکر کیا جا رہا ہے کہ اے انسانو! اب بھی تم کو شک ہے قیامت کے بارے میں؟ ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری

تخلیق ہماری قدرت کی دلیل اور نمونہ ہے پھر کیوں انکار کرتے ہو؟ زمین سے اگنے والی سبزیاں اور کھیتیاں اور درخت یہ سب بعث بعد الموت کا نمونہ ہیں۔

عبادت صحیح عقیدہ کے تابع ہے

آٹھویں، نویں اور دسویں رکوع میں ان انسانوں کی قسموں کے اوپر وضاحت کی جارہی ہے کہ جو اپنے دین کے یقین کے بغیر کسی عبادت میں مصروف ہوں، ایمان یقین کے ساتھ ہی ہوا کرتا ہے، اس لئے بڑے یقین کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف ہونا چاہئے۔

مقصد تعمیرِ کعبہ کا اعلان

حق تعالیٰ شانہ نے اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت بیان کی، بیت اللہ کا ان کے لئے ایک مرکز ہونا بیان کیا اور بیت اللہ کے طواف اور حج کے لئے ان کے اعلان کا ذکر کیا ''وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا'' چنانچہ یہ نداءِ ابراہیمی جس کے کان میں عالم ارواح کے اندر گئی اس کو بیت اللہ کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔

مناسکِ حج کا بیان

اس مضمون کے ساتھ پندرہویں رکوع تک اللہ نے بیت اللہ اور مناسک حج کا مضمون ذکر کیا قربانیوں کا ذکر کیا اور ان کو شعائر اللہ فرمایا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اخلاص کی تعلیم اور ہدایت کی جارہی ہے۔

مشرکین مکہ سے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرو

مشرکین مکہ کے مقابلے میں جو مظالم مسلمانوں کے اوپر ہوئے ہیں ان

کے انتقام کی اجازت دی جا رہی ہے کہ اس طرح اللہ نے تم کو اجازت دے دی ہے۔ کہ تم اپنے مظالم کا انتقام لو۔ جہاد کرو اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کردو اخیر میں اعلان ہوا جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ''قُلْ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ'' چونکہ مقصود قرآن کریم کے جملہ مضامین کا نبی کریم ﷺ کی بعثت و رسالت کا ثابت کرنا ہوتا ہے۔ ہجرت فی سبیل اللہ کی فضیلت بھی ذکر کی گئی ہے۔ اللہ کے لئے ہر مخلوق کا عبادت گزار ہونا بیان کیا جا رہا ہے۔

خالق حقیقی کا مخلوق سے ایک سوال

ان مضامین کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی عظمت والوہیت کے بیان کرنے کے لئے ایک مثال پر اخیر میں ایک حجت مکمل کر دی کہ یہ معبودانِ باطلہ کسی بھی چیز پر قادر نہیں ان کی عبادت آخر انسان کیوں کرتے ہیں؟

پارہ نمبر 18

''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ''

ربط: سترہویں پارے کے اخیر میں ایک مثال کے طور پر حق تعالیٰ شانہ نے اس کو واضح کیا تھا کہ جن مشرکین نے خدا کو چھوڑ کر اپنے لئے معبود تجویز کر لئے بتوں کو معبود گھڑ لیا ہے تو یہ معبود ان کے لئے کسی کام کے نہیں۔ یہ خود عاجز ہیں اور یہ معبود اگر چاہیں کہ مچھر مکھی جیسی چیز کو پیدا کر دیں تو یہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں گے۔ بلکہ یہ مچھر اور مکھی جیسی چیزوں کو پیدا تو کیا کریں گے اگر یہ مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو یہ اس کو واپس لینے پر بھی قادر نہیں ہیں۔ مقصود یہی ہے کہ دنیا نے جو اپنے اہواء اور خواہشات و اغراض کو معبود بنا رکھا ہے یہ مادی اسباب کو دنیا اگر اپنا معبود بنا لے تو ظاہر ہے کہ مادی اسباب میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں ہے۔

فلاح کے بنیادی اصول

ان مضامین کے بعد اٹھارہویں پارہ میں یہ دس آیات کہ جن میں فلاح اور رشد و ہدایت کے بنیادی اصول ذکر کئے جا رہے ہیں یہ فرمایا کہ مومنین کی فلاح و کامیابی نماز قائم کرنے اور نماز میں خشوع کے اختیار کرنے سے ہے۔ بے ہودہ، لغو باتوں سے بے رخی اختیار کرنے میں ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہے عفت اور پاکدامنی کے قائم رکھنے میں ہے۔ اللہ نے انسانی قویٰ کو جن چیزوں کے وہ محتاج ہیں اس کے لئے حلال اور پاکیزہ صورتیں عطا کر دی ہیں وہ بذریعہ نکاح کے اپنے نفس کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی اور رخ

اختیار کرے گا تو خدا کے قانون میں ایسے لوگوں کو سرکش شمار کیا جائے گا۔ امانتوں کی حفاظت اور امانتوں کے اندر دیانت کا حکم دیا جا رہا ہے اور نمازوں کی پابندی ان سب صفات کو ذکر کر کے فرمایا ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ'' یہی وہ اہل اللہ ہیں یہی وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں جو فردوس کے وارث ہونے والے ہوں گے۔ پھر انسانی تخلیق کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ آسمانوں زمینوں کے پیدا کرنے کا اور زمین میں اللہ نے جو رزق اور منافع انسانوں کے لئے رکھے ہیں ان کا ذکر کیا۔

تاریخ آدم میں گمراہی کا آغاز

انسانوں کی گمراہی کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کی تاریخ سے ہے اس لئے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے مقابلے میں قوم نے کس طرح پر انکار کیا اور ہر جگہ پر یہی چیز انبیا علیہم السلام کے سامنے کہی جایا کرتی تھی کہ ''مَاھٰذَآ اِلَّابَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کہنے لگی: یہ تو ہم جیسے بشر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے اوپر برتری اور فوقیت اختیار کر لیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کی اس غلط بات کی اور غلط نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی! اللہ چاہتا تو فرشتے بھی اتار سکتا تھا لیکن بتاؤ کہ فرشتے کس کے لئے رہنما ہوتے اور کس کی ہدایت کرنے والے ہوتے؟ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم اور طوفان نوح علیہ السلام کا تذکرہ اور کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے اور یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی میں بیٹھے تو یہ دعا کی کہ ''رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ'' اسی کے ساتھ جو قومیں اپنے پیغمبروں کا انکار کر رہی تھیں ان کے انکار اور ان کے جھٹلانے کے واقعات کو اور

ان پر جو اللہ کی طرف سے وعید اور جو کچھ سزائیں ہوئیں ان کا تفصیل کے ساتھ تیسرے اور چوتھے رکوع میں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ سے نصاریٰ کو انتباہ

ان مضامین کے ذکر میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا بھی ذکر کر دیا تا کہ نصاریٰ بھی اس بات پر متنبہ ہو جائیں کہ مشرکین مکہ نے تو اپنے بتوں کو اپنا معبود بنایا تھا تم نے خدا کے پیغمبر کو خدائی میں شریک کر لیا تو فرمایا ''وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً'' کہ ان کو ہم نے ایک نشانی بنایا ہے وہ خدا کے بندے تھے خدا کی بندی کے بیٹے تھے۔

متقربین کو حلال کھانے اور عمل صالح کا حکم

اس پر خطاب کیا گیا اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیکی کے کام کرتے رہو یعنی اللہ کے دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں ہے رہا یہ کہ کفار دنیا میں اگر مال ودولت میں منہمک ہیں مال ودولت اور عیش وعشرت میں زندگی گزار رہے ہیں تو اس کی وجہ سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہئے۔

کفار کے لئے قانون کا بیان

ان کے لئے قانون خداوندی ذکر کیا جارہا ہے ''حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ'' جب ایسے عیش وعشرت میں پڑنے والوں کو ہم اپنی گرفت میں لیں گے تو وہ اس وقت میں سوائے اس کے کہ وہ گڑگڑائیں اور خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس وقت ان کو دھمکی دی جائے گی کہ ''لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ'' کہ آج تمہیں گڑگڑانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ متکبرین کس طرح پر تکبر کرتے

تھے قرآن سے کس طرح بے رخی اختیار کرتے تھے۔

گمراہ قوم کی خام خیالی

ساتھ ہی یہ بھی چیز ذکر کی جارہی ہے کہ کسی گمراہ قوم کو اس بات کی توقع نہ رکھنی چاہیئے کہ حق ان کی کوئی دلجوئی کر سکے گا اور حق ان کی خواہشات کی تکمیل کر سکے گا۔ اگر ایسی صورت ہو تو قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے ''وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ'' کہ اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو آسمان اور زمین اور اس میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب تباہ اور برباد ہو جائیں گی معلوم ہوا کہ حق، حق کے ساتھ قائم رہنے کے لئے دنیا میں اتارا گیا ہے ''اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ'' میں نبی کریم ﷺ کا داعی، حق اور صراط مستقیم کی طرف بلانے والا بیان کیا جارہا ہے۔

انسان اپنے منعم اور خالق حقیقی کو پہچانے

انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح شعور اور ادراک عطا کیا ان میں عقول اور فہم کے صلاحیتیں رکھیں ان کا ذکر کیا جارہا ہے اور مقصود اس سے یہی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں انسانوں کو سب سے پہلے اپنے خالق کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ اپنے منعم کو پہچاننے کی ضرورت ہے ''قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ''

اہم قانون کا بیان

چھٹے رکوع میں ان تمام چیزوں کے نتائج پر گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم نے قانون بیان کیا خصومت اور جھگڑا کرنے والوں کے لئے مقابلہ کا

ضابطہ بیان کیا گیا کہ ''اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ '' کہ ایسی صورت سے آپ مدافعت کریں اور مقابلہ کریں دشمنوں کا جو کہ بہتر طریقہ ہو۔ انسان کو جدال اور جھگڑوں سے اعراض کرنا چاہئے۔

ذکر قیامت

اسی کے ساتھ قیامت کا مضمون اور نفخ صور کا واقعہ بیان کیا کہ جب صور پھونکا جائے گا تو انسانوں کی بدحواسی کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا کسی کو کسی کی کوئی پرواہ نہ ہوگی اس وقت مدار اور معیار یہی ہوگا کہ ''فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ '' جس کے اعمال صالحہ وزنی اور بھاری ہوں گے وہ کامیاب اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ یقیناً ہلاک اور تباہ ہوں گے۔

عذاب جہنم کا ذکر

قیامت کی فکر اور پریشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے عذاب جہنم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ وہ عذاب جہنم جس کی ایسی لپٹیں ہوں گی کہ لوگوں کے چہرے جھلتے ہوئے ہوں گے اور ان کے آگ کی شدت لوگوں کی جسم کو جلا کر سیاہ کرنے والی ہوگی۔

جہنم میں مجرمین کی حالت

اس وقت مجرمین یہ کہتے ہوئے ہوں گے'' رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَکُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ '' اے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ تھے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کتنی مدت گذاری ہے؟ تو ان کو محسوس ہوگا کہ ہمارے دنیا سے اٹھنے کے بعد سے لیکر آج تک صرف

ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم حصہ گذرا ہے۔

ذکر عقیدۂ توحید

حق تعالیٰ ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے اپنی وحدانیت پر استدلال فرماتے ہیں ''فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ''

سورۂ نور

ربط: سورۃ النور کے مضامین بھی درحقیقت انہیں مضامین کی ایک تکمیل کا درجہ رکھتے ہیں۔ جہاں تک انسان کو اپنی زندگی شرک اور کفر کی گندگیوں سے عقائد کی خرابیوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے اپنی معاشرت کو بھی اس قسم کی غلط چیزوں سے گندگیوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے تو معاشرت کے نظام کی تطہیر عفت اور پاکدامنی پر ہے۔ عفت اور پاکدامنی کے اصول بیان کرتے ہوئے یہ چند چیزیں ذکر کی جارہی ہیں۔

حفاظتِ آبرو کا بیان

اس بارے میں عزت وآبرو کے تحفظ کی خاطر ایک قانون مقرر کیا جارہا ہے کہ کسی پر تہمت بلاثبوت اور دلیل کے لگانا یہ کتنا بدترین جرم ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ان پر غضب اور قہر کی وعید بیان کی جارہی۔

منافقین کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور اس کی سخت تردید

اس مضمون کے ساتھ آٹھویں رکوع میں اس خاص واقعہ کو ذکر کیا جو حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا تھا جو ایک سفر میں وہ پیچھے رہ گئیں تھیں اور پھر قافلے کے ساتھ جاکر ملیں تھیں۔

اس طوفانِ بدتمیزی کا قرآن کریم نے جس اہمیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہا جاسکتا ہے کہ کسی شخص کی شخصی تطہیر اور اس کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے قرآن کریم نے اس عظمت کے ساتھ کسی کے متعلق کوئی چیز بیان نہیں کی۔ یہ دس آیتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اور جنہوں نے بہتان لگایا تھا ان پر وعید بیان کی جارہی ہے اور جو سننے والا ان سے متاثر ہوتا تھا اس کو بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ اس صورت میں ہر شخص کو یہی چاہئے تھا کہ ''ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ'' اول وہلہ میں یہ فیصلہ کردینا چاہئے تھا کہ یہ بدترین بہتان ہے حق تعالیٰ شانہ نے ان بہتان لگانے والوں کی بڑی سختی کے ساتھ تردید کی اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ'' کہ جن کا یہ مذاق ہے اور جن کو یہ پسند تھی کہ بے حیائی کی چیزیں پھیلیں ان کے لئے عذاب الیم ہے دنیا اور آخرت میں۔

مؤمنو! شیطان ملعون کی اتباع نہ کرو

نویں رکوع میں مسلمانوں کو اس بات کو ہدایت کی جارہی ہے کہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلیں برائیوں سے بچیں اور بھلائیوں کی اشاعت کریں اور جو پاکدامن عورتوں پر بہتان لگانے والے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے اور ان کے لئے قانونِ خداوندی سے یہ چیزیں طے کردی گئیں کہ نیکوں کا میلان، نیکوں کی طرف ہوتا ہے اور بدوں کا میلان، بدوں کی جانب ہوتا ہے۔ چونکہ واقعہ افک پر حضرت عائشہ کی براءت اور پاکدامنی کے ثابت کرنے کے لئے یہ آیات قرآن کریم نے نازل کیں جو قیامت تک محرابوں میں تلاوت کی جائیں گی،

نمازوں کے اندر پڑھی جاتی رہیں گی، تو اس کے ساتھ کچھ مضامین وہ بیان کیے کہ جو مسلمانوں کو اپنی زندگی میں اختیار کرنے ضروری ہیں کہ کس طرح احتیاط ہو۔ پردہ ہو اور وہ تمام اسباب جو بے حیائی اور بے غیرتی کو دعوت دینے والے ہیں ان سب کو سختی کے ساتھ روکنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

شرعی پردہ اور اس کی حدود

پردے کا حکم دیا جا رہا ہے، حجاب اور پردے کی حدود کو بیان کیا جا رہا ہے، حق تعالیٰ شانہ نے ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کیں اور فرمایا "وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ" کہ یہ آیات بینات ہیں اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اطاعت وفرمانبرداری پورے طریقے پر کرتے رہیں۔ اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے بارشوں کا تذکرہ کیا، بادلوں سے پانی کے برسنے کا تذکرہ کیا۔

گزشتہ سے پیوستہ

پھر منافقین کی سازشوں کو بیان کرتے ہوئے ان کے عیبوں پر مسلمانوں کو مطلع کیا گیا گھروں میں آمد و رفت کے آداب کو ذکر کیا گیا۔ بوڑھی عورتوں کے لئے جو خصوصیت سے چند چیزیں پردے کے بارے میں نرمی اور سہولت کی تھیں ان کا بھی تذکرہ کیا گیا۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان مضامین کے بیان کے ساتھ اپنی قدرت کی نشانیاں پھر بیان فرمائیں۔

سورۂ فرقان

مشرکین مکہ کے مزعوماتِ باطلہ کی تردید

سورۂ فرقان کی ابتداء میں مشرکین نے جس طرح اپنے معبود بنائے

ہوئے تھے ان کی تردید کی جارہی ہے اور کہا جارہا ہے کہ یہ مشرکین نبی کریم ﷺ کی باتوں کو کہا کرتے تھے کہ یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کے افسانے ہیں اور یہ کہا کرتے تھے ان کے اوپر خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ ان کے ساتھ کوئی کیوں موجود نہیں ہے؟۔

دلائلِ قدرت کے ساتھ ذکر قیامت

اس قسم کے ظالموں کی باتوں کی قرآن کریم نے تردید کی اور اپنے دلائلِ قدرت کو بیان کرتے ہوئے پھر میدانِ حشر کا منظر نظروں کے سامنے پیش کردیا اور کہہ دیا گیا: کہ دیکھو! قیامت کے روز تمہیں کوئی چیز مفید نہ ہوسکے گی۔ اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں دلا سکے گی۔ تم کو چاہئے کہ تم رسول خدا ﷺ پر ایمان لاؤ، توحید اختیار کرو، اس میں تمہاری نجات اور کامیابی ہے۔

پارہ نمبر 19

"وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْنَرٰی رَبَّنَا ....وَعَتَوْا عُتُوًّا کَبِیْرًا"

ربط: اٹھارہویں پارے کے آخر میں خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کے دلائل ثابت کرنے تھے مشرکین مکہ ایک طرف نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھے تو دوسری جانب ان کو قیامت کے تسلیم کرنے میں زیادہ سے زیادہ رکاوٹیں تھیں۔ انہیں دو موضوعات کو قرآن کریم نے بڑے مثبت انداز کے ساتھ اور ٹھوس دلائل کے ساتھ ذکر کیا۔ آخر میں یہ چیز بیان کی جارہی تھی کہ کفارِ مکہ جب دلائل کے سامنے عاجز ہوگئے کسی چیز کے رد کرنے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تو نبی کریم ﷺ کی رسالت سے انحراف اور اعراض کرنے کے لئے یہ حیلے بیان کرنے شروع کئے "مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ" کہ کیا ہوگیا ہے اس رسول ﷺ کو کہ یہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے ہیں۔ ان کی طرف فرشتہ کیوں نہیں اتار دیا گیا کہ وہ نذیر ہوتا اور ڈارنے والا ہوتا؟ یہ کیسا غلط اور لغو قسم کا بہانہ تھا کہ جس کے جواز کے لئے کوئی امکان ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ انیسویں پارے کی ابتداء میں انہیں لغو چیزوں کا رد کیا جارہا ہے:

ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جو قیامت کی کوئی توقع اور امید نہیں رکھتے یہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں اتار دیئے گئے یا ہم اپنے پروردگار کو کیوں نہیں کھلم کھلا اپنی آنکھوں سے دیکھتے؟ ارشاد یہ فرمایا جارہا ہے کہ درحقیقت یہ ان کا غرور اور تکبر ہے اور اس نخوت کی بنا پر یہ اللہ کے پیغمبر کے سامنے سر

جھکانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مشرکین و مجرمین کا انجام

جب قیامت آئے گی تو ان کو پتہ چلے گا کہ ان کی اس مجرمانہ ذہنیت اور تخیل کا کیا انجام ہوسکتا ہے اور اس وقت ان ظالموں کو سوائے حسرت کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ ایسا ظالم اپنے دانتوں سے چباتا ہوا ہوگا اور یہ کہتا ہوگا ''یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا'' کہ اے کاش! کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ ایک روش اختیار کر لیتا اطاعت و پیروی کی لیکن ظاہر ہے کہ قیامت کے روز کوئی حسرت و ندامت انسان کے لئے مفید نہیں ہوسکتی ہے۔

تارکینِ قرآن سے نبی علیہ السلام کا شکوہ

اس موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے اپنے پیغمبر کی ایک حسرت کا اظہار فرمایا۔ وہ لوگ کہ جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے منحرف ہوں یا اللہ کے کلام سے کوئی اپنی زندگی کو وابستہ نہ رکھیں تو اس کا شکوہ رسول ﷺ کی زبان سے فرمایا جارہا ہے۔ ''وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا'' کہ رسول ﷺ یہ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے تو قرآن کو ترک کرڈالا تھا پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر پر ایمان لانا ہی ہدایت کا ضامن ہے۔ قرآن ہی تعلیماتِ سعادت کا بہترین خزانہ ہے۔

امم سابقہ کا تعلیماتِ الٰہیہ سے انکار اور اس کا انجام

ان مضامین کو بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، ان کے اوپر نازل کی ہوئی کتاب توراۃ کا تذکرہ کیا۔ قوم نوح کا تذکرہ کیا قوم

عاد وثمود کا ذکر کیا اور یہ بیان کیا گیا کہ ان سب بستیوں مین اللہ کے انعاماتِ کثیرہ تھے مگران سب نے غرور وتکبر کی وجہ سے اپنے انبیا علیہم السلام کی پیروی سے انکار کیا اِور ایسے لوگ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرر ہے ہیں ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ خدا ان کو دیکھتا بھی ہے اور ان کی باتوں کو جانتا بھی ہے۔

دلائلِ قدرت اور عقیدۂ رسالت

تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کیں، کہ کس طرح اللہ نے سورج نکالا اور کس طرح اللہ نے ستاروں اور کواکب کو بروج کے اندر جاری فرمایا، دن اور رات کا اختلاف، کس طرح پر سے ہوائیں چلتی ہیں، انسان اپنی زندگی میں ان تمام چیزوں سے کس طرح منتفع ہوتا ہے۔ سمندر اللہ نے بنائے اور میٹھا پانی بھی پیدا فرمایا۔ انسانی تخلیق بھی، یہ سب اللہ کی قدرت کا عظیم کرشمہ ہے۔

حق تعالیٰ ان تمام چیزوں کو بیان کرتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے مضمون کو بیان فرماتے ہیں ''وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا'' انسانی فطرت اس بات کی اپنے اندر گنجائش رکھتی ہے کہ اگر کسی پر تہمت اور بدگمانی کا کوئی پہلو اختیار کیا جائے، تو اس کی وضاحت فرمائی جارہی ہے ''قُلۡ مَآ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ'' کہ میں اس اللہ کے دین کی تبلیغ پر تم سے کسی مالی منفعت کا طالب نہیں اور کسی معاوضے کو مانگنے والا نہیں ہوں۔

عبادالرحمٰن کی تفصیلی صفات

چوتھے رکوع میں بجائے اس کے کہ انسانی زندگی اللہ کے احکام سے نافرمانی کی گزر رہی ہوتو ان کا انجام اور حشر تو پہلے رکوعوں میں بیان فرمادیا گیا اور

اس کے بالمقابل وہ اللہ کے فرمانبردار اور مطیع بندے جوان دلائلِ قدرت سے خدا کو پہچانیں خدا کے پیغمبر کی تعلیمات کے سامنے سرنگوں ہو جائیں، جن کا لقب اللہ نے عباد الرحمٰن تجویز کیا۔ ان عباد الرحمٰن کی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے ان کی تواضع اور نرمیِ اخلاق کو ذکر کیا جا رہا ہے۔ ''یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا'' کہ ان کی رفتار ہی سے ان کی مسکنت اور تواضع کو پہچانا جاتا ہے۔ جب ان کی گفتگو سنتا ہے کوئی تو ان کی گفتگو ہی سے ان کی سنجیدگی اور حقانیت کو پہچانتا ہے۔ معاشرت اور معاملات میں ان کی یہ تواضع لیکن عبادات میں ان کا یہ کمال دیکھئے ''وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا'' رات گزرتی ہے اس طریقے پر کہ خدا کے سامنے سربسجود ہیں کھڑے ہوئے ہیں اور عذاب آخرت سے ڈر ان کے دل و دماغ کے اوپر محیط ہے، دعائیں کر رہے ہیں ''رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا'' ان اہل اللہ اور عباد الرحمٰن کی دعاؤں میں یہ بھی ایک خاص دعا ذکر کی گئی ہے کہ وہ یوں کہتے ہیں ''رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ'' کہ اے پروردگار! تو ہماری بیویوں اور اولاد میں ایسے افراد عطا کر جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور اے اللہ! تو ہم کو تقویٰ والوں کے لئے مقتدا و پیشوا اور امام بنادے معنی یہ ہوئے کہ وہ خود اپنی زندگی کی صلاحیت اور سعادت کے طالب نہیں بلکہ اپنے خاندان اور اپنے عشیرے اور اولاد کو بھی چاہتے ہیں کہ وہ قرۃ اعین کا مصداق بن جائیں۔ اس سے صابرین اور مطیعین کے لئے جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔

سورۂ شعراء

ربط: سورۂ شعراء کے مضامین بھی قرآن کریم کی حقانیت کے بیان پر مشتمل ہیں اور یہ چیز بھی ذکر کر دی گئی ہے کہ معاندین اپنی من مانی باتیں اگر طلب کرنا

چاہیں اور یہ سمجھیں کہ جب تک کہ دلیلیں اللہ کی طرف سے نہ پیش کی جائیں گی تو ہم ایمان نہ لائیں گے یہ لغو اور بے ہودہ چیز ہے۔

مشرکین مکہ کی عبرت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم فرعون کی طرف اللہ کا پیغام لیکر پہنچو! وہ ابتداءً اس چیز کی وجہ سے تردد کرتے تھے کہ جو ایک ظالم قبطی کو ظلم کی سزا میں ایک گھونسا مارا تھا اور وہ مر چکا تھا تو اس کی وجہ سے طبیعت پر ایک تردد تھا تو کہنے لگے کہ میں کس طرح پر فرعون کے پاس تیرا یہ پیغام لے کر جاؤں! حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم دیا گیا کہ تم میری نشانیاں لے کر جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں! تمہاری باتوں کو سن رہا ہوں اور اس کو جا کر اللہ کا پیغام پہنچادو۔ اللہ کے پیغام کے پہنچانے پر فرعون نہایت مغرورانہ انداز میں کہنے لگا ''وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ'' حضرت موسیٰ نے رب العٰلمین کی ربوبیت کی دلیلیں بیان کیں مگر یہ شخص اپنی نخوت اور غرور میں منہمک اللہ کی ہر بات کا انکار کرتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام معجزہ پیش کرتے ہیں اس معجزہ کے مقابلے کے لئے فرعون ساحروں اور جادوگروں کو بلاتا ہے جس کی تفصیل سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے۔

حضرت موسیٰ کامیاب اور فرعون ناکام

ان تمام واقعات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ وحی کہ میرے بندوں کو لیکر روانہ ہو جاؤ! بنی اسرائیل کو جب لیکر روانہ ہوئے تو فرعون نے تعاقب کیا ساتھی ڈرنے لگے کہ ہم کو پکڑ لیا جائے گا لیکن اللہ کی قدرت اور اس کی رحمت کہ بحرِ قلزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء سے پھٹ گیا اور اس میں راستے پیدا ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی گزر گئے اور فرعون جب تعاقب کے لئے اس پر پہنچا تو غرق کردیا گیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام اوران کی بت پرست قوم کا ذکر

نویں رکوع میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ذکر کیا جارہا ہے کہ کس طرح وہ اپنی قوم کو جو شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھی اللہ کی توحید اوراس کی الوہیت کی دلیلیں اس کے سامنے پیش کرتے تھے۔

متعدد سرکش قوموں کا تذکرہ

قوم نوح کے تذکرے کے ساتھ قوم عاد وثمود کا تذکرہ کیا گیا قوم شعیب کا تذکرہ کیا گیا قوم لوط کی بداعمالیوں کو بیان کیا گیا۔قوم شعیب کی وہ برائیاں جو معاشرت اور تجارتی معاملات میں تھیں ان کا ذکر کرتے ہوئے اس عذابِ خداوندی کو بیان کیا گیا کہ جو عذاب یوم ظلہ کے نام سے تعبیر کیا گیا۔الغرض یہ قومیں اس طرح پر عذابِ خداوندی میں مبتلا کی گئیں۔ان تمام اقوام کے واقعات کا بیان کرنا، یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل تھی۔

نبی علیہ السلام کی نبوت اورقرآن کی حقانیت پر دلائل

پندرہویں رکوع میں پھر نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ثابت کرنے کے لئے اورقرآن کریم کی حقانیت کے ثابت کرنے کے لئے ایک سلسلہ دلائل کا ذکر فرمایا گیا۔

سورۂ نمل

ربط: سورۂ نمل کی ابتداء تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى

لِلْمُؤْمِنِیْنَ ‘‘ کے عنوان سے شروع کی گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ کی متعدد نعمتوں کا تذکرہ

اس سورۂ نمل میں خاص طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جن تمام اپنی نعمتوں سے نوازا ہے کہ بر و بحر ان کے لئے مسخر کردئے گئے، ہوائیں ان کے تابع کردی گئیں، جنات ان کے تابع کردئے گئے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک وہ خاص سفر بیان کیا گیا کہ جب ان کے لشکر جمع ہوئے جن وانس اور پرند کے تمام لشکر جب گزر رہے تھے وادی نمل پر وادی نمل کی چیونٹیوں کی جگہ سے تو وہ کہنے لگیں ’’یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ‘‘ اے چیونٹیو! تم اپنے مساکن اور بلوں میں گھس جاؤ۔ سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تم کو روند نہ ڈالے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے پرندوں کی بولیاں سکھلائی تھیں، چیونٹیوں کی گفتگو سمجھتے تھے، تو اس پر ان کو ہنسی آ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر جو نعمتیں فرمائی ہیں وہ بے پایاں نعمتیں ہیں۔ پھر وہ ہد ہد جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بمنزلہ سفیر و وزیر کے تھا اس کو نہ پایا تو اس کی تجسس اور تلاش شروع ہوئی، اس کے بعد اس نے ایک انکشاف کیا اور پھر وہ انکشاف یہ تھا ’’فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُکَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ‘‘ ملکہ سبا کا واقعہ بیان کیا کہ وہ اس قوم کی ملکہ ہے جو مشرک ہیں اور وہ خود اپنی ملکہ کو سجدہ کرتے ہیں سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کا تخت اٹھا کر میرے پاس لایا جائے۔ ایک جن کہنے لگا میں آپ کے اس دربار کے برخاست سے قبل، قبل لاسکتا ہوں فرمانے لگے میں اس سے بھی زیادہ جلدی جانا چاہتا

ہوں "قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ " کہ آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لا کر حاضر کر دوں گا۔ جب حاضر کر دیا گیا اس کا تخت تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے محل میں ایک جگہ پانی کے حوض جس کو آبگینہ کے پاس رکھا تھا کہا کہ اس کے پاس چل! تو وہ اپنے پائنچوں کو اٹھانے لگی اور چادر کو اوپر کرنے لگی تو اس پر فرمایا "اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ " یہ تو آبگینہ ہے بھٹا ہوا ایک حوض اور صرح ہے، اس لئے اس کی غلطی پر متنبہ کیا تو وہ غلطی پر متنبہ ہو کر چونکی اور اقرار کیا اور کہا "رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ " اسلام کی نعمت سے اللہ نے اس کو نوازا۔

مادی منفعتوں کے پیچھے اللہ کا انکار نہ کرنا چاہئے

ان واقعات کے ذکر کرنے سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ ایک جانب وہ قومیں تھیں جو مادی منفعتوں میں مغرور اور منہمک ہو کر خدا کی منکر ہوئیں۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے جن کو ساری دنیا کی قدرتیں دیں اور اللہ کے فرمانبردار نبی اور اللہ کے دین کی دعوت دینے والے ہوئے یہی مقصود تھا ان مضامین کے بیان کرنے کا۔

پارہ نمبر 20

''اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً..........بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ یَّعۡدِلُوۡنَ''

ربط: بیسویں پارے کی ابتداء درحقیقت خطاب ہے مشرکین کو اور ان لوگوں کو جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو تجویز کرتے ہوں۔

مشرکین سے سوال کہ موجودات کا خالق کون ہے؟

ان سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ پروردگار کی قدرت کی نشانیاں، یہ اس کے انعامات، جو اس کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بتاؤ تو سہی ان چیزوں میں خدا کے ساتھ کون شریک ہے؟ جب ہر چیز کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں تو پوچھا جائے گا کہ آسمان کس نے پیدا کئے؟ زمین کس نے بنائی؟ بارش کون برساتا ہے؟ یہ سبزے کون اگاتا ہے؟ باغوں میں پھل کون پیدا کرتا ہے؟ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور ہے؟ یہ لوگ ظاہر ہے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکیں گے؟ زمین کو پانی کے اوپر قائم کردینا اور سمندروں کا پیدا کرنا جس میں میٹھے اور شور یلے پانی کا تقسیم کردینا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں تھیں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا گیا کہ انسان جب اپنی زندگی میں بے چینیوں کے اندر مبتلا ہوکر خدا کو پکارتا ہے اور خدا کے پکارنے پر جب اس کی تکلیف دور ہوتی ہے تو بتلاؤ اس تکلیف کے دور کرنے میں کوئی دوسرا خدا کے ساتھ شامل ہے؟ معلوم یہ ہوا کہ مادی منافع اور اسباب حیات کا پیدا کرنا خدا ہی کی قدرت ہے اور وہ تنہا اس کا مالک ہے۔

جو اللہ مادی منافع کا خالق ہے وہی سب کا مالک ہے

اسی طرح انسانی زندگی کی عافیت وراحت بھی خدا ہی کے قبضہ قدرت میں

ہے وہی رات کی تاریکیوں میں سمندر اور بر و بحر کے راستے پیدا کرنے والا ہے۔ غرض ان تمام قدرت کی نشانیوں کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ''بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْهَا '' ان تمام قدرت کی نشانیوں کے باوجود بھی یہ قوم شک اور تردد کے اندر پڑی رہے تو اس سے زیادہ کوئی تعجب کی چیز نہیں ہے۔

تسلی رسول ﷺ

پھر یہ کہ ان دلائل کا کوئی جواب نہ دیں گے مشرکینِ مکہ محض مہمل اور لغویات کہنے لگیں گے کہ یہ تو محض ماقبل کی قوموں کے واقعات اور کہانیاں ہیں اس سے بڑھ کر کوئی انسان کا ظلم نہیں ہو سکتا ہے۔ طبعی طور پر یہ چیزیں انسان کے لئے رنج کا باعث بن سکتی تھیں تو جناب رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ''وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ '' کہ ان لغو باتوں پر غمگین بھی نہ ہوئیے اور آپ کے خلاف جو تدبیریں اور سازشیں کر رہے ہیں ان کی وجہ سے آپ کوئی پریشانی میں نہ پڑیئے۔

احوال قیامت کا ذکر

تیسرے رکوع میں قیامت کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کس طرح انسانوں کی جماعتیں اٹھائے گا، منکرین و مکذبین کو کس طرح پر دھمکی اور تہذیب فرمائی جائے گی، یہ ذکر کرتے ہوئے نفخِ صور کا ذکر فرمایا اور اس وقت جو بے چینی ہوگی ''فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ '' اس بے چینی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ پہاڑ کس طرح روئی کے گالوں کی طرح منتشر ہوں گے ''صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ '' خدا کی کاریگری جو ہر چیز پر محیط ہے مضبوطی کے ساتھ پہاڑ کس طرح روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے۔

جیسے اعمال ویسا بدلہ قیامت میں ملے گا

قیامت کا مضمون چونکہ انسان کی عملی زندگی کا ایک عاقبت اور انجام کا مسئلہ ہے اس لئے یہ بات بیان کردی گئی کہ جو نیکی کرے گا نیکی کا بدلہ اطمینان اور سکون کی شکل میں ملے گا اور جو گناہوں کا مرتکب ہوگا اس کا وبال اس کی زندگی میں دنیا میں بھی مرتب ہوگا اور آخرت میں بھی مرتب ہوگا۔

عقیدہ رسالت کا بیان

نبی کریم ﷺ کی رسالت کے ثابت کرنے پر اس سورۃ کے مضمون کو پورا کیا گیا اور مجرمین کے اعمال سے اللہ کا مطلع ہونا اس کو بھی ذکر کر دیا گیا تا کہ نبی کریم ﷺ کی تسلی ہو ”وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ“

سورۂ قصص

ربط: سورۂ قصص کا مضمون بھی قرآن کریم کی حقانیت کے ثابت کرنے ہی سے شروع ہو رہا ہے۔ ”طٰسٓمّٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی عجیب حالات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس سورۃ میں خاص طور پر ذکر کیا جا رہا ہے کہ فرعون کس طرح سرکشی کرتا تھا۔ بنی اسرائیل کو کس قدر ذلیل کر رکھا تھا ان کو جو سزائیں اور تکالیف دی جایا کرتیں کہ لڑکوں کو ذبح کر دیا جانا، بچیوں کو باقی چھوڑنا جو اس تاریخی خواب پر مبنی ہے۔ جو منجمین نے اس کو دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ملک وسلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ حق تعالیٰ اس قصے کی تمہید میں فرماتا ہے: کہ ہمارا ارادہ یہ ہوا کہ ”وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی

الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَھُمۡ اَئِمَّۃً وَّنَجۡعَلَھُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ ''ہم نے یہ طے کرلیا کہ جوزمین میں ضعیف سمجھے گئے ہیں ان پر اتنا انعام فرمائیں اور انہیں کو مقتدا اور پیشوا بنائیں اور انہیں کو زمین کا وارث بنائیں ۔اس وعدہ کی تفصیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر کی جارہی ہے کہ پیدائش کے بعد ان کی والدہ کو کتنی تشویش ہوئی۔اللہ کی طرف سے ان کو تسلی دی گئی اور کہہ دیا گیا کہ ان کو کسی دریا میں ڈال دو چنانچہ ڈال دیا گیا اور بہن ان کی پریشانی کے اندر تلاش میں نکلی کہ کیا صورتحال رونما ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے گھر پرورش

خدا کی قدرت اوراس کی شان کہ جس فرعون نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ اس مولود اور پیدا ہونے والے بچے کے خطرے سے محفوظ رہے۔ خداوندعالم کی حکمت تکوینی یہ کہ اس کے گھر پرورش کے لئے بھیج دیا گیا۔فرعون کو اس کی بیوی کہتی ہے ''قُرَّتُ عَیۡنٍ لِّیۡ وَلَکَ لَاتَقۡتُلُوۡہُ'' اس کو مت قتل کرو! اسے تو پالنا چاہیئے۔ چنانچہ محل کے اندر تربیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔بہن یہ کہتی ہے، جبکہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دودھ روک دیا تھا پروردگار فرماتے ہیں اس بہن نے یہ وعدہ کیا کہ میں دودھ پلانے والی کو لاتی ہوں ۔اس طرح پر ان کی والدہ بھی ان کی طرف لوٹا دی گئیں ان کے لئے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوئی ۔اللہ کے تکوینی اموراور راز اسی طرح پر مرتب ہوا کرتے ہیں۔

قوتِ جوانی کا عجیب واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوانی کو پہنچ گئے خدا نے ان کو علم وحکمت سے نوازا۔ایک شہر میں جب داخل ہوئے وہاں کا ایک واقعہ ذکر کیا جارہا ہے کہ وہاں

دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر ہے دوسرا قبطیوں اور فرعونیوں میں سے ہے ایک نے دوسرے کے مدمقابل جب اس طرح قوت آزمائی شروع کردی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ظالم پر گھونسا مارا، اس کی موت اس میں واقع ہوگئی، چونکہ اس حد تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ نہیں تھا تو فرمانے لگے (انبیاء علیہم السلام پر ایک، ایک بات کی وجہ سے عجیب کیفیات طاری ہوجاتی ہیں) کہ ''هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ '' بات گزر گئی آئندہ صبح پھر یہی چیز پیش آئی کہ وہی شخص مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے پھر اسی طریقے سے ہاتھ مارنے کے لئے تو اس نے انکشاف کیا کہ تم اس طرح پر زمین میں فساد برپا کر رہے ہو! ایک نے آ کر خبر دی کہ اے موسیٰ! تم یہاں سے نکل جاؤ لوگ تمہاری تلاش میں، قتل کی فکر میں ہیں ''فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ '' حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو سن کر روانہ ہوگئے حق تعالیٰ شانہ کی عجیب تکوینی حکمتیں ہیں۔

مدین شہر کا سفر

چھٹے رکوع میں مدین کی طرف جب روانہ ہوئے ہیں اس واقعہ کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ وہاں دو عورتیں دیکھیں کہ جو پانی لینے کے ارادہ سے کھڑی ہیں لیکن ان کی نوبت نہیں آتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی بھر کر دے دیا، وہ واپس گئیں اور جا کر اپنے باپ کو یہ ماجرا سنایا، باپ نے پھر ان کی طرف بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ باپ چاہتا ہے کہ تم ان کے پاس اجیر اور مزدور ہونے کی حیثیت سے کام کرو! وہ پہنچ گئے۔ باپ کے سامنے جا کر ایک یہ کہتی ہے کہ ''یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' اے باپ! ان کو اپنے ہاں اجیر رکھ لو بہترین

مزدور وہ ہے جو قوی بھی ہو اور امین بھی ان کی دیانت اور امانت کا اور ان کی قوت کا اندازہ پانی بھرتے وقت ہوا، یہ بچی اس طریقے پر اس بات کا اظہار کرتی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی مشروط مزدوری قبول

حضرت شعیب علیہ السلام اپنا ارادہ ظاہر کرتے ہیں: کہ میں چاہتا ہوں ان دو بچیوں میں سے ایک کا تم سے نکاح کر دوں، اس وعدے پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو! اور اگر دس سال پورے کر دو گے تو یہ تمہاری طرف سے ہوگا۔

مدین سے واپسی اور کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ کا دو معجزے عطا کرنا

حق تعالیٰ شانہ کی وحی سے یہ چیز طے پائی اور جب خدمت کی مدت پوری کر کے روانہ ہوئے اور اپنے اہل کو ساتھ لے جا رہے تھے، تو کوہِ طور پر ایک آگ دیکھی، آگ کو دیکھ کر خیال یہ ہوا کہ اس میں سے کوئی شعلہ لے آؤں لیکن جب وہاں طور کی وادی پر پہنچے تو آواز دی گئی اور پکارا گیا کہ ''یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاکَ'' اے موسیٰ بے شک میں ہی اللہ ہوں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہوں اور تو اپنی لاٹھی ڈال دے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آواز کو سن کر گھبرا گئے اور جو معجزہ (یعنی لاٹھی سانپ بنی پھر اصلی حالت پر لوٹا دی گئی، سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۲۲) ان کے سامنے ظاہر کیا گیا اس معجزے کو دیکھنے سے ایک طبعی ہیبت ان پر طاری ہوئی ساتھ ہی ساتھ یہ پیغام خداوندی سنا ''لَاتَخَفْ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ'' دوسرا معجزہ ید بیضا کا دیا گیا (یعنی دایاں ہاتھ بغل میں دیکر نکال آفتاب کی طرح روشن ہوگا، سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۲۲)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوتِ توحید اور اس کا تکبر

ان دونوں معجزوں کے عطا کرنے بعد حکم ہوا کہ تم فرعون کی طرف جاؤ

میرا پیغام لے کر! حضرت موسیٰ علیہ السلام ان نشانیوں کو لیکر جاتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو جو دعوت پروردگار کی الوہیت کی دی تو نہایت ہی غرور اور تکبر کے انداز میں جواب دیتا ہے ''مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ'' اور اس نخوت اور تکبر میں پڑ کر حکم دیتا ہے اپنے وزیر ہامان کو کہ ایک اونچا محل اور مکان بناؤ میں ذرا جھانک کر دیکھوں کہ موسیٰ علیہ السلام کا رب کہاں ہے، قرآن پاک نے اس غرور اور تکبر کا واقعہ بیان کیا اور اس پر اس کی ہلاکت وتباہی کے انجام کو ذکر کیا۔ یہ چیز ظاہر کرنی مقصود ہے کہ وہ دنیا کے مادی انعامات کے اندر منہمک ہو جانے والی مغرور و متکبر! خدا کی قدرت کا انکار کر نہیں سکتے اور اگر خدا کا مقابلہ کریں گے تو ان کی ساری مادی طاقتیں ان کے اوپر وبال بن کر ثابت ہوں گی۔

تکبر کرنے والوں کا انجام

نویں رکوع میں پروردگار عالم نے ان نتائج کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا اور نتیجتاً یہ چیز ذکر کر دی گئی ''وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا'' کہ کتنی بستیاں ایسی ہیں کہ جن کی زندگی میں یہ غرور و نخوت کے اثار آچکے تھے اور خداوند عالم کے انتقام سے کس طریقے پر ان کو تباہ کیا گیا۔ ساتھ ہی قارون کا ذکر کیا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک مغرور و متکبر ایک دولت مند انسان تھا، اس کی دولت کی کوئی حد وانتہا نہ تھی، مگر اس نے یہ چیز بھلا دی کہ یہ اللہ کے انعامات ہیں۔ ان نعمتوں کا دینے والا میرا رب ہے۔ اس کا انجام بیان کیا ''فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ'' کہ اہل علم کے سمجھانے پر بھی جب بات اس کو سمجھ میں نہ آئی اور وہ یہی کہتا رہا کہ یہ میرے علم اور ہنر کا نتیجہ ہے کہ میں نے اتنی دولت پیدا کر لی۔ خدا کا قہر اس کی طرف متوجہ ہوا وہ اپنے مکان کے ساتھ زمین کے اندر دھنسا دیا گیا۔

اس کا نتیجہ ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم فرماتے ہیں "تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَایُرِیْدُوْنَ عُلُوًّافِی الْاَرْضِ وَلَافَسَادًا" کہ یہ دار آخرت انہیں کے لئے ہے جو غرور و تکبر سے قطعاً زندگی میں واسطہ نہ رکھیں۔

تکبر سے نہیں تقویٰ سے کامیابی ہے

آخرت کی کامیابی تقویٰ والوں کے لئے ہے اور یہی انسان کی زندگی کا ایک معیار ہے۔ان مضامین کے ذکر پر قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی۔

سورۂ عنکبوت

ربط: سورۂ عنکبوت کی ابتدا میں قرآن کریم نے اس قانون کو دہرایا ہے کہ انسانوں کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے اعمال کا کوئی محاسبہ نہیں ہوگا اور اعمال کی نیکی اور بدی کا کوئی نتیجہ ان کے اوپر مرتب نہیں ہوگا، جو لوگ خدا کی ملاقات کی امید نہیں رکھتے ان کو اس دھوکے سے باز آجانا چاہئے۔انسان کی زندگی درحقیقت اپنے نفس کے ساتھ جہاد والی زندگی ہوتی ہے اگر اس جہاد میں انسان کامیاب ہوگیا تو وہ کامیاب زندگی گزارنے والا ہوگا۔

کامیاب زندگی کے لئے اعتقاد و معاملات کا درست رکھنا ضروری ہے

اس کامیاب زندگی کے لئے انسان کو چاہئے کہ اپنے اعتقاد اور اپنی عبادت کی خوبی کے ساتھ معاملات کی بھی تکمیل کرے۔والدین کے ساتھ احسان ہے۔عزیز و اقرباء کے ساتھ بہترین رویہ اختیار کرنا ہے۔اپنے اخلاق کو درست کرنا ہے تا کہ قیامت کے روز انسان اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی کے ساتھ حاضر ہوسکے۔

تسلی رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کو ان واقعات کی وحی کے ساتھ تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کا انکار کرتے ہیں تو اس قسم کی چیزیں امم سابقہ میں واقع ہو چکی ہیں۔ وہ قومیں بھی اپنے انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتی رہیں "قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" کا خطاب کیا گیا ہے اہل مکہ کو کہ تم زمین میں ذرا سفر کرو! دیکھو کہ ان اقوام کا کیا نتیجہ ہوا۔ پھر ساتھ ہی حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا کہ کس طرح وہ قوم کو دعوت الی اللہ اور توحید کے پیغام پہنچانے میں منہمک اور مصروف رہے مگر انہوں نے اللہ کی بات کو نہ مانا کفر و شرک کی بے ثباتی اور اس کی کمزوری کا حال بیان کیا گیا۔ اخیر میں کہ ان لوگوں کی حالت ایسی ہے "کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا" جیسے مکڑی نے جالا تنا ہو۔

پارہ نمبر 21

"اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ......وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ"

ربط: اکیسویں پارے کی ابتداوحی الٰہی سے ....حقانیت کوثابت کرنے سے ہے۔یہ کہ اللہ کے پیغامات ہیں نبی کریم ﷺ کے لئے ،فرمایا جارہا ہے کہ ان کوواضح کردیں اوران کودنیا تک پہنچادیں۔یہ پیغاماتِ خداوندی ایسے علوم اورایسے مضامین پراورایسی ہدایات پرمشتمل ہیں کہ جن سے ان کا حق ہونا بخوبی سمجھ میں آرہاہے۔

اہل کتاب سے شکوہ اورحقانیت قرآن

اہل کتاب اگراس میں کوئی جھگڑا کرتے ہیں یہ ان کی ضد اورعناد کی بات ہے اوراللہ کی الوہیت اوراس کی وحدانیت جس طرح روز روشن کی طرح ظاہرہےقرآن کریم کی حقانیت بھی اسی طریقہ پرظاہرہے۔

کفارمکہ سےشکوہ اورحقانیت قرآن

کفارمکہ جونبی کریم ﷺ کی نبوت پراورقرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے میں تامل کرتے تھےان کوسمجھایاجارہاہے کہ آخرسوچوتوسہی نبی کریم ﷺ آج سے پہلے نہ کبھی کوئی لفظ اپنے ہاتھ سےلکھا کرتے تھےاورنہ کوئی چیزکسی استاذ سے پڑھی تھی"وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْامِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ" جبکہ آپ ﷺ کسی طرح دنیاوی اور مادی ذرائع سےکوئی علم حاصل نہیں کئے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ کے یہ علوم اورہدایات کا آپ ﷺ کی زبان سے جاری ہونا یہ بجز اللہ کی وحی کےاورکس طرح سے ہوسکتاہے۔اس بارے میں غوروفکرکرنا چاہئے۔اللہ ہی

کی دلیل کافی ہے۔

دنیاوی زندگی کی بے ثباتی اور انسان کی فطری خرابی

تیسرے رکوع کی ابتدا میں حق تعالیٰ نے دنیاوی زندگی کی حقیقت کو ظاہر کیا اور فرمایا ''مَاھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّ لَعِبٌ'' اس کھیل اور تماشے والی زندگی سے انسان کو دھوکے میں نہ پڑنا چاہئے یہ دھوکے والی زندگی انسان کو چونکاتی رہتی ہے۔ قدم، قدم پر مرحلہ، مرحلہ پر انسان کو یہ تردد ہوتا ہے چنانچہ اگر سمندر کا سفر کر رہا ہو طوفان کے تھپیڑے اس کو اپنے گھیرے میں لے لیں تو اس وقت تو یہ خدا کو یاد کرنے لگے گا ''دَعَوُا اللہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ'' مگر انسان کی فطری خرابی اس پر اس قدر مسلط ہوئی ہے کہ جب وہ اس مصیبت سے نجات پالیتا ہے، تو پھر اس شرک پر اور اللہ کی نافرمانی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ان دلائل کو سنے اور دیکھے اور حق کو قبول کرے۔

سورۂ روم

ربط : دلائلِ حقہ کے سلسلے میں سورۂ روم کی ابتدا میں ایک خاص تاریخی واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ تاریخی حقائق اور واقعات ہر انسان کے لئے واجب اور لازم ہیں کہ ان کو تسلیم کیا جائے۔ عقائد کا تو انکار کیا جا سکتا ہے لیکن تاریخی حقائق کا کون انکار کرے۔

تاریخی واقعہ

روم اور فارس کا ایک مقابلہ چل رہا تھا، نبی کریم ﷺ کی بعثت ورسالت کے بعد واقعہ پیش آیا تھا کہ رومی شکست کھا گئے، فارس ان پر غالب آ گئے۔

مشرکینِ مکہ خوش ہوکر یہ کہنے لگے (چونکہ اہل فارس آتش پرست تھے ان کو یہ مشرکین مکہ اپنا بھائی قرار دینے لگے اور رومی اہل کتاب تھے) تو کہا کہ اے مسلمانو یہ تمہارے بھائی ہیں! (رومی) ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں کے اوپر غالب آ گئے۔ اس طریقے پر ہم بھی تمہارے اوپر فاتح ہوں گے اور غالب ہوں گے۔ یہ قرآن کریم نے خبر دی اور فرمایا ''وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ'' کہ رومی اگرچہ آج مغلوب ہوگئے ہیں لیکن اس مغلوبیت کے بعد غالب آئیں گے اور چند ہی برسوں میں ان کے غلبہ کی خبر قرآن نے بیان کی اور پھر ایک اور دوسرے تاریخی واقعے کے ساتھ اس چیز کو وابستہ کر دیا۔ فرمایا کہ وہ دن وہ ہوگا ''يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللهِ'' کہ مومنین اللہ کی مدد اور اس کی کامیابی پر خوش ہوتے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ یہی واقعہ پیش آیا کہ جس وقت بدر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تھی اس طرح نصرت خداوندی پر مومنین خوش ہو رہے تھے۔ رومیوں کو اہل فارس کے اوپر غلبہ نصیب ہوا، اس کے شکرانے کے لئے حضرت نے سفر کیا تھا مسجد اقصیٰ میں آنے کے لئے اور منت مانی تھی کہ وہاں جا کر خدا کے شکر اور اس کی عبادت میں مشغول ہوؤں گا۔ ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے ان منکرین کے انجام سے آگاہ کیا۔ جو اللہ کے دلائل اور اس کی نشانیوں کو ٹھکراتے رہتے ہیں۔

بیانِ دلائلِ قدرت

پانچویں اور چھٹے رکوع میں دلائلِ قدرت کی تقسیم بیان کی گئی کہ کس طرح اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، چاند اور سورج کا نظام قائم کیا۔ دن رات کی تبدیلی۔ ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے اخیر میں فرما دیا گیا ''وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَءُ

الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ''جس پروردگار نے ایجاد خلقت فرمائی اس کے لئے خلق کا اور مخلوق کا اعادہ کوئی مشکل نہیں ہے''وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ''یہ ایک بہترین اور اعلیٰ تر مثال اللہ کے آسمانوں اور زمینوں میں موجود ہے اور قائم ہے تو اس سے سمجھنا چاہئے کہ پروردگار عالم قیامت برپا کرے گا، لوگوں کو پھر مضبوط فرمائے گا۔

کفر وشرک کی بے ثباتی

حق تعالیٰ شانہ نے کفر اور شرک کی بے ثباتی کی پھر دلیلیں بیان فرمائی ہیں حکم دیا''فَاَقِمۡ وَجۡهَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا''اے مخاطب تو اپنا چہرہ دین صحیح کی طرف پھیر لے! اور اللہ ہی کا موحد بندہ بن جا''فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا''یہی وہ جوہر ہے، یہی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا۔

انابت الی اللہ کا حکم

انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے یہی انسان کے لئے سعادت کی نشانی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اس حقیقت کو پہچانے جب وہ ہر مصیبت میں خدا کو پکارنے لگتا ہے، تو معلوم ہوا کہ آدمی کی فطرت میں اور اس کے جوہر اور خمیر کے اندر اللہ کی یاد اور اللہ کا تعلق رکھا ہوا ہے۔ اس چیز کو کیوں نہیں پہچانتا؟

بداعمالیوں سے فتنوں کا آنا

پروردگار عالم انسانوں کی بداعمالیوں پر فساد اور فتنے کے برپا ہونے کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرمارہے ہیں''ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا کَسَبَتۡ

اَیۡدِی النَّاسِ ''اور یہ دنیا میں فتنے اور فساد یہ درحقیقت بداعمالیوں کے نتائج ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تکوینی نظام ہے کسی مصیبت کو کسی کے لئے سزا بناتا ہے اور کسی مصیبت کو کسی دوسرے کے لئے عبرت کا سامان بناتا ہے۔ ان تمام مصائب کو اور آفات کو دیکھ کر بھی چاہئے کہ انسان خدا کی طرف رجوع کرے۔

ہواؤں کا چلنا بھی اللہ کی قدرت ہے

ہواؤں کا چلنا بیان کیا جارہا ہے کہ کس طرح نرم ولطیف ہوائیں چلتی ہیں جن سے سبزے پیدا ہوتے ہیں۔ سبزیاں اگتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس طرح پر رزق کا سامان پیدا کرتا ہے۔ تو یہ سب نشانیاں پروردگار عالم کی قدرت کی ہیں کیسے، کیسے طور پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انعامات سے نوازتا ہے۔ ان انعامات کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے مخاطب فرمایا جارہا ہے ہر سمجھ اور فہم والے انسان کو ''فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰہِ'' دیکھو تو اللہ کی رحمتوں کے آثار کو ''کَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا'' زمین کے بنجر اور خشک ہوجانے کے بعد پروردگار عالم کس طرح زندگی اور تازگی پھر سے زمین کو عطا کرتا ہے۔ یہ نمونے بعث بعد الموت کے انسانوں کی نظروں کے سامنے دن رات موجود ہوتے ہیں ''اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی'' اسی طریقے پر حضرت پروردگار عالم مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔

تخلیقِ انسانی کے ادوار

انسانی تخلیق کے اور اس کی زندگی کے ادوار اور اطوار بیان کئے کہ کیسے کمزور اور ضعیف مادے سے انسان کو پیدا کیا۔ جب پیدا ہوا تو کیسے ضعیف اور کمزور تھا اس ضعف اور کمزوری کو اللہ نے کیسے بتدریج قوت کی شکل عطا کی یہاں تک توانا اور جوان ہوا انسان۔ پھر اس جوانی کو بڑھاپے کی طرف منتقل کرکے

کمزور بنایا یہ تمام ادوار اور اطوار اللہ کی قدرت کے نمونے اور نشانیاں ہیں۔اسی سے انسان کو سمجھنا چاہئے کہ قیامت ہے اور قیامت میں انسان کے اعمال کی جزا اور سزا ہے لیکن قیامت سے قبل ہی انسان کو حق قبول کر لینا چاہئے۔اگر کوئی نشانی قیامت کی ظہور پذیر ہوئی تو اس وقت نہ تو کسی کی معذرت اس کے لئے مفید ہوگی اور نہ کوئی ایمان کسی کے لئے نافع بنے گا۔ان مضامین کا نتیجہ یہی تھا کہ قرآن کریم اللہ کا کلامِ برحق ہے۔

سورۂ لقمان

ربط: سورۂ لقمان کی ابتدا میں پھر "تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ" کہ قرآن کریم حکمتوں اور حقانیت کا بیان ہے۔اس کی ہدایت اور رحمت کا سامان ہونا بیان کیا گیا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی وصیتوں کا بیان

اس سورۂ مبارکہ میں حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمتیں اور وصیتیں بیان کی گئیں جو انسانوں کو حقیقت میں کامیابی کی اعلیٰ منزل تک پہنچانے والی ہیں تو فرمایا جارہا ہے کہ لقمان علیہ السلام کو ہم نے حکمت و دانائی دی اور ان کو حکم دیا "اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ" معلوم ہوا ساری حکمتوں کی اساس و بنیاد شکر ہے اللہ کی نعمتوں کا، جو اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرے گا معلوم ہوا کہ وہ حکمت سے بعید تر ہے۔حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو وصیت کی اس میں ہدایت کی شرک سے بچنے کی اور ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت اور تاکید کو بیان کیا اور پھر خاص طور پر ماں کی جو مشقتیں اور تکالیف ہیں ان کو بیان کیا لیکن ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے ایک حق ہے

لیکن اگر وہی ماں باپ انسان کو معصیت پر اور کفر و شرک پر آمادہ کرنا چاہیں تو انسان پر ان کا کوئی حق نہیں رہے گا اور انسان کو پھر ان کی پرواہ نہ کرنی چاہیے فرمایا ''وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا'' قرآن پاک کی تعلیمات میں کیسی عظمت اور بلندی رکھی ہوئی ہے۔ شرک اور کفر میں ماں باپ کی اطاعت کی ہرگز گنجائش نہیں ہے لیکن ان کی اطاعت کرنے کے ساتھ، ساتھ دنیاوی زندگی میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور معاشرت کی خوبی برقرار رہنی چاہیے اور اللہ ہی کی طرف رخ کرنا چاہیے۔ قرآن کریم نے اس موقع پر حضرت لقمان علیہ السلام کی وصیتوں میں تواضع اور حسنِ خلق کی تعلیمات کو اعلیٰ معیار پر ذکر کیا۔ تواضع اختیار کرنے پر فرمایا گیا ''وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا'' اپنے منہ اور اپنے گال کو یوں نہ پھیلائے۔ لوگوں کے سامنے نخوت اور غرور میں اور اکڑ کر زمین پر بھی مت چلو۔ انسان کو اپنا انجام سوچنا چاہیے۔

دلائلِ قدرت کا بیان

پھر دلائلِ قدرت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا کہ کیسی اللہ کی نشانیاں ہیں اور کیسی نعمتیں ہیں۔ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو، زمین کو، خشکی کے راستوں کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا اور اللہ کی رحمت ہی سے انسان ان تمام مرحلوں کے اوپر آفات اور پریشانیوں سے بچا کرتا ہے۔

اللہ کی وحدانیت اور علمِ قیامت وغیرہ کا بیان

اللہ ہی واحد ہے، وہی معبود ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے، وہی ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز کا علم اسی کو ہے۔ اس لئے اللہ کی نشانیاں اور اس کی شان

الوہیت کو بیان کرتے ہوئے فرمادیا ''اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ'' خدا ہی کو قیامت کا علم ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم میں کیا ہے، کوئی انسان نہیں سمجھ سکتا کہ کل کیا کمائے گا اور کیا کھائے گا اور کہاں اس کی موت واقع ہوگی، یہ سب کچھ علم اللہ کو ہے۔ دنیا میں یہ علم اللہ نے کسی کو نہیں عطا کیا۔ یہ مضامین قرآن کریم کی حقانیت کے دلائل تھے۔

سورۂ سجدہ

ربط: پھر سورۃ السجدہ میں دلائلِ حقانیت کا سلسلہ اور قیامت کے ثابت کرنے کے مضامین بیان کیے جارہے ہیں۔

اہل ایمان نعمتوں میں ہوں گے

اہل ایمان کو جو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے گا ان کی عظمت کو اس لفظ کے اندر ظاہر کردیا گیا ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہٗ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ'' کسی انسان کو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں کیا چیز چھپا رکھی ہوئی ہے مقصود یہی ہے کہ دنیوی زندگی میں انسان کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے یہ دلائل، معمولی دلائل نہیں ہیں۔

سورۂ احزاب

ربط: سورۃ الاحزاب کی ابتدا نبی کریم ﷺ کو ایک خاص خطاب کے ساتھ فرمائی جارہی ہے ''یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ'' کہ آپ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں کافروں اور منافقوں کی ہرگز پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ راہ حق میں کسی کو بھی اہلِ باطل کی کوئی رعایت نہ کرنی چاہئے۔

اٰیات تطہیر وتخییر

ان مضامین میں ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ نفقہ کے اضافہ کا مطالبہ کیا اور وہ پیغمبرِ خدا کے شانِ تقویٰ وزہد کے منافی تھا اور نبی کریم ﷺ کے اوپر ناگواری پیش آئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ملاقات نہ کرنے کی ایک ماہ تک قسم اٹھائی اور اس مدت کے گزرنے پر یہ آیات نازل ہوئیں جن کو آیاتِ تطہیر وتخییر کہا جاتا ہے۔

''یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا '' اے ہمارے پیغمبر! آپ اپنی ازواج اور بیویوں کو کہہ دیجئے اگر تمہیں دنیا کی زندگی مطلوب ہے اور تم اس کی زینت چاہتی ہو تو آجاؤ میں تمہیں بہت کچھ ساز وسامان دے دوں گا اور تم کو نہایت ہی حسنِ سلوک سے روانہ کردوں گا لیکن تم سمجھ لو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہتی ہو اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو تمہیں یہی قناعت اور صبر کی زندگی اختیار کرلینی چاہیے ''فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا''

پارہ نمبر 22

''وَمَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ .... وَاَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا''

ربط: اکیسویں پارے کے اخیر میں ازواج مطہرات کا وہ واقعہ ذکر کیا گیا تھا جس میں نبی کریم ﷺ سے ایک دفعہ ازواج مطہرات نے نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کیا۔ نبی کریم ﷺ کو ناگواری پیش آئی اور آپ ﷺ کی ناگواری کی وجہ سے ایک ماہ تک ان کے لئے آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ کسی سے بات چیت اور ملاقات نہ کروں گا یہاں تک کہ جب آیتِ تخییر نازل ہوئی اور آپ نے وہ آیتِ تخییر سنائی ازواج مطہرات کو تو ہر ایک نے کھلے لفظوں میں یہی کہا کہ ہم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہتی ہیں۔ ہمیں دنیا اور دنیا کی زیب وزینت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔

ازواج مطہرات کی خصوصی فضیلت

ان مضامین کے بیان کے بعد بائیسویں پارے کی ابتدا میں یہ چیز مرتب کی جارہی ہے کہ اے ازواج مطہرات اور پیغمبر کی بیویو! تمہارا یہ رویہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا اور عمل صالح کا یہ وہ چیز ہے جس پر اجر وثواب تم کو دوگنا اللہ کی طرف سے ملے گا۔

ازواج مطہرات کو احکام شرعیہ کی تعلیم

ازواج مطہرات چونکہ امت کی تمام عورتوں کے لئے اسوہ اور نمونہ تھیں تو اس لئے ان کی زندگی میں ہر پہلو کا اور ہر عظمت کا ہونا ضروری تھا ان کو عفت اور پاکدامنی کے آداب کی تلقین کی گئی، ان کو یہ بھی فرمایا گیا کہ جاہلیت کے

زمانے کی طرح پر باہر نکلنا بے حیائی و بے پردگی کا اختیار کرنا زیب و زینت کا ظاہر کرنا یہ سب چیزیں دور جاہلیت کی تھیں ان کو ہرگز نہ اختیار کیا جائے۔ تمہاری شان کے مناسب تو یہی ہے کہ نمازیں قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرتی رہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو یہی وہ چیزیں ہوں گی کہ جو گندگی کو اور انسانی معاشرے کو ہر عیب سے پاک کرنے والی چیزیں ہوں گی یہ مضامین درحقیقت اس چیز کے لئے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ انسانوں کے لئے جیسے اللہ نے قوانین سعادت دنیوی اور آخرت کی فلاح کے لئے نازل فرمائے ہیں۔ یہ احکام ہر طرح پر انسان کو فلاح اور کامیابی کی منزل تک پہنچانے والے ہیں۔

احکام شرعیہ میں مرد عورت برابر ہیں

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں، مقصود یہ ہوا ان تمام تفصیلات کے ذکر کا کہ ان قوانینِ ہدایت میں کوئی فرق مرد عورت کا نہیں ہے۔ خشوع وخضوع، صدق وصفائی اور سچائی روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں عفت و پاکدامنی اختیار کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والے غرض سب کے لئے ''اَعَدَّاللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا''

نبی کریم ﷺ کی عظمت

ان مضامین سے مقصود نبی کریم ﷺ کی عظمت اور آپ کی شان اطاعت کو بیان کرنا تھا اس لئے پیغمبر کی حیثیت اور مقام متعین کیا جارہا ہے ''مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ'' کسی مسلمان مرد کے لئے اور کسی مسلمان عورت کے لئے جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ

کسی چیز کا فیصلہ کر دیں تو یہ اختیار باقی نہیں رہتا ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی کا تصور بھی کر سکے۔ تو گویا ولایت اور سرپرستی کی اعلیٰ شان سرور کائنات جناب رسول اللہ ﷺ کو عطا کر دی گئی ہے۔

جاہلیت کا رواج اور مسئلہ ختم نبوت

نبی کریم ﷺ کے ایک خاص واقعہ کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔ وہ واقعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہما کے عقد نکاح کا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جو آپ ﷺ کے متبنٰی تھے اور اس زمانے کی روش اور رواج کے رو سے لوگ ان کو نبی کریم ﷺ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ اس کی تردید کرنی مقصود تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس واقعہ کو بڑی خصوصیت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں آپ ﷺ کی صاحبزادیاں بے شک حیات و زندہ رہیں آپ ان کے والد ہیں لیکن مردوں میں آپ کے کسی بیٹے کو اللہ نے زندہ نہیں رکھا یہ اسی لئے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت صحیح بخاری میں ہے فرمایا کہ اگر نبی کریم ﷺ بالفرض والتقدیر خاتم النبیین نہ ہوتے تو آپ ﷺ کی اولاد میں کوئی بیٹا موجود رہتا مگر اللہ نے یہ طے کیا ہوا تھا، اس لئے آپ ﷺ کی اولاد میں کوئی لڑکا نہیں رہا۔

نبی کریم ﷺ کے حقوق اور مسئلہ حجاب

نبی کریم ﷺ کے کیا حقوق ہیں، ان حقوق کو بیان کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ خصوصیات کہ جن کی نبی کریم ﷺ کی شان عظمت کی وجہ سے

رعایت کی گئی ان کا ذکر کرتے ہوئے پھر قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کے مقام اطاعت کا ذکر فرمایا۔ساتھ ہی یہ احکام بتلائے گئے کہ پیغمبر علیہ السلام کے مکان میں جانے کے کیا طریقے اختیار کیے ہیں۔مقصود یہی ہے تاکہ لوگ اپنی عملی اور معاشرتی زندگی میں ان چیزوں پر عمل کرکے اپنی زندگی کو پاکباز زندگی بنائیں۔ ایمان اور تقویٰ کی تعلیم دی جارہی ہے، پردہ اور حیا کا یہاں خاص طور پر حکم دیا جارہا ہے۔اس سلسلہ میں گھروں میں بلا اطلاع اور بلا اجازت داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔بے پردگی کو روکا گیا ہے حتی کہ یہ بھی چیز فرمادی گئی کہ اگر کوئی چیز گھر والوں میں کسی سے مانگنی ہو تو '' فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ''پس پردہ مانگا کرو۔بے حجابانہ ایک کا دوسرے کا سامنے آجانا مردوں اور عورتوں کی بے حجابانہ ملاقات و گفتگو سب کو قرآن کریم نے منع کردیا اوران چیزوں کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ یہ وہ احکام ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے فرض کو ادا کرنے والے ہیں۔اگر اللہ کے رسول ﷺ کو کسی نے ایذاء پہنچائی تو یہ چیز بڑی ہی گناہ کے ارتکاب کا باعث بنے گی۔

تمام عورتوں کو شرعی پردے کا حکم

پانچویں رکوع میں بالعموم تمام امت کی عورتوں کے لئے حکم دیا گیا نبی کریم ﷺ کو '' قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ '' کہ اے ہمارے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ اپنی چادریں سر سے چہرہ اور سینے پر لٹکا لیا کریں جب باہر نکلیں '' ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ '' یہ چیز اس بات کے قریب تر ہوگی کہ ان کو پہچان لیا جائے اور پھر ان کو، کوئی تکلیف اور اذیت نہیں ہوگی۔

حضرت شاہ عبد القادرؒ نے ایک بڑا لطیف لفظ ذکر کیا اور فرمایا کہ اس پردہ اور حجاب کے ساتھ نکلنا یہ بات بتلانے والی ہے کہ یہ شریف اور صاحب ناموس خواتین ہیں اور کسی ایسے بد باطن کی بری نظریں ان کی طرف نہیں پڑیں گی جس سے ایک عفیفہ خاتون کو اذیت اور تکلیف ہو سکتی ہے۔ یہ چیز ذکر کر کے فرمایا کہ یہ وہ احکام ہیں جن کی پابندی ہر مومن کے اوپر لازم اور ضروری ہے۔ ان احکام کے خلاف رجحان درحقیقت منافقین کو فائدہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں جن کے دلوں میں روگ، بیماری اور مرض ہے۔ معلوم ہوا کہ حیا کے اور حجاب کے احکام کی خلاف ورزی درحقیقت دلوں کی گندگی اور نفاق جیسے روگ پر پیدا ہونے والی چیز ہے۔ اس پر وعید بیان کی جارہی ہے۔

منکرینِ اطاعت رسول ﷺ کا انجام

آخرت کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے ''یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ '' جس دن جہنم کی آگ میں ان کے چہروں کو الٹا پلٹا (اُلٹ پلٹ کیا) جاتا ہوگا تو اس وقت ان کی حسرت کا یہ عالم ہوگا کہتے ہوئے ہوں گے ''یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا '' کہ اے کاش! کہ ہم لوگ اللہ کے احکام اور رسول ﷺ کی باتوں کی اطاعت و پیروی کر لیتے۔ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے جو احکام دنیوی زندگی اور معاشرت کے متعلق دیئے وہی انسان کی سعادت خوش بختی اور کامیابی کے لئے ہو سکتے ہیں۔

احکامِ خداوندی امانت ہیں

یہ احکام خداوندی درحقیقت امانت ہیں اللہ کی طرف سے اس امانت کا تخم انسان کے جوہر میں بَدْءُ الْخَلْق (پیدائش کے وقت) سے ہی ودیعت

امانت رکھا گیا ہے اس کو پہچاننے کی ضرورت ہے، اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔اس کی معرفت اور پہچان کے لئے اللہ نے قرآن کو نازل فرمایا۔

سورۂ سبا

ربط: قرآن کریم کی حقانیت کو بیان کرنے کے لئے سورۂ سبا کی ابتدائی آیات میں آنحضرت ﷺ کی رسالت کو ثابت کیا جارہا ہے۔حق تعالیٰ کی الوہیت اوراس کی وحدانیت کو ثابت کیا جارہا ہے اور اہلِ کتاب جو ان چیزوں کو مانتے ہیں ان کے علم اور معرفت کو بطور دلیل ان کو پیش کیا جارہا ہے۔مگر ان تمام دلائل کے ہوتے ہوئے بھی کفارِ مکہ جس طرح پر معارضہ کیا کرتے تھے اس کا تذکرہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی باتوں کی تحقیر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے ''هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ '' کہ آؤ لوگو! ہم تم کو ایسے آدمی کی خبر دیں جو تم کو یہ بتلاتا ہے کہ تم ریزہ ریزہ کردیئے جاؤ گے۔تمہارے جسم پارہ، پارہ کردیئے جائیں گے۔تم کو پھر ایک نئی پیدائش میں پیدا کردیا جائے گا۔بعث بعد الموت کا انکار یہ ان کی فطرت میں رچا ہوا عیب بن چکا تھا۔

منکرین قیامت کے لئے دلائلِ قدرت

حق تعالیٰ شانہ نے اس کا رد کیا اور دلائل اپنی قدرت کے بیان فرمائے اور یہ چیز ثابت کی کہ آخر ہر سمجھ والے انسان کو بعث بعد الموت کے تسلیم کرنے میں کیوں انکار ہے؟ جب زمین کے اوپر اگنے والے نباتات، کو درختوں کو، پھلوں اور پھولوں کو، دیکھ رہا ہے اور یہ دن رات تخم اور بیج زمین پر ڈالے جاتے ہیں اور یہ ریزہ، ریزہ ہوجاتے ہیں، مٹی میں ملکر مٹی بن جاتے ہیں پھر انہیں اللہ تعالیٰ نباتات کی شکل میں اگا رہا ہے، ان کی تربیت اور نشوونما فرمارہا ہے۔

قوم سبا کا عبرت ناک انجام

قوم سبا یہ ایک قوم تھی جس کو اللہ نے اپنے انعامات سے نوازا تھا ان پر اتنی رزق کی فراخی تھی کہ جس کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا جارہا ہے کہ ''جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ '' دو، دو رویا باغات تھے دائیں اور بائیں اور اللہ کی طرف سے یہ چیزان کو مہیا کر دی گئی تھی ''کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَهٗ '' کہ اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو! لیکن اس قوم نے اللہ کی نافرمانی پر جب اصرار کیا اور کسی طرح باز نہ آئے تو خدا کا قہر ان کے اوپر مرتب ہوا چنانچہ سارے ان کے باغ بنجر ہو گئے اور اجڑ گئے ان کی تمام آبادیاں تباہ ہو گئیں اور سوائے اس کے کہ کانٹوں اور بیریوں کے درخت باقی رہ گئے اور کوئی چیز ان کے پاس باقی نہ رہی ان کی منزلیں اور ان کے ٹھکانے سب کے سب تباہ کر دیئے گئے الغرض ابلیس نے ان کے دلوں میں ایک چیز رچا دی تھی مگر یہ کہ ان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جو چیز ابلیس نے ہم کو سمجھائی تھی وہ غلط تھی حقیقت کے خلاف تھی۔

مشرکین اور ان کے معبودوں کا انجام

پروردگار عالم نے نویں رکوع میں مشرکین مکہ کو دعوت دی کہ آخر اے مشرکین تم ان معبودوں کو لے تو آؤ! جن کو تم خدا کی الوہیت کے اندر شریک کر رہے ہو۔ حق تعالیٰ شانہ نے پھر مشرکین کا رد کرتے ہوئے قیامت میں جو انجام ہوگا ان میں سے جو لوگ ان کے بڑے اور سر برآوردہ تھے ان کا اور جو ان کے متبعین تھے ان کا تذکرہ کیا اور ان کی حسرت و یاس کی کیفیات کو بیان کیا اور یہ چیز بھی ذکر کی کہ یہ لوگ جب اس طرح تباہ و برباد ہوئے حالانکہ یہ بھی کہا کرتے تھے اپنی مادی زندگی میں ''نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا '' کہ ہم مال و اولاد کے اعتبار سے بہت بڑھے ہوئے ہیں ہمیں تو کوئی عذاب نہیں ہو سکتا تو اسی طرح ان

مشرکین کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ مال اور اولاد کی زیادتی دنیوی زندگی میں یہ کسی کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ ایمان اور اعمال صالحہ اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں کیونکہ اللہ کا دین حق ہے محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے دین کو لیکر آئے ہیں (یہ انسان کی مادی زندگی مال اور اولاد یہ تو سب اللہ نے اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے اللہ کا قرب حاصل کریں) ''وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا'' اور تمہاری مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارے قریب کر دے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے (یہ قرب کا ذریعہ ہیں) انہی دنیوی اور مادی نعمتوں میں انسان پھنس کر خدا سے بے گانہ ہو جائے یہ اس کے لئے سب سے بد ترین ظلم ہوگا لہٰذا اس ظلم کے انجام میں پہلی امتوں کے واقعات کو پھر دہرایا گیا۔

گزشتہ سے پیوستہ یعنی نبی علیہ السلام کی کفار مکہ کو نصیحت

نبی کریم ﷺ کے اس واعظانہ پیغام کو پھر پیش کیا گیا ''اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى '' کہ اے قوم! میں تم کو اللہ کا ایک پیغام اور نصیحت پیش کرتا ہوں خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ! تنہا ہو کر مل جل کر جماعت کے ساتھ سوچو کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں تمہارے سامنے موجود ہیں یا نہیں اسی پر اس سورۃ کے مضمون کو ختم فرما دیا گیا۔

سورۂ فاطر

ربط: سورۂ فاطر کا مضمون بھی اللہ کے دلائلِ قدرت پر مشتمل ہے اور اس چیز پر مشتمل ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر اپنی رحمتیں کھول دے تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ انسانوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا ''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ '' اس حقیقت سے انسان کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اسی پر یہ مضامین پورے فرمائے گئے۔

پارہ نمبر 23

''وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ''

ربط: بائیسویں پارے کے آخر میں یہ مضمون بیان کیا گیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم جیسی عظیم ہدایت کی جامع ترین کتاب صرف امت محمدیہ ہی کے لئے مخصوص کی تمام اولاد آدم میں سے اس کے لئے اس امت کو منتخب کیا گیا تھا اس انتخاب کے بعد اس کتاب الٰہی کی وراثت حاصل کرنے والے گروہ تین قسموں کے اندر منقسم ہو گئے ایک گروہ وہ کہ جو اپنے اوپر ظلم کا مرتکب ہوا، دوسرا گروہ وہ کہ جو درمیانہ روش کو اختیار کرنے والا ہوا، تیسرا گروہ وہ جو خیر کی چیزوں میں سبقت کرنے والا ہوا۔

سورۂ یٰسین

اس مناسبت سے سورۂ یٰسین کی ابتدا قرآن حکیم کی حقانیت کے بیان سے کی گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصدین اور اہل انطاکیہ

اور قرآن حکیم کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو قاصدین انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے تھے ان میں سے پہلے دو کا بھیجا جانا ذکر کیا گیا۔ پھر اس کے بعد تیسرے کے لئے بھی ذکر یہی کیا گیا کہ ان کی تائید کے لئے ان کو بھیجا گیا وہ مکذبین اور منکرین ان کا انکار کرتے رہے لیکن یہ اللہ کا برگزیدہ خادم یہی پیغام لیکر انطاکیہ والوں کو حق کی دعوت دیتا رہا ''وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ'' کہ مجھ کو کیا ہوا کہ میں اس پروردگار کی عبادت نہ کروں

جس نے مجھ کو پیدا کیا؟ اور اے لوگو! تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اس طرح اس قاصد نے اہل انطاکیہ کو حق تعالیٰ شانہ کی توحید اور ربوبیت کی طرف دعوت دی اور قیامت کا فکر بھی ان کو یاد دلایا اور اس کی تیاری کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔

اہل انطاکیہ نے داعی حق کو شہید کر دیا

اس مضمون کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر کیا گیا کہ ان کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہدایت نصیب نہ ہوئی وہ بدبختی کا شکار ہوئے اور اس قاصد کو شہید کیا قدرتِ خداوندی کی طرف سے اس کے لئے پیغام ہوا کہ تو جنت میں داخل ہو! وہ اس شہادت کے مرحلے پر جب پہنچ رہے تھے تو راہ حق میں شہادت کی نعمت کو دیکھتے ہوئے وہ یہ کہہ رہے تھے اور تمنا کر رہے تھے کہ ''یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ'' کاش میری قوم یہ جان لے کہ میرے پروردگار نے میری کس طرح مغفرت کی اور مجھے کتنے اعزاز واکرام سے نوازا گیا۔

قدرت کے دلائل اور احوالِ قیامت

ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کیں۔ نظامِ قدرت کی خوبی کو ذکر کیا کہ کس طرح کائنات اللہ تعالیٰ کے بہترین نظام کے اوپر قائم اور مرتب ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا قیامت کا برپا کرنا تو صور پھونکا جائے گا اور نفخِ صور پر سب مردے اپنی اپنی قبروں سے نکلتے ہوئے اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ہر مکذبین کی زبان سے یہ کلمہ جاری ہوگا ''یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ھٰذَا'' کہ ہائے ہلاکت ہمارے لئے کہ ہمارے اس مرقد سے اور خواب گاہ سے ہمیں کس نے بیدار کر دیا؟ یہ آواز انہیں منکرین و مکذبین کی ہوگی کہ جن کو قیامت

پر یقین نہیں تھا اس وقت اللہ کی طرف سے اعلان ہوگا ۔ مجرمو! علیحدہ ہوجاؤ اور خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندے علیحدہ ہوجائیں گے ۔ مجرمین کو حکم ہوگا کہ تم اپنی بداعمالیوں اور کفر کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوجاؤ! چنانچہ وہ جہنم کی مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے ۔

انتباہ

اس مضمون کے ساتھ ایک قانونی انداز میں یہ چیز ذکر کی گئی ہے کہ پروردگار جس کو ایک زندگی طویل عطا کردے تو ظاہر ہے کہ اس طویل زندگی میں اس کے لئے اسباب کی ضرور توفیق حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ حق کو پہچان لے نبی کریم ﷺ کی رسالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ’’وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ‘‘ ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کو نہ شعر سکھایا اور نہ شاعری پیغمبر کی شان کے مناسب ہوسکتی ہے یہ اللہ کی طرف سے ذکر اور ہدایت کا پیغام ہے تاکہ نبی کریم ﷺ اس پیغام خداوندی سے ہر ایک کو حیاتِ جاودانی عطا کردیں ۔

اثبات قیامت پر مثال

اس مضمون کو ایک مثال کے ذریعہ سے بھی ثابت کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ پروردگار عالم جب ہر چیز کے ایجاد پر قادر ہے تو یہ کیسے کسی کو فکر ہوا تامل ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العٰلمین قیامت قائم نہیں کرسکے گا اور یہ چیز کے فنا ہونے کے بعد اور ہر انسان کے مرنے کے بعد اس کو دوبارہ زندگی نہیں دے گا ۔ اس مضمون کو اس لفظ کے ساتھ مؤکد پختہ کردیا گیا ’’فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ‘‘ کہ پاکی ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں ہر قسم کی چیز کی سلطنت ہے اور اے انسانو! تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۔

سورۃ والصّٰفّٰت

ربط: پانچویں رکوع میں جوکہ سورۃ والصّٰفّٰت کی ابتدا ہے اس میں حق تعالیٰ شانہ کی عظمت وجلال کوذکر کیا جارہاہےاور یہی مضمون ثابت کیا گیاکہ ''اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ '' کہ اے انسانو! تمہاراالٰہ ایک ہی اور یکتا معبود ہے۔ پروردگار نے جس طرح آسمانوں کوستاروں سے زینت دی ستاروں کی سیراور رفتارکوجس نظام کے ساتھ مقرر کیاوہ اس کے حکم کے تابع ہیں ان سب چیزوں کوایک اسلوب کے ساتھ بیان کیا جارہے۔ان تمام دلائل کودیکھ کرمشرکین مکہ جوانکار کرتے تھےان کے انکارکوذکرکیا گیااورکہا گیا کہ یہ لوگ سب کچھ دیکھ کراورسوچ سمجھ کربھی نبی کریم ﷺ کاانکارکررہے تھے۔

مناظر قیامت

چھٹے رکوع میں قیامت کا منظرذکرکیا جارہا ہے ۔کہ ظالموں کواور ظالموں کے ساتھیوں کو قیامت کے روزمبعوث کیاجائے گااورکہاجائے گا کہ ٹھہرو! تم سے سوال کیا جارہاہے۔ان سے یہ بھی کہاجائے گا کہ آخروہ تمہارے مددگارکہاں چلے گئےجن کی مددپرتم کوگمان اورگھمنڈ تھا؟ یہ بےیارومددگاروہاں پربدحواسی کے عالم میں ہوں گے۔اوراللہ کافرمان ان کےاوپرثابت ہوجائے گا۔یہ اس وقت معذرت بھی کرتے ہوئے ہوں گےلیکن ان کی معذرت اس وقت کسی درجہ میں مفیدنہ ہوگی۔اس کے بالمقابل پروردگارکے وہ بندے جومخلص ہیں، چھانٹے ہوئے ہیں، برگزیدہ ہیں،ان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک رزق ہوگاعزت وکرامت کااورجنت کی نعمتیں ہوں گی اورعزت وکرامت کے ایسے مکانات ہوں گےجن کے سامنےخدام ''کَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ'' (عمدہ شراب کے جام) کو

گھماتے پھرتے ہوں گے۔ وہاں ان کے لئے راحتوں کی کوئی کمی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے حورِعین موٹی موٹی خوبصورت آنکھوں والیاں مقرر فرمائے گا وہ ''قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ'' صرف اپنے خاوند کو دیکھیں گی غیر سے نظر بچانے والی ہوں گی کہ وہ نگاہیں روکنے والی ہوں گی۔

منکرین قیامت کی تردید

حق تعالیٰ شانہ ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے اس منکر اور مکذب کا قول نقل کرتا ہے جو کہتا ہے کہ دیکھو! یہ کس طرح پر قیامت کی باتیں بیان کی جارہی ہیں۔ کیا ہم کو ہمارے اعمال کا بدلا دیا جائے گا کہ ہم کو پھر جزا وسزا میں مبتلا ہونا پڑے گا؟ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ایک شخص کا تذکرہ قیامت کے متعلق کیا جارہا ہے اور یہ قرین اور ساتھی ہوگا وہ کہتا ہوگا کہ کیا جب ہم مرجائیں گے تو دوبارہ ہم کو زندہ کرکے ہم بدلہ دیئے جائیں گے؟ تو حق تعالیٰ شانہ نے اس کی تردید کی اور اس موحد شخص کے ایمان اور توحید کا تذکرہ کیا۔ اس چیز کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ ایمان اور توحید پر انسان کا خاتمہ ہونا یہی تو فوزِ عظیم ہے۔ اسی کے لئے دنیا میں انسانوں کو عمل اور اپنی جدوجہد برقرار رکھنا چاہیے۔

جہنم کی دردناک سزا

آخرت میں جہنم کی سزاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے شجرۃ الزقوم (زقوم کا درخت) کا ذکر کیا، جو جہنم کی جڑ سے اگنے والا ہوگا اور اس شجرہ زقوم تلخ اور کانٹے دار درخت کو جہنمیوں کی غذا بنایا جائے گا اس چیز سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو محفوظ رکھنے والا ہوگا۔

ذکر سیدنا نوح علیہ السلام

ساتویں رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے خدا کو پکارا، خدا بھی بہترین جواب دینے والا ہے، اپنے بندوں اور رسولوں کے لئے۔ وہ قوم کے انکار و تکذیب کی وجہ سے جس کرب اور بے چینی میں پڑے ہوئے تھے اللہ نے انہیں نجات دی اور قوم غرق کی گئی۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں "سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ"

ذکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام

اس چیز کا ذکر کرتے ہوئے پھر حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم کے مقابلے میں کس طرح دلائل قائم کئے ان کے بتوں کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو سمجھانا چاہا کہ یہ وہ معبود تھے جن کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ یہ بے حس و حرکت ہیں ان میں کوئی قدرت و جان نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ واقعہ امتحان و آزمائش کا کہ جس میں انہوں نے خواب دیکھا اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے متعلق "یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ "خواب جب ذکر کیا تو باپ بھی ذبح کرنے کے لئے تیار اور بیٹا بھی ذبح ہونے کے لئے تیار سب تیاریاں جب ہوگئیں تو ادھر سے آواز دی گئی اور روک دیا گیا "وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ "یعنی جنت سے فربہ مینڈھا بھیجکر اسماعیل کی جگہ ذبح کروایا اور ذبح عظیم کے ساتھ فدیہ دیا گیا۔

حضرت موسیٰ، ہارون، لوط اور یونس علیہم السلام کا ذکر

انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا

تذکرہ کیا جارہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کس طرح مشقتوں کو برداشت کرتے ہوئے قوم کو حق کی دعوت دیتے رہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ کیا کہ کتنے مصائب اور پریشانیوں کے اندر مبتلا رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے جس وقت کہ وہ اپنی قوم سے مایوس ہوکر ارادہ کرنے لگے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں ابھی اللہ کی وحی نہیں آئی تھی کہ وہ قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ انبیا علیہم السلام کے لئے امتحان و آزمائش کا بھی عجیب دور ہوا کرتا ہے۔ جس کشتی میں سوار ہوئے اس کشتی کا توازن صحیح نہ رہا اور پانی میں چکر کھانے لگی تو کئی رسہ ڈالا گیا اور قرعہ اندازی میں نام انہی کا نکلتا رہا چنانچہ یہ سمندر کے اندر ڈال دیئے گئے۔ مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ کا حکم ہوا کہ مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رہے اور پھر ان کو مچھلی نے باہر میدان میں پھینکا وہاں پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے حضرت یونس علیہ السلام کی حفاظت کے لئے ایک ایسی چیز پیدا کردی جیسے کوئی بیل دار درخت ہو جو ان کے لئے سایہ کرتا تھا اور ان کے جسم کا نشو ونما ہو رہا تھا۔ ان مضامین کو بیان کرنے سے مقصود حق تعالیٰ شانہ کا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ کے دین کی اشاعت و تبلیغ میں کس طرح پر محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں "سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ" ان کلمات مبارکہ پر انبیا علیہم السلام کی سیرت کی عظمت اور بلندی کی طرف حوالہ فرمایا گیا۔

سورۂ ص

ربط: سورۂ ص میں نبی کریم ﷺ کی عظمت اور رسالت کی حقانیت کو بیان کیا جارہا ہے کہ کفارِ مکہ کس طریقے پر انکار کرتے تھے اس کا تذکرہ کیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر

ان مضامین کے ثابت کرنے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے لئے کس طرح پہاڑوں کو مسخر کر دیا گیا ان کے ساتھ صبح وشام پہاڑ تسبیح پڑھیں ہم نوا ہوا کرتے۔ پرندے بھی ان کے ساتھ شریک ہوا کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ ذکر کیا جو کہ ان کی خاص عبادت کے متعلق تھا مدعی اور مدعی علیہ ایک جھگڑا لیکر آئے وہ اس پر گھبرائے مدعی اور مدعی علیہ نے واقعہ اور دعویٰ پیش کیا ایک کہتا کہ میری ننانوے دنبی ہیں اور دوسرے کے پاس ایک اور وہ بھی یہ لینا چاہتا ہے۔ اور وہ مجھے اس کے اوپر مجبور کر رہا ہے حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے شخص! تو نے اس ایک دنبی والے پر بڑی زیادتی کی اس کو تو غصب کرنا چاہتا ہے ساتھ ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو خیال گزرا کہ میں نے جو عبادت کے لئے مخصوص وقت رکھا ہوا تھا اس میں یہ مداخلت ہوگئی اور تنبہ ہوا اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور استغفار اور توبہ کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے لگے جس پر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا "فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ" حضرت داؤد علیہ السلام کی عظمت وخلافت کو بیان فرما دیا گیا۔ انہیں مضامین پر حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ۔ مقصود ان سب سے نبی کریم ﷺ کو تسلی دینی تھی۔

پارہ نمبر 24

''فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْجَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ''

ربط: تیئسویں پارے کے اخیر میں یہ چیز ذکر کی گئی کہ جس کو اللہ تعالیٰ دین اور ایمان کی ہدایت دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے اس سعادت کو قبول کرنے کے لئے دل کھول کر اس کی آمادگی کو پیش کر دیتا ہے لیکن جو لوگ بدنصیبی کی وجہ سے محروم ہوتے ہیں ان کے لئے سوائے تنگی کے اور کوئی چیز نہیں ہوتی اور ان کا انجام آخرت میں تباہی اور بربادی کا ہوگا۔ اس تباہی اور بربادی کے انجام کو ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر کون اور ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بات لگائے اور جھوٹ بات لگانے کے ساتھ ساتھ سچائی کی تردید اور تکذیب کرتا ہو۔ تو ایسے شخص کے لئے یقیناً جہنم ہی ٹھکانا ہوگا۔ اس کے بالمقابل جو سچائی کا پیغام لیکر آئے اور جو اس پیغامِ صداقت کو قبول کرے اور اس کی تصدیق کرے یہی لوگ تقویٰ والے ہوں گے۔

وحدانیت پر دلائلِ قدرت

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے پھر اللہ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کی ہیں اور یہ چیز ظاہر کی کہ یہ کفارِ مکہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو سمجھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جائے کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ ہی پیدا کرتا ہے لیکن اس کے باوجود پھر خدا کے ساتھ یہ شریک بناتے ہیں عبادت میں اپنے بتوں کو۔ یہ کس قدر ان کا ظلم ہے۔ ایسی صورت میں ان کے لئے فرمایا گیا ''اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ'' اچھا تم

اپنی حالت پر عمل کرتے رہو! میں بھی اپنی حالت پر عمل کرتا ہوں۔ معلوم ہو جائے گا کہ ہر ایک کے عمل کا انجام اور نتیجہ کیا ہے۔

بعث بعد الموت پر استدلال

ایمان اور کفر کا مقابلہ بڑی شدت کے ساتھ چل رہا تھا اس سلسلے میں قیامت دن بعث بعد الموت ثابت کرنے کے لئے دوسرے رکوع میں حق تعالیٰ نے انسانوں کے اوپر نیند اور بیداری کے طاری ہونے سے استدلال فرمایا کہ وہ پروردگار انسان پر نیند واقع کرتا ہے۔ پھر بیداری اس کے اوپر واقع ہوتی ہے۔ یہ بیدار ہونا ہی بعث بعد الموت کی ایک نشانی ہے۔ پروردگارِ عالم قدرت کی نشانیاں ذکر کرتے ہوئے پھر انسان کی فطرت میں جو خدا کا تعلق اور خدا کی محبت ہے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بے اختیار ہو کر خدا کو پکارتا ہے۔

گناہوں کی بخشش کے لئے رجوع الی اللہ شرط ہے

تیسرے رکوع میں پروردگارِ عالم نے اپنے بندوں کو پیغامِ رحمت سے نوازا کہ اگر کوئی اللہ کی توفیق کے حاصل ہونے پر ایمان لانا چاہتا ہے تو اس کو ایمان لانے میں اپنی پہلی زندگی کو دیکھتے ہوئے کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ تو پیغامِ رحمت پروردگار کا ہے "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" کہ اے ہمارے پیغمبر! آپ میرے بندوں کو یہ پیغام پہنچا دو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کر لی ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اللہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے۔ بس شرط اتنی ہے "وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ" اپنے رب کی طرف تم رخ اور رجوع کر لو! اور جو اللہ کی طرف سے ہدایت

نازل کی گئی تم اس کی پیروی کرلو! ایسا نہ ہو جائے کہ جس وقت تمہارے لئے کوئی امکان باقی نہ رہے اور حسرت و مایوسی کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے تو اس وقت ظاہر ہے کہ تمہارا رجوع کرنا مفید نہ ہوگا۔ ایسے وقت تم کو یہی جواب دیا جائے گا ''بَلٰی قَدۡ جَآءَتۡکَ اٰیٰتِیۡ فَکَذَّبۡتَ بِهَا وَ اسۡتَکۡبَرۡتَ وَ کُنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ '' کہ اے انسان! ہماری نشانیاں تمہارے پاس آ چکی تھیں تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر اختیار کیا اور تو کافروں میں ہوا۔

مشرکین کی تردید اور مناظر قیامت

چوتھے رکوع میں پھر مشرکین کا رد کیا جا رہا ہے کہ کیا غیر اللہ کی عبادت کا کوئی جواز ہو سکتا ہے؟ ان لوگوں کو چاہئے کہ خدا کی عظمت اور منقبت کو پہچانیں۔ یہ مضمون بیان کرتے ہوئے قیامت کا منظر ذکر کیا جا رہا ہے کہ کس طریقہ پر کافروں کے گروہ جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے۔ ان کے لئے جہنم کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہاں نگران یہ کہتے ہوئے ہوں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول ﷺ نہیں آئے تھے کہ جو تم پر پروردگار کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہوں اور تم کو آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں، کیا ایسا نہیں ہوا؟ ظاہر ہے کہ کوئی جواب نہیں ہو سکے گا۔ تو ان کو کہا جائے گا ''اُدۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا فَبِئۡسَ مَثۡوَی الۡمُتَکَبِّرِیۡنَ '' اس کے بالمقابل جنتیوں کے گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے اور وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہوں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھلایا اور ہمیں ایسی جنت کا وارث بنایا کہ جس کی رحمتوں اور نعمتوں کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ اس وقت ملائکہ پروردگار عالم کے عرش کا گھیرا دیئے ہوئے ہوں گے عرش الٰہی کا طواف ہوگا ''یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ''

پروردگار کی حمد و پاکی کے ساتھ تسبیح بیان ہو رہی ہوگی۔ فیصلہ کر دیا جائے گا کہ نجات پانے والے جنت میں ہوں گے اور کافر عذاب جہنم میں مبتلا ہوئے ہوں گے۔

سورۂ مؤمن

ربط: سورۃ المؤمن میں اسی مناسبت سے پروردگار عالم نے اپنی عظمت اور کبریائی کی نشانیوں کو بیان کیا قوم نوح نے جو تکذیب کی اللہ کے رسول کی اور ان کے بعد آنے والی قوموں نے ان کے انجامِ بد کو بیان کیا۔ پھر اللہ کی عظمت و کبریائی کو بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا کہ اللہ رب العالمین اہلِ ایمان کو جنت کی نعمتوں سے نوازتا ہے اور جو کافر ہیں وہ کافر اپنے کفر کے انجام سے بچ نہیں سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ ان کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دی گئی مگر انہوں نے کبھی بھی اللہ کی دعوت کے اوپر کوئی توجہ نہ کی۔

اللہ سریع الحساب اور شدید العقاب ہے

پروردگار عالم سریع الحساب ہے۔ یہی مضمون ذکر کرتے ہوئے پھر دعوت دی جا رہی ہے کہ یہ مشرکین مکہ سفر کرتے ہیں شام کے علاقوں کا وہاں کی بستیاں دیکھتے ہیں تو کیوں نہیں ان بستیوں کو دیکھ کر ان منکرین و مکذبین کے انجام اور ان کی تباہی کے احوال دیکھ کر اندازہ کرتے اور یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ''اِنَّـهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ'' کہ پروردگار عالم بڑا مضبوط اور بڑی سخت گرفت اپنے مجرمین کے اوپر واقع فرمانے والا ہے؟

ایک مردِ مؤمن کا ذکر

نویں رکوع میں فرعون کی قوم میں سے ایک مؤمن کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ

وہ مردمؤمن جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا وہ ان لوگوں کو نصیحت کرتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمایت کرتا اور یہ کہتا کہ "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ" افسوس کہ تم ایک ایسے شخص کو ہلاک کرنے کے درپے ہو! جو یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس کی نصیحت کا مضمون بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے یہ خاص نکتہ اس کی نصیحت کا ذکر کیا جارہا ہے "يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ" اے قوم! آج کے دن تمہارے لئے بے شک قدرت وطاقت حاصل ہے لیکن تم سمجھو کہ جب یہ قدرت وطاقت تمہاری ختم ہو جائے گی تو تمہیں عذاب خداوندی سے کون بچائے گا؟ اس مردمؤمن نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی تاریخ بھی دہرائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی ذکر کیا لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود فرعون پر اور فرعون کی پیروی کرنے والوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔

فرعون کا احمقانہ تصور

حتیٰ کہ فرعون یہ کہتا ہامان کو کہ اے ہامان! تو ایک محل تیار کر میرے لئے کہ شاید کہ میں کچھ راستہ پالوں اور وہ راستے آسمانوں میں لے جائیں اور یہ دیکھوں کہ موسیٰ علیہ السلام کا خدا کہاں ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی اس بات کے اندر جھوٹ بول رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اس احمقانہ تصور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ" کہ فرعون کے لئے برا عمل اسی طریقہ پر رچا دیا گیا تھا اور وہ اللہ کی راہ سے روک دیا گیا لیکن فرعون کا مکر اللہ کے پیغمبر کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہ مردمومن لوگوں کو بدستور دعوتِ ایمان دیتا رہا اور کہتا رہا "يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ" اے میری قوم! تم کو کیا ہوا؟ میں تم کو نجات کی دعوت

دے رہا ہوں اور تم مجھ کو عذاب جہنم کی طرف دعوت دے رہے ہو؟ اس سلسلہ کے مجرمین کا جو حشر قیامت میں ہوگا ان کا ذکر کیا جارہا ہے۔

اللہ نے رسولوں کی کیسے مدد فرمائی

پھر پروردگار عالم اپنے رسولوں کی مدد جس طرح دنیوی زندگی کے اندر کرتا ہے اس کا ذکر کیا۔ تاریخی واقعات کو بطور ثبوت کے بیان کیا کہ کس طرح فرعون اور فرعون کا لشکر غرق کر دیا گیا۔ اس کی دولت اور سلطنت تباہ کر کے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اس کا وارث بنایا گیا۔ پروردگار عالم نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے دن اور رات کی تبدیلی کا ذکر کیا اور اس تبدیلی کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جو خداوندِ عالم رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی لانے پر قادر ہے وہ اسی طریقہ پر اپنے انبیاء اور رسولوں کی تکالیف اور مشقت اور مغلوبی کو ختم کر کے ان کے لئے فتح و نصرت کی صورت پیدا کرنے پر قادر ہوگا۔

گزشتہ سے پیوستہ

پروردگار عالم نے ان مکذبین کا پھر ذکر کیا جو بغیر کسی دلیل اور وجہ کے انبیا علیہم السلام کا مقابلہ کرتے رہے۔ ان کے مقابلے کا جو انجام ہوا اس کا ذکر کیا کہ وہ ان کے لئے سوائے ہلاکت اور تباہی کے اور کوئی چیز نہ ہوئی اور وہ حجت بازی ان کے لئے کامیاب ثابت نہ ہوئی ''فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ'' ایسے وقت جب خدا کا عذاب ان کے سامنے آیا وہ ایمان لانے کے لئے تیار ہوئے لیکن ان کا ایمان لانا ان کے لئے مفید نہ ہوسکا۔ اس لئے چاہئے کے ہر شخص اس وقت سے پہلے، پہلے ایمان لے آئے کہ کہیں ایسا وقت نہ آجائے

جس وقت اس کے ایمان کو ٹھکرا دیا جائے گا۔

کافروں کو تنبیہ

پروردگار عالم کی طرف سے قرآن کریم اس موقع پر کفار کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے ''قُلۡ اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ'' اے لوگو! کیا تم اس پروردگار کا انکار کرتے ہو جس نے زمین پیدا کی، زمین میں جتنی مخلوقات ہیں وہ پیدا کیں، پہاڑ زمین پر قائم کئے، زمین پر سبزے اور غلے اگائے، اللہ نے آسمانوں سے بارشیں برسا کر کس طریقے پر دنیا کو شاداب بنایا، ستاروں اور چاند سورج سے کس طریقے پر آسمانوں کو زینت دی؟

عبرت کے لئے قوم عاد و ثمود کا ذکر

پروردگار عالم نے یہاں پر عاد و ثمود کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ قوم عاد کو تم دیکھو! کہ وہ کتنے مضبوط اور قوی تھے لیکن انہوں نے جب اللہ کے رسول ﷺ کا مقابلہ کیا تھا تو ان پر ایک ایسی آندھی اللہ نے مسلط کر دی جو ان کے لئے نحوست کا پیغام لیکر آئی اور ان کو تباہ و برباد کر کے چھوڑ دیا۔ قوم ثمود بھی اسی طرح پر اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں ہلاک کر دی گئی انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو اختیار کیا ''فَاَخَذَتۡهُمۡ صٰعِقَةُ الۡعَذَابِ الۡهُوۡنِ'' یعنی ان پر ایک چیخ اللہ کی طرف سے دردناک عذاب کی شکل میں مسلط ہوئی۔

قیامت کا منظر

اس مضمون کو اختتام کے طور پر بیان کرتے ہوئے پھر قیامت کا منظر بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ اللہ کے دشمن کس طریقے پر قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے۔ ان کے چہروں پر کس طرح ذلت اور ندامت برستی ہوگی۔ کیا کوئی مجرم یہ

سمجھ سکتا ہے کہ وہ خدا کی نظروں سے چھپ جائے گا؟ نہ کوئی چیز خدا کے علم سے دور ہے نہ کوئی چیز خدا کی نظروں سے چھپی ہوئی ہے۔ ہر انسان کو اپنے انجام کو خوب سوچ لینا چاہیئے۔

کافروں کی قرآن کے خلاف سازش

کافروں کی وہ تدبیر اور سازش جو قرآن سے ورغلانے کی اختیار کی جایا کرتی تھی آخری چند رکوعوں میں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہا کرتے کہ ''لَاتَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْافِیْہِ'' اے لوگو! تم نے قرآن کو سننا ہی نہیں بلکہ اپنے شور و شغب سے قرآن پاک کی آوازوں میں آوازیں ملا کر ایسے لوگوں کو بدحواس بنادو۔ قرآن کریم اس پر فرما رہا ہے کہ یہی جزا ہے اس اللہ کے دشمنوں کی جو کہ جہنم ہے جس کے اندر وہ مبتلا ہو جائیں گے۔

بدکار اور نیکوکار لوگوں کا ذکر

قرآن کریم اس موقع پر جن وانس میں سے کفر کرنے والوں کی بداعمالیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے انجام کی نحوست بیان کرتا ہے۔ اس کے بالمقابل وہ لوگ تھے جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں ''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآاِلَی اللہِ'' سے ان کی خوبی کو بیان کر رہا ہے تو اس سے بہتر کس کا قول ہوگا جو اللہ کی طرف دعوت دے خود بھی اس پر عمل کرتے ہوئے ہوں اور اعلان کرتے ہوئے ہوں کہ ہم اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کیا فضیلت اور منقبت ہوگی اس راہ میں بھٹکانے والی طاقتیں انسان کو بھٹکایا کرتی ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے ہدایت اور تاکید فرمائی کہ شیطان کے وسوسے سے انسان کو راہ حق سے ڈگمگانا نہ چاہیئے۔ بڑی ثابت قدمی کے

ساتھ اللہ کی راہ پر قائم رہنا چاہیے۔ جو ملحدین اللہ کی آیتوں کے اندر الحاد اور تحریف کرتے ہیں ان سے باخبر رہتے ہوئے خدا کے دین کی پوری پوری حفاظت کرنی چاہیے۔ ان مضامین پر نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کو، قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت فرمایا گیا۔

پارہ نمبر 25

''اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی ....مَامِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ''

ربط: چوبیسویں پارے کے اخیر میں قرآن کریم کی عظمت اور حقانیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا تھا کہ ''وَاِنَّهُ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ لَّا یَاۡتِیۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ'' کہ یہ کتاب بڑی عزت والی کتاب ہے باطل کے لئے یہ قدرت ہی نہیں ہے کہ اس کتاب الٰہی کے سامنے سے اس کے پیچھے کی جانب سے اس کے الحاد اور تحریف کی کوئی راہ اس کتاب الٰہی میں کبھی بھی نہیں مل سکتی ہے کسی ملحد کو اور کسی گمراہ کرنے والے انسان کو۔ اس مناسبت سے پچیسویں پارے کی ابتداء میں دلائلِ قدرت ذکر کرتے ہوئے انسانی فطرت کی ایک کمزوری کے اوپر آگاہ کیا گیا کہ یہ انسانی فطرت ہے اور اس کی کمزوری کہ اللہ کی نعمتوں میں جب انسان منہمک ہوتا ہے خدا کو بھلا دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ خود میرے اپنے کمال کی وجہ ہے قیامت کا بھی انکار کرنے لگتا ہے لیکن جونہی وہ کسی تکلیف میں پڑ جائے گا تو اس وقت وہ خدا کو یاد کرنے لگے گا ''فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ'' تو جب ہی لمبی چوڑی دعاوں کے اندر مشغول ہوگا۔

اللہ کا بندوں سے شکوہ

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی آیتیں اور نشانیاں زمین و آسمان کے کناروں میں دکھلا دی ہیں۔ انسانوں کے سامنے پھر بھی آخر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کو اور اللہ کے دین کو قبول نہیں کرتے۔

سورۂ شوریٰ

ربط: اس سلسلے میں پروردگار عالم نے وحی کی عظمت کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات بیان فرمائی کہ یہ دین کوئی نیا دین نہیں ہے یہ دین تو وہی ہے جو اللہ نے نوح علیہ السلام کو وصیت کی یعنی دین توحید اسی طریقہ پر حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام بھی سب کو پروردگار کی طرف سے یہی حکم تھا "اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ" تم اللہ کے اس سچے دین کو قائم کرو اس میں کوئی اختلاف نہ کرو! لیکن اس کے باوجود جب یہ کفار مکہ اس دعوت توحید کو سن رہے تو کیوں ان کو تردد اور تامل ہو رہا ہے؟

نبی علیہ السلام کو استقامت کا حکم

قرآن کریم نے اس موقع پر نبی کریم ﷺ کو استقامت کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ "وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ" آپ اپنے امر پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہیے لوگوں کی خواہشات کی طرف آپ ادنیٰ توجہ نہ کیجئے۔ اس موقع پر چونکہ انسانی طبیعت میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے کہ اپنے کسی مقصد کے لئے دوسرے کی کسی خواہش کو پورا کرے تو قانون مقرر کر دیا گیا کہ اہلِ کفر کی کسی خواہش کی کوئی پرواہ دعوتِ ایمان اور توحید کے پیغام میں ہرگز نہ کرنا چاہئے واضح طور پر خدا کا فیصلہ دنیا کے سامنے پیش کر دینا چاہئے۔

دنیا کی فکر اور آخرت کی فکر والے کا انجام

یہ دنیا کی زندگی حقیقت میں دھوکہ کی چیز ہے اگر کوئی شخص یہی چاہتا ہے کہ دنیا کمائے تو قدرت خداوندی کی طرف سے فرمایا جا رہا ہے کہ اس کی کھیتی میں

برکت دے دیتے ہیں اس کی کھیتی کو کامیاب بنادیا کرتے ہیں لیکن یہ کہ آخرت کی کھیتی حقیقت میں وہی کامیاب کھیتی ہے اس لئے ان کو اپنے انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظالم جس وقت قیامت میں پروردگار کے سامنے حاضر ہوں گے تو کس قدر بے چین ہوں گے بے قراری کے عالم میں اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے ہوں گے اس کے مقابل اہل ایمان ''فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ'' جنتوں کے باغیچوں میں ہوں گے وہ اللہ کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے۔ یہی وہ پیغام بشارت ہے جو کہ پیغمبر علیہ السلام دنیا میں لیکر آئے۔

مشرکین مکہ کی ہدایت پر تکوینی امر سے استدلال

اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم نے اپنے ایک خاص انعام اور رحمت کا تذکرہ فرمایا کہ ''وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ'' کہ پروردگارِ عالم کا یہ تکوینی نظام ہے کہ بارش برساتا ہے جب کہ لوگ مایوس ہو چکتے ہیں کہ اب ہم سے کوئی غلہ نہیں ہوگا کوئی کھیتی نہیں اگے گی اور اللہ تعالیٰ اس مایوسی کے عالم میں بارش برسا کر اپنی رحمت بکھیر دیتا ہے تو اسی طرح وہ قوم کہ جس سے آج اے ہمارے پیغمبر! جس کو مایوسی نظر آرہی ہے کوئی بعید نہیں کہ پروردگار ان پر ابر رحمت برسا کر ان میں سے اہلِ ایمان پیدا کر دے۔ یہ ایک بشارت تھی اس بات کے لئے کہ اب عنقریب اہل مکہ ایمان سے سرفراز کردئے جائیں گے۔

نبی علیہ السلام کو صبر کی تلقین

پروردگارِ عالم نے اس موقع پر نبی کریم ﷺ کو صبر کی تلقین فرمائی اور ہدایت وگمراہی کا راز بیان کر کے یہ فرمادیا کہ آپ ﷺ تو لوگوں کو ایسی چیز کی

عوت دیتے رہئے ''اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِرَبِّکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ '' اپنے پروردگار کی دعوت کو قبول کرو! اگر یہ اعراض کرتے ہیں تو بہرحال اس کا انجام انہی کو بھگتنا ہوگا ''فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا '' ہم نے آپ کو کسی کے اوپر نگران مسلط بنا کر نہیں مبعوث کیا ہے ''اِنۡ عَلَیۡکَ اِلَّا الۡبَلٰغُ '' آپ پر تو اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔

وحی اور رسالت کی حقیقت

اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی وحی اور رسالت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ''وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا '' کسی بھی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر یا تو بصورت وحی یا بصورت پردہ یا اس صورت سے کہ کوئی قاصد اس کی طرف بھیج دیا اور وہ اللہ کا قاصد اور فرشتہ اس کے سامنے آ کر خدا کا پیغام پہنچا دے۔ یہی ہے وحی الٰہی جو ہم آپ کی طرف اے نبی کریم ﷺ کر رہے ہیں فرمایا جا رہا ہے ''مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ '' آپ تو اس سے پہلے جانتے نہیں تھے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان لیکن یہ ایک نور ہے جو اللہ کی طرف سے ہم نے آپ پر اتارا ''وَاِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ '' اور آپ لوگوں کو خدا کے سیدھے راستے کی طرف بلانے والے ہیں جو اللہ رب العٰلمین آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے اس کی طرف تمام امور کو لوٹ کر جانا ہے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے یہ سورۃ مکمل ہوئی۔

سورۂ زخرف

ربط: سورۂ زخرف کی ابتداء پھر قرآن کریم کی حقانیت سے کی جا رہی ہے اور فرمایا جا رہا ہے کہ کتنے ہم نے نبی اور رسول بھیجے ان کے ساتھ ان کی قوم نے

مذاق کا معاملہ کیا خدا کی گرفت سے وہ قومیں نہ بچ سکیں حالانکہ وہ قومیں خود خدا کی قدرت کا اقرار کرتی تھیں یہ تمام چیزیں اللہ کی نشانیوں کو ماننے کے باوجود بھی خدا پر ایمان نہ لانا یہ ان کی بدنصیبی کی چیز تھی۔

کفارِ مکہ کی مشرکانہ رسوم

اس موقع پر کفار مکہ کی بعض مشرکانہ رسوم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجیب قوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کی باتوں سے انکار کرتی ہے اور پروردگارِ عالم کے لئے بیٹیوں کو ثابت کرتی ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں کس قدر غضبناک بات ہے ان کی جوان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ حق تعالیٰ تو ہر چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ غرض اس قسم کی چیزیں پہلی امتوں کے اندر بھی پیش آئی ہیں اور ہر بستی کے جو عیش پرست لوگ ہوتے تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرتے رہے۔

تسلی رسول ﷺ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

اس کی مناسبت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا جارہا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اور اپنے باپ کو توحید کی دعوت دی اور اعلان کردیا کہ میں تمہارے معبودوں سے بَری ہوں سوائے اس پروردگار کے جس نے مجھے پیدا کیا میں کسی کی طرف رخ نہیں کرتا۔ انہوں نے نصیحت کی اور نصیحت کرنے کے باوجود قوم باز نہ آئی۔

کفارِ مکہ کا اعتراض

اس تاریخی واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے سامنے جو منکرین

ایک اعتراض کرتے تھے ان کا ذکر کیا کہ قریش مکہ کہا کرتے کہ ''لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ '' کہ یہ قرآن جو محمد ﷺ کے اوپر اتارا گیا جو ایک یتیم ہیں کیوں نہ کسی ایسے عظیم شخص کے اوپر اتارا گیا جو طائف اور مکہ کے سربرآوردہ اور سرداروں میں سے ہوتا؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کیا یہ اپنے رب کی رحمت کو تقسیم کررہے ہیں؟ یہ چیز ان کے دخل دینے کی نہیں ہے ہم جس پر چاہیں اپنی وحی نازل کردیں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی وحی کی تثبیت وتاکید فرمائی جارہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی تنبیہ کی گئی کہ جو اللہ کے وعظ ونصیحت کی باتوں سے اعراض اور بے رخی کرے تو اس پر ایک شیطان مسلط ہوجاتا ہے جو اس کو راہ حق سے ہمیشہ بھٹکائے رکھتا ہے۔ ایسے منحرف ہونے والے لوگ جو ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بے شک مذاق کی باتیں کرتے ہیں مگر آخرت میں ان کو جب ان کا انجام سامنے آئے گا تو حسرت اور مایوسی کے سوا کوئی ان کے لئے سامان نہ ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنی قومؑ کے سامنے جب نشانیاں لیکر آئے تو قوم ہنسنے لگی، ان کا مذاق اڑانے لگی اور کہنے لگی وہ قوم کہ اے جادوگر! تم جادو کے ذریعے ہمارے سامنے ان چیزوں کی دعوت دیتے رہو تم اپنے رب کو بلالاؤ جو کچھ تم ڈرار ہے ہو عذاب سے تو تمہارا رب وہ عذاب ہم پر نازل کردے۔ کس قدر گستاخی کی چیز تھی فرعون نے بھی اپنی قوم میں اعلان کردیا کہ اے میری قوم! تم جانتے ہو کہ یہ ملک مصر میرا ہے تمام نہریں میری ملکیت ہیں یہ باغات وشادابیاں میں نے قائم کی ہیں یہاں پر بتلاؤ

میں بہتر ہوں یا یہ موسیٰ علیہ السلام جو نہایت حقیر وذلیل ہے (العیاذ باللہ) یہ جو اپنی بات کو بھی واضح نہیں کر سکتے یہ بہتر؟ نہ ان پر کوئی سامان عزت وعظمت کا ہے نہ ان پر کوئی زیورات ہیں نہ ان کا کوئی لباس قیمتی ہے غرض اس طرح پر فرعون اپنی قوم کو موسیٰ علیہ السلام کی عظمت سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

عیسائی اور مشرکین مکہ

ادھر عیسائی قوم عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو خدا کے بندے سمجھنے کی بجائے خدا کی خدائی میں شریک ماننے لگے۔ اس پر مشرکین مکہ یہ اعتراض کرنے لگے کہ بتلاؤ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی معبود ہیں اور آپ ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے معبود جہنم کا ایندھن ہوں گے تو بتلاؤ کہ یہ نصاریٰ کے معبود کہاں جائیں گے۔ الغرض اس قسم کی باتیں محض لوگوں کو ورغلانے کے لئے اور ان کے ذہنوں میں تشویش پیدا کرنے کے لئے کرنے لگے۔

مطیعین اور مجرمین کا انجام

اس پر قرآن کریم نے واضح طور پر قانون ذکر فرمایا ''یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ'' اے میرے بندو! تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں ہوگا قیامت کے روز اور نہ تم غمگین ہوگے۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے پیدا کی ہے ایسی نعمتیں اللہ تعالیٰ مطیعین کو دے گا۔ مجرمین عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے اور ان کے لئے کوئی مددگار وہاں پر نہ ہو سکے گا۔

عقیدہ ابنیت اور مشرکین کی تردید

اخیر میں ان لوگوں کی بات کی تردید کرنے کے لئے فرمایا گیا ''قُلْ اِنْ

کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ”اے ہمارے پیغمبر ! آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں ہوتا۔ یہ تم نے کس قدر ظالمانہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا کی اولاد ہے۔ الغرض اس مضمون میں حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرتے ہوئے مشرکین مکہ کے لغو و بے ہودہ اعتراضات کا رد کیا۔

سورۂ دخان

ربط: سورۂ دخان کی ابتداء قرآن کریم کی عظمت سے ہے اور لیلۂ مبارکہ جو شب براءت ہے اس کی خصوصیت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اس میں ہر چیز کا اللہ کی طرف سے فیصلہ کیا جاتا ہے یہ پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک انعام اور رحمت ہے اس کے بندوں کے لئے۔ اس موقع پر پھر دلائل قدرت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مشرکین اور منکرین ان تمام نشانیوں کو دیکھ رہے ہیں لیکن پھر بھی یہ اسی طریقہ پر اپنی سرکشی میں مبتلا ہیں تو ایسی صورت میں ان کو یہی کہہ دینا چاہئے ”فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ “ کہ خدا کے عذاب کا تم انتظار کرو! جب خدا کا عذاب تمہارے سامنے آئے گا اس وقت میں تم چیختے پکارتے ہوئے ہو گے کہ اے پروردگار! تو ہمارے سے یہ عذاب دور کر دے ہم ایمان لاتے ہیں جواب یہ ہو گا کہ اب کہاں نصیحت کے قبول کرنے کا وقت رہا ہے تم تو پہلے اللہ کے عذاب کا مذاق اڑاتے رہے۔

ذکر جہنم اور ایمان والوں کو تسلی

اسی طریقے پر قوم فرعون کا تاریخی حوالہ دیا اور یہ فرمایا گیا کہ وہ بھی اللہ کے پیغمبر کا مذاق اڑاتی تھی لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ خدا کا عذاب ان سے

نہ ٹل سکا قرآن کریم ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو تسلی دیتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ’’کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ‘‘ ان تمام قوموں کے واقعات کو سن لو اے مسلمانو! ان سب کی عزتیں عظمتیں ختم کر کے ایمان لانے والوں کو اور اس کے رسولوں کو اس کا وارث بنایا یہ فرعون کیا چیز ہے اسی طریقے پر اس کی طاقت کا کیا انجام ہوا یہ سب تاریخی واقعات تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔ اسی مضمون کو پھر جہنم کے عذاب اور اس کی شدتوں کے اوپر پورا کیا گیا اور یہ کہ کفار کس طرح پر تمنا کرتے ہوئے ہوں گے کاش کہ ہم کو موت ہی نہ آتی لیکن یہ تمنا ان کی بے معنی اور بے سود ہوگی۔

سورۂ جاثیہ

ربط: سورۂ جاثیہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ اپنے دلائلِ قدرت کا اعادہ فرماتے ہوئے منکرین اور کافروں پر حجت قائم کر رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کی حقانیت کو ثابت فرماتے ہوئے فرمایا ’’ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْھَا‘‘ یہ اللہ کا قانون اور دین ہے آپ ﷺ اسی کی پیروی کیجئے اور جو لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور انکار کرتے ہیں ان کے نہ آپ مذاق سے افسردہ ہوں اور نہ ان کے انکار سے مایوس ہوں۔ اسی میں آپ کی نصرت و کامیابی آپ کے شامل حال رہے گی۔ ان تسلی آمیز کلمات پر اس پارے کو اللہ رب العالمین نے ختم فرمایا۔

پارہ نمبر 26

''حٰمٓ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ''

ربط: پچیسویں پارے کے اخیر میں یہ چیز ذکر کی گئی کہ جب مجرمین قیامت کے روز اپنے کفر کے انجام کو دیکھیں گے اور اللہ کی طرف سے عذاب ان پر مسلط ہوگا تو ہر طریقہ پر وہ پکاریں گے گڑگڑائیں گے لیکن اللہ کی طرف سے ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ جیسے تم نے دنیا کی زندگی میں ہم کو بھلا دیا تھا آج ہم تم کو بھی بھلائے دے رہے ہیں (یعنی رحمت کی توجہ نہیں دیں گے)۔ تمہارا ٹھکانہ یہی جہنم ہے اور آج تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اس مناسبت سے چھبیسویں پارے کی ابتداء اس چیز سے فرمائی جارہی ہے کہ دنیوی زندگی کے متعلق انسان کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کوئی لعب اور کھیل کے درجہ کی چیز نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے اس زندگی سے ایک مقصد مقرر کیا ہے انسان کے لئے، اگر اس مقصد کو انسان فراموش کرتا ہے تو یہ اس کی بہت بڑی بدنصیبی ہوگی۔ اس مقصد کے سمجھنے کے لئے جو نشانیاں اللہ نے پیدا کی ہیں ان نشانیوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے، ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے لیکن اس کے بالمقابل بدنصیب انسان اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا انکار کرتا ہے۔

کفارِ مکہ کہتے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتے

اس مناسبت سے کفار مکہ نبی کریم ﷺ کی رسالت سے لوگوں کو منحرف کرنے کے لئے برگشتہ کرنے کے لئے ایک عجیب قسم کا فلسفہ اختیار کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ تو بشر ہیں ہم جیسی حاجت بشریہ کے ساتھ متفق ہیں کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں تا کہ لوگ اس چیز سے برگشتہ ہوکر آپ ﷺ

کی نبوت پر ایمان نہ لائیں تو اس کے بالمقابل اعلان کر دیا گیا ''قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ '' کہہ دو اے پیغمبر! میں رسولوں میں سے کوئی عجیب وغریب رسول نہیں ہوں جیسے اللہ کے پہلے رسول اولادِ آدم میں سے اور جنس بشر میں سے آئے ہیں میں بھی اسی طریقے پر اولادِ آدم میں سے ہوں اور یہ نہیں فیصلہ کر سکتا کہ ''مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ '' کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا میں یہ نہیں جانتا یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا انجام کیا ہوگا اس لیے کہ ہر شخص کا نتیجہ اور انجام خدا کے علم میں ہے۔ میرے ذمہ تو یہ ہے کہ جو وحی اللہ کی مجھ پر کی جائے میں اس کی پیروی کروں۔

کفارِ مکہ کے انکار شدید کا ذکر

دوسرے رکوع میں کافروں کے انکار کا تذکرہ کیا جارہا ہے اور یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے دین کے مقابلہ میں کس کس قسم کی سازشیں وہ کیا کرتے تھے، انسانی فطرت کے زلیغ کو اور اس کی خرابی کو ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ انسان بھی عجیب ہے جب گمراہی کے اوپر آمادہ ہوتا ہے تو نہ تو اسے کوئی ہدایت نافع بنتی ہے اور نہ ہی کسی کی نصیحت کا اس کے اوپر کچھ اثر واقع ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جب جہنم کی آگ ان کے اوپر مسلط ہوگی تو اس وقت یہ پچھتائیں گے اور یہ حسرت اور واویلا ان کے لئے کچھ کام نہ آئے گا۔

قوم عاد پر عذاب کیوں آیا؟

تیسرے رکوع میں قوم عاد کا تذکرہ کیا جو مقام احقاف میں گزری تھی اور اس کے اوپر جو عذاب خداوندی نازل ہوا تھا اس کا بھی ایک تاریخی حوالہ بیان فرمایا گیا۔ یہ قوم بھی اپنے پیغمبر کا انکار کرتی تھی۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس

وقت ایک بادل ان کے سامنے آیا اس بادل کے سامنے آتے ہوئے کہنے لگے ''ھٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا'' کہ یہ بادل ہمیں بارش برسائے گا۔ قدرت خداوندی کی طرف سے ان کا جواب دیا گیا نہیں جھوٹ بولتے ہو ''بَلْ ھُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِہٖ'' یہ بادل تو وہ ہے جس کی تم جلد بازی کرر ہے تھے اور مطالبہ کرر ہے تھے۔ اس بادل میں ''رِیْحٌ فِیْھَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' ایک ہوا ہو گی جو نہایت ہی دردناک عذاب لیکر تمہارے اوپر آرہی ہے ''تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّھَا'' اور ایسی تیز آندھی ہو گی کہ اپنے رب کے امر سے ہر چیز کو پارہ پارہ کردے گی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آندھی ان پر بھیجی گئی اور یہ قوم سب کی سب اس طرح پر ہلاک کردی گئی کہ ''فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰی اِلَّا مَسٰکِنُھُمْ'' صبح کا جب وقت آیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کوئی انسان ہی آباد نہیں تھا۔ قرآن کریم اس قانون کو ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ''کَذٰلِکَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ'' قوم مجرمین کا بدلہ ہماری طرف سے اسی طریقہ پر ہوا کرتا ہے۔

جنات کا ایمان بالقرآن کفار کے لئے عبرت ہے

یہ مضمون ذکر کرتے ہوئے اس کے بالمقابل جنات میں سے ایک جماعت کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ یہ انسان ہو کر بھی اتنا شعور حاصل نہ کرسکے کہ وحی خداوندی کو پہچانتے مگر جنوں کی ایک جماعت جب انہوں نے قرآن کریم کو سنا تو قرآن کریم کو سنتے ہی وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے ''فَلَمَّا حَضَرُوْہُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا'' جب سامنے آئے تو اپنے ساتھیوں کو کہنے لگے کہ اے گروہ! ذرا خاموش رہو توجہ سے سنو اور جب وہ قرآن کریم کی تلاوت کو سن کر فارغ ہوئے تو اب نہ صرف یہ کہ وہ مومن تھے بلکہ ''وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِھِمْ مُّنْذِرِیْنَ'' واعظ بن کر عذاب خداوندی سے ڈرانے والا بن کر لوٹ رہے تھے اور اقرار کرر ہے تھے ''یٰقَوْمَنَآ

اِنَّا سَمِعۡنَا کِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ''اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اتاری گئی جو اب سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے حق کی رہنمائی کرتی ہے صراط مستقیم دکھلاتی ہے'' یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰہِ ''اے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی دعوت کو قبول کرو! اس پر ایمان لاؤ وہ پروردگار تمہارے گناہوں کی مغفرت کرے گا ان کو عذابِ الیم سے نجات دے گا۔ مطلب یہ ہوا اس واقعہ کے ذکر کرنے کا کہ جنوں کی ایک جماعت تو خدا کی حقانیت سے کیسی متاثر بنی اور اپنی قوم کے لیے واعظ اور داعی بن کر وہ پہنچی ہے لیکن یہ قریش مکہ کیسے بدنصیب ہیں کہ قرآن کو سنتے ہیں اور قرآن کو سنتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں ان کو اس انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے کہ جس وقت کافروں کے سامنے عذاب جہنم ہوگا اور ان کو کہا جاتا ہوگا کہ دیکھو یہ عذاب ہے چکھ لو جس کا تم انکار کرتے تھے۔

تسلی رسول ﷺ

اس موقع پر پھر نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی اور صبر واستقامت کے ساتھ آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ اپنے کام میں لگے رہیں اور مکذبین کا انجام ہلاکت وتباہی ضرور ان کے اوپر مسلط ہو کر رہے گا۔

سورۂ محمد

ربط: سورۂ محمد کے مضامین بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت وحقانیت کے ثابت کرنے پر مشتمل ہیں ساتھ ہی یہ چیز بھی ذکر کی جارہی ہے کہ جو شخص بھی دلائل حق سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیتا ہے اس کے لئے سوائے ہلاکت کے اور کوئی انجام نہیں۔ کتنی بستیاں ایسی ہیں کہ جنہوں نے حق کا انکار کیا شیطان نے ان کی بداعمالیوں کو ان

کے لئے رچا دیا مگر نتیجہ ان کا ہلاکت وتباہی کی شکل میں رونما ہوا۔

منکرین کس کے منتظر ہیں

اب یہ منکرین آخر کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں ''فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً'' کیا یہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں، کہ ناگہاں ان پر قیامت مسلط ہو جائے؟ قیامت کے انتظار سے پہلے ان کو یہ سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ قیامت کی نشانیاں تو سامنے آ چکی ہیں۔

منافقین کا ذکر

پانچویں اور چھٹے رکوع کے مضامین اسی منہاج طریقہ پر چل رہے تھے یہاں تک نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرتے ہوئے ان لوگوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ جن کے دلوں میں روگ اور بیماری ہے وہ ہر دلیل کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اسی مضمون پر اس سورۃ کو ختم کیا۔

سورۂ فتح

سورۂ فتح کا مضمون نبی کریم ﷺ کی حقانیت کے لئے ایک تاریخی واقعہ کو بطور ثبوت کے پیش کیا جا رہا ہے ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا'' یہ عمرہ حدیبیہ کے سلسلہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی جبکہ نبی کریم ۶ ھ میں حدیبیہ میں روک دئے گئے تھے۔ عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا آپ ﷺ کے ساتھ چودہ سو یا پندرہ سو صحابہ موجود تھے لیکن کفارِ مکہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور رکاوٹیں قائم کیں یہاں تک کہ معاہدہ ہوا صلح نامہ مرتب ہوا۔

فتح مکہ کی خوشخبری

اس معاہدے کی رو سے نبی کریم ﷺ واپس مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ

لوٹ گئے راستے میں یہ سورۃ نازل ہوئی جس کے ابتدائی کلمات ''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا'' یہ اس فتح مبین کی خبر تھی کہ جو فتح مکہ کی صورت اللہ نے مقدر فرمائی تھی۔

بیعت رضوان کا ذکر

یہاں بیعت ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا جارہا ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ'' کہ جو آپ سے بیعت کررہے ہیں درحقیقت وہ اللہ سے بیعت ہورہے ہیں ''یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ اس بیعت الرضوان کی فضیلت قرآن کریم میں ''لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ'' کے کلمات سے فرمائی۔ وہ درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ بیعت لے رہے تھے اور صحابہ بیعت ہورہے تھے اس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہوا فتح ونصرت کا غنیمتوں کا اور کامیابی کا اس مقام پر اگرچہ ایک واقعہ ایسا پیش آرہا تھا کہ کفار مکہ کی ایک جماعت حملہ آور ہونے کے لئے آرہی تھی مگر حق تعالیٰ نے اپنی حکمت تکوینی سے ان کو مسلمانوں سے روک دیا اور مسلمانوں کو ان کے اوپر حملہ آور ہونے سے روک دیا ورنہ اس وقت باہمی کچھ لڑائی شروع ہوجاتی تو بہت ممکن تھا کہ وہ چیز جو اللہ نے مقدر فرمائی ہے اس میں کچھ رکاوٹ پیش آجاتی۔ قرآن کریم میں اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کافروں کے دل میں حمیت جاہلیہ اور عصبیت جاہلیہ ہے لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسی سکینت اور وقار کی کیفیت اتاردی ہے ''وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی'' اور ان پر ''کَلِمَۃَ التَّقْوٰی'' (کلمہ طیبہ یعنی ایمان) کو لازم کردیا کہ اس کے اثر کو اور اس کے رنگ کو ان کے دلوں کے اندر جمادیا نبی کریم ﷺ نے چونکہ خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہورہے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ

صحابہ بھی موجود ہیں تو اس خواب کی تصدیق کی جارہی ہے کہ "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ" کہ بے شک اے مسلمانو! تم مسجد حرام میں داخل ہو گے امن کے ساتھ سکون کے ساتھ۔

دین محمدی تمام ادیان پر غالب آئے گا

نبی کریم ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی ہدایت کی جامعیت کو بیان کیا جارہا ہے کہ ایسی ہدایت دے کر اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا اور دین حق "لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ" تا کہ دنیا کے تمام ادیان کے اوپر غالب آجائے۔

نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کی شان

آپ ﷺ کے نام نامی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" کہ محمد ﷺ خدا کے نبی اور پیغمبر ہیں آپ ﷺ کے ساتھیوں کی خصوصی شان یہ ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں مضبوط اور باہم ایک دوسرے کے لئے نہایت نرم دل اور مہربان، ان کی زندگیاں اس رنگ میں رنگی ہوئی ہیں "تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا" کہ ان کو تم دیکھو گے وہ لوگ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سربسجود ہیں کسی عبادت اور شغف میں ان کا اخلاص یہ ہے کہ "یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا" اور عبادت اور تقویٰ کے آثار ان کے ظاہر پر رونما ہیں کہ "سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر محسوس ہورہی ہیں سجدے کے آثار سے۔ یہ مثال اللہ نے اہل ایمان کی توراۃ اور انجیل میں بھی مقرر فرمادی تھی۔ تو ثبوت کے لئے اس کا بھی حوالہ دیا جارہا ہے۔

سورۂ حجرات

ربط: سورۂ حجرات میں نبی کریم ﷺ کی عظمت کے حقوق بیان کئے جارہے

ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبر سے آگے مسلمان کے بڑھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مسلمان کے لئے یہ چیز زیب نہیں دیتی کہ اپنی آواز پیغمبر کی آواز کے مقابلے میں بلند کرے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ پیغمبر کے ہر حکم کے سامنے سراپا اطاعت اور فرمانبردار بن جائے۔

اخلاقی غلطی کی اصلاح

قرآن کریم نے اس موقع پر ان لوگوں کا تذکرہ کیا کہ جو اہل ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے ان کے اوپر عیب کی اور طعن کی باتیں بیان کیا کرتے تھے قرآن کریم نے تسلی دی اور فرمایا کہ اے انسانو! یہ اللہ کی طرف سے پیدا کی ہوئی صورت ہے کسی کو اللہ نے عزت دی کسی کو اللہ نے ذلت دی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر انسان ایک مذکر اور مؤنث سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شعوب اور قبائل یہ خاندان اور قبیلے صرف پہچان کے لیے ہیں ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ' خدا کے ہاں کرامت والا وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

سورۂ ق

ربط: اس مضمون کو نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت میں بیان کرتے ہوئے سورۃ ق کے تینوں رکوعوں میں حق تعالیٰ نے قیامت کا مضمون قیامت کے ثابت کرنے کے لئے دلائل، وہاں پر اہلِ ایمان کے لیے جو راحتیں اور نعمتیں ہیں ان کا ذکر کیا اور جو جہنمیوں کے لئے عذاب اور شدتیں ہیں ان کا تذکرہ کیا۔ ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے آخرت میں جو ہر کافر کا برا حشر و انجام ہوگا اس کا ذکر کیا جارہا ہے۔ کہ کس طرح حسرت و ندامت میں وہ مبتلا ہوگا۔ قرآن کریم نے ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب کچھ حق تعالیٰ شانہ نے دنیا میں یہ چیزیں

ظاہر کردیں تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔اب قیامت کا انتظار کرنا یہ کسی کے لئے زینت دینے والی چیز نہیں ہے۔

سورۂ ذاریات

رابط: سورۃ والذاریات میں اس مناسبت سے قیامت کی ہولناکیاں بیان کی جارہی ہیں کہ جب قیامت برپا ہوگی تو کیسا شدید وقت ہوگا کیسی کرب و بے چینی کی حالت ہوگی انہیں مضامین کو آئندہ دلائل کے ساتھ قرآن کریم نے ذکر فرمایا۔

پارہ نمبر 27

''قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ''

ربط: چھبیسویں پارے کے اخیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پروردگار عالم کے فرشتوں کی جماعت کے آنے کا ذکر تھا یہ فرشتوں کی جماعت حضرت لوط علیہ السلام کی بستی اور ان کی قوم کو تباہ کرنے کے لئے بھیجی گئی تھی تو ان فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ کے قاصدو! تم کیوں آئے ہو تمہارے آنے کی غرض کیا ہے؟ انہوں نے اپنی غرض ذکر کی کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اللہ کی طرف سے یہ چیز طے ہو چکی ہے کہ ان پر پتھروں کی بارش کر دی جائے جن پتھروں پر نشان وعلامتیں لگی ہوئی ہوں گی۔

امم سابقہ کی تباہی کا ذکر

اس قوم کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور ان کے مقابل فرعون کی تباہی و بربادی کا تذکرہ کیا گیا۔ قوم عاد کی تباہی بیان کی گئی اور اس پر کس طرح آندھی کے جھونکے چھوڑے گئے جس سے وہ قوم تباہ ہوئی اور اس قوم کے نام ونشان مٹ گئے۔

ثمود کی قوم کی بھی تباہی کا ذکر کیا گیا ایک چیخ آسمان سے ان کو اپنی گرفت میں لینے والی ہوئی جس سے ان کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ اس قابل بھی نہ رہے کہ کھڑے ہو سکیں نام ونشان تک ان کا مٹ گیا۔

دلائلِ قدرت اور مقصد تخلیق جن وانس

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا بھی یہی انجام تباہی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ نے اپنی قدرت وعظمت کے دلائل ذکر کر دیئے کہ کس طرح اللہ نے آسمان پیدا کئے، کیسے زمین پیدا کی، کس طرح ہر قسم کی چیزیں آسمان وزمین کے درمیان بنائی ہیں۔ ان سب چیزوں کو ذکر کرتے ہوئے مقصد تخلیق کائنات کا ذکر فرمایا جارہا ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" کہ ہم نے جن وانس کو صرف اسی لئے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ مقصد تخلیقِ کائنات کا وہ عبادت خداوندی ہے۔

سورۂ طور

ربط: عبادتِ خداوندی کا مضمون ثابت کرنے کے لئے سورۃ الطّور میں پروردگار عالم نے طور کی قسم کھائی کتاب مسطور (لکھی ہوئی کتاب جو وحی الٰہی تھی) کی قسم کھائی اور جو کھلے ہوئے ورقوں میں تھی۔ بیتِ معمور جو فرشتوں کا آسمانوں پر مطاف اور کعبہ ہے آسمان جو سقفِ مرفوع (بلند کی ہوئی چھت) ہے وہ سمندر جو زمین کی سطح پر قائم ہے ان تمام قدرت کی نشانیوں کو ذکر کرتے ہوئے قیامت کا منظر یاد دلایا جارہا ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح چلنے لگیں گے، اڑنے لگیں گے لیکن یہ منکرین قیامت اب بھی اپنے اسی لہو ولعب میں مبتلا ہیں اور خدا کی قدرت کی اور اس کی نشانیوں کی تکذیب کررہے ہیں آخر کب تک تکذیب کرتے رہیں گے۔ اخیر میں کہا جائے گا "هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ" منکرین ان تمام چیزوں کے باوجود بھی اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ان کی سزائیں بیان کی جارہی ہیں اس کے بالمقابل اہل ایمان پر جو اللہ کے انعامات ہیں ان کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

نبی علیہ السلام کو دعوتِ حق پر استقامت کا حکم

ان تمام احوال کو ذکر کرتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرمایا

''فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ '' آپ ﷺ پروردگار عالم کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہئے۔ مشرکین آپ ﷺ کو خواہ کاہن کہیں، مجنون کہیں یا آپ کو شاعر کہیں آپ ﷺ تو اللہ کے فضل سے اس کی رحمت سے کچھ بھی نہیں ہیں ان چیزوں میں سے۔ آپ تو خدا کے برحق پیغمبر اور رسول ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ چیز بھی ذکر کر دی گئی کہ اگر یہ مشرکین آپ کے خلاف سازش کرتے ہیں تو کرنے دیجئے یہ اپنی سازشوں میں ناکام ہوکر رہیں گے اور اس وقت ان کو اپنی تمام تدابیر کے ضائع ہونے کا اندازہ ہوجائے گا جس وقت ایسے بے سرو سامان ہوں گے کہ ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا۔ ایسے موقع پر جبکہ اسلام کے دشمن اللہ کے دین کی دشمنی کے اوپر آمادہ ہوئے ہوں تو سب سے بہترین علاج یہ ہے کہ اللہ کی پاکی اور ذکر و تسبیح مین انسان مشغول ہوجائے اس لئے قرآن کریم نے اس موقع پر حکم دیا ''وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا '' اے ہمارے پیغمبر! آپ صبر اور نتظار کیجئے اپنے پروردگار کے فیصلے کا۔ آپ ہماری نظروں میں ہیں آپ اپنے رب کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہئے جس وقت صبح کو اٹھیں، رات کے حصوں میں بھی اور اس طرح سورج کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

سورۂ نجم

ربط : سورۃ النجم میں اسی مناسبت سے وحی کی عظمت اور اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر کلمہ وحی الٰہی ہے ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى '' وحی لانے والے فرشتے یعنی حضرت جبرائیل امین کی عظمت کو بیان کیا کہ وہ کیسے مضبوط اور قوی ہیں کس طرح وہ افقِ اعلیٰ پر نمودار ہوکر نبی کریم ﷺ کو وحی پہنچاتے رہے۔

واقعہ معراج میں نبی علیہ السلام کا قربِ الٰہی

اس جگہ پر پروردگار عالم نے معراج کے واقعات میں سے نبی کریم ﷺ کا حق تعالیٰ شانہ کے قریب ہونے کا مقام بیان کیا ''ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی '' کہ اس قدر قرب اور تدلی اور نزدیکی ہوئی کہ (انوارِ الٰہیہ کے) دوکمانوں کے بقدر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اس وقت پروردگار عالم کی طرف سے خاص وحی نبی کریم ﷺ کے لئے ہوئی اللہ کے کلام اور وحی کے ساتھ ایک موقع پر پس اسراء اور معراج دیدار خداوندی بھی نصیب ہوا، اس کی تحقیق اور تثبیت فرمائی جارہی ہے۔ کہ آپ ﷺ کا دل اس بات کو صحیح سمجھ رہا تھا کہ جو چیز آنکھ دیکھ رہی ہے وہ اپنی جگہ پر برحق ہے۔

جنت الماویٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر

سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر فرمایا جنت الماویٰ کا تذکرہ کیا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر جو انوار اور تجلیات برس رہے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی '' نہ نگاہ جھکی نہ ہٹی اسی مرکز نظر پر نگاہ جمی رہی جو انوار و تجلیات کے برسنے کا تھا۔ یہ چیز ذکر کرتے ہوئے اس کے بالمقابل مشرکین کے شرک و بت پرستی کی تردید کی جارہی ہے کہ یہ لات، منات وعزیٰ جیسے بت کیا اپنے لئے تجویز کر رکھے ہیں یہ ایک نام ہے جس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

انسانی زندگی محنت کا نام ہے

انسانی زندگی حقیقت میں سعی اور محنت کا نام ہے انسان اپنی زندگی میں جو محنت کرتا ہے اس کا نتیجہ اس کے سامنے آیا کرتا ہے ''وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا

مَاسَعٰی "پروردگار عالم نے اپنی عظمت اور کبریائی کو ذکر کرتے ہوئے آسمانوں پر اس کا کیا نظامِ تکوینی ہے اس کا ذکر فرمایا زمین پر اللہ نے کس طرح بہترین نظام مقرر فرمایا ہے اور یہ سب چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ بندوں کو اللہ نے آزمایا ہے ان کو اللہ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اس لیے جو لوگ نیک کام کریں گے ان کا انجام اللہ کی طرف سے رحمتوں اور عنایتوں کی شکل میں ہوگا اور جو روگردانی کریں گے ان کے لئے تباہی اور بربادی ان کا نتیجہ بنے گی۔

امم سابقہ کی تباہی کا ذکر

اس موقع پر پھر اللہ نے عاد اولٰی اور قوم ثمود اور قوم نوح کی ہلاکت اور تباہی کا ذکر کیا اور فرمایا "فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰی" کہ ان تمام بستیوں کو عذاب خداوندی نے جس طرح ڈھانک لیا وہ تاریخ دنیا میں موجود ہے "هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی" یہ پیغام ہے اللہ کی طرف سے لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرانے کے لئے۔ اب بھی اگر لوگ ان چیزوں سے انحراف، بے رخی کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی افسوس کا مقام نہیں۔ ایسے بدنصیبوں کے اوپر فرمایا گیا "اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ" اس بات پر تمہیں تعجب ہو رہا ہے، تم ہنستے ہو روتے نہیں ہو، آخر تم کب تک اس بے حسی کے اندر مبتلا رہو گے؟ اللہ کے لئے سجدہ کرو اس کی عبادت کرتے رہو۔

سورۂ قمر

ربط: سورة "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" میں قمر (چاند کے دو ٹکڑے ہوئے) کے معجزے کا ذکر ہے جو کفارِ مکہ نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا تھا وہ مطالبہ بھی اس انداز کے ساتھ کہ اگر آپ ﷺ یہ معجزہ دکھلا دیں گے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے اس معجزہ کو

ظاہر کیا چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے جو جبل ابی قبیس (پہاڑ کا نام) کے ایک جانب مشرق و مغرب میں واقع ہوئے ان مشرکین نے دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگے ”ھٰذَا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ“ یہ تو ایک جادو ہے جو مسلسل ہم پر کیا جا رہا ہے۔

ذکر نوح علیہ السلام سے نبی علیہ السلام کو تسلی کا بیان

حق تعالیٰ نے ان مکذبین و منکرین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہ اے ہمارے پیغمبر! یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی تکذیب کی اور کہنے لگے نوح علیہ السلام تو مجنون ہے اور ان کی توہین و تحقیر کرتے رہے۔ جب نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا یہ کہتے ہوئے کہ ”اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ“ اے پروردگار! میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما تو اللہ نے آسمانوں سے بارش کے دروازے کھول دیئے زمین کو پھاڑ دیا کہ چشمے ابلنے لگے، آسمانوں کا پانی اور زمین سے ابلنے والا پانی مل گیا، اس طرح اس طوفان نے تمام قوم کو اور آبادی کو تباہ کر دیا حق تعالیٰ فرماتے ہیں ”فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ“ دیکھنے والو! میرا عذاب کیسا تھا۔ میری دھمکیاں اور ڈرانے والی باتیں کیسی عظیم تھیں یہ ذکر کرتے ہوئے پھر حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی ناقہ (اونٹنی) کا تذکرہ کیا قوم لوط کی تکذیب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان سب کے ہلاکت کے انجام بیان فرماتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمادیا کہ متقین اللہ کی رحمتوں اور عنایتوں میں جگہ دیئے جائیں گے ”اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ“

سورۂ رحمٰن

ربط: سورۃ الرحمٰن میں جو سورۃ اللہ کے کلام پاک میں اس مقام اور مرتبہ کی حامل ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی ایک زینت اور دلہن ہوتی ہے

قرآن کریم کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔الفاظ کی زینت معانی کی عظمت کے ساتھ ایک عجیب کیف سامعین پر پیدا کرتی ہے۔انسانی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے وہ تمام انعامات بیان کئے جو اللہ نے انسانی زندگی میں مقدر فرمائے ہیں چاند اور سورج کا تذکرہ کیا آسمانوں اور زمینوں میں جن مخلوقات کو اللہ نے پیدا کیا انسانوں کے نفع کے لئے ،سمندر کا ذکر کیا۔شور اور تلخ پانی کا اور میٹھے پانی کا تذکرہ کیا ان تمام چیزوں کو ذکر کرتے ہوئے ہر موقع پر انسان اور جن کو یہ بتلایا گیا ''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ '' کہ اے جن وانس! تم اپنے پروردگار کی نعمتوں میں سے کس کو ٹھکراؤ گے اور کس کا انکار کرو گے۔

جن وانس کی تخلیق کا ذکر

انسانی تخلیق کا ذکر کیا کہ ایک کھنکھناتے ہوئے گارے سے پیدا کیا انسان کو مٹی سے اس طرح اللہ نے جنوں کو ایک دہکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا۔ ان تمام چیزوں کو ذکر کرنے سے پروردگارِ عالم کی غرض یہی ہے کہ جن وانس کو اللہ کی عبادت پر آمادہ ہو جانا چاہئے۔

اللہ بڑی قدرت والے ہیں

انسان اور جن چاہے اپنی جتنی ہی طاقت اللہ کے مقابلے کے لئے خرچ کر دیں لیکن اللہ کی قدرت سے نکل نہیں سکتے ''یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا '' کہ خطاب میں یہی چیز بیان فرمادی گئی ہے اہلِ ایمان اور مجرمین کا ذکر کرتے ہوئے جنت اور جنت کی نعمتوں کا بیان فرمایا، مجرمین کا ذکر کرکے جہنم اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا ذکر کیا۔اہلِ انعام اور جنتیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ''مومنین نے

جہاں تک کام کیا اس کے بدلے میں اللہ نے یہ نعمتیں ان کو دے دیں کہ ان کے لئے پھل بھی ہیں اور عزت واکرام کی مسندیں ہیں ان کے لئے حورِ عین (موٹی آنکھوں والی حوریں) ہیں اور ان کے لئے اللہ نے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں ''تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ'' یہ سب کچھ پروردگار عالم کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔

سورۂ واقعہ

ربط: سورۃ الواقعہ جو نبی کریم ﷺ پر نازل کی گئی جس میں انسانوں کے طبقات کی تقسیم کی گئی ہے۔ ایک طبقہ محرومین اور بدنصیب لوگوں کا ہے۔ فرمایا وہ وہ ہیں جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، ایک طبقہ کامیاب لوگوں کا ہے جن کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ایک طبقہ ان کامیاب ترین انسانوں کا ہے جو سبقت لے جانے والے ہیں ان کی نعمتوں کا ذکر کیا ان کے اکرام واعزاز کا ذکر کیا۔

دعوتِ فکر

آخر میں پھر حق تعالیٰ شانہ نے ستاروں اور ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھا کر یہ بات پوچھی کہ آخر بتاؤ تو سہی یہ جو کچھ تم دنیا میں چیزیں دیکھ رہے ہو یہ کس نے پیدا کی ہیں؟ یہ کھیتیاں کس نے پیدا کی ہیں؟ یہ پانی کس نے پیدا کیا؟ آگ کس نے روشن کی؟ یہ سب اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جس پر انسانی زندگی باقی اور قائم ہے۔ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان اللہ سے غافل بنے اس سے زیادہ اس کے لئے کوئی محرومی کا مقام نہیں ہوسکتا۔

سورۂ حدید

ربط: سورۃ الحدید میں حق تعالیٰ شانہ نے اپنی صفات اور اپنی خوبیوں کا حمد وثنا کے ساتھ تذکرہ کیا منافقین کی بداعمالیوں کا ذکر کیا اور ان پر وعید بیان فرمائی۔

پارہ نمبر 28

''قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ....اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ''

ستائیسویں پارے کے اخیر میں مضامین عقائد اور اللہ رب العالمین کی توحید کے ذکر کئے جارہے تھے قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ عقائد کے مضامین کے ساتھ ساتھ معاشرت کے ابواب اور اس کے مسائل بھی ذکر کردیئے جاتے ہیں۔اس پارے کی ابتداء میں ایک خاص واقعہ جو پیش آ گیا تھا اس کا تذکرہ ہے اور اس کے ایک حکم شرعی کو بیان کیا جارہا ہے۔

مسئلہ ظہار کا بیان

اسلام سے قبل زمانے میں لوگوں کا یہ رواج تھا کہ اپنی بیوی کو اپنی ماں یا اپنی کسی محرم (عورت کے کل جسم یا کسی ایسے عضو) کے ساتھ (جس کو دیکھنا جائز نہ ہو جیسے کمر وغیرہ) تشبیہ دے کر اپنے اوپر حرام کرلیا کرتے تھے (اسے ظہار کہتے ہیں) ایک صحابی سے بھی اس قسم کی بات پیش آ گئی ان کی اہلیہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مسئلہ دریافت کرنا چاہا اس وقت تک اللہ کی طرف سے اس بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہوئی تھی تو ان کا اصرار اور بار بار اس چیز کے مطالبہ کرنے کا تذکرہ ان الفاظ کے اندر فرمایا گیا۔''قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا'' کہ بے شک اللہ نے اس عورت کی بات کو سن لیا ہے جو اپنے خاوند کے بارے خصومت کررہی ہیں اور جھگڑ رہی ہیں اور اللہ سے شکوہ کررہی ہیں۔

ظہار کا کفارہ

تو اس کو اللہ رب العالمین نے ذکر کرتے ہوئے ظہار کا مسئلہ ذکر کر دیا کہ اس کا یہ کفارہ ہے ایک غلام آزاد کرنا اگر یہ قدرت نہ ہو تو دو مہینے کے روزے رکھنا یہ بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (آج کل غلام آزاد کرنے والی صورت ناممکن ہے اس لئے باقی دونوں صورتیں ہی متعین ہیں)

دلائل قدرت اور منافقین کو تنبیہ

اس مضمون کے ذکر کے بعد پھر وہی روش منکرین کی ذکر کی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے کی ہوتی ہے اور یہ ساری بیماریاں انسان پر اسی وقت واقع ہوتی ہیں جب وہ اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر یقین نہ کرے اور فکر آخرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے پھر دلائل قدرت ذکر کئے گئے۔ ساتھ ہی منافقین کا وہ طرز جو نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضری کا اور دل آزاری کا ہوا کرتا تھا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ منافقین بے وجہ بھی نبی کریم ﷺ کی مجلس میں آکر آپ ﷺ کا وقت ضائع کرنے کا ارادہ کیا کرتے تو ان کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ جب بھی وہ مجلس میں آئیں تو وہ پہلے غرباء اور مساکین کے لئے صدقہ پیش کریں تا کہ یہ امتحان ہو جائے کہ یہ سچے ہیں اور ان کے اندر دین کی بات پوچھنے کا جذبہ ہے۔ پھر اللہ کے دین کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید بیان کی گئی۔ اس پر اس سورۃ کے مضمون کو ختم فرمایا گیا۔

سورۂ حشر

ربط: سورۃ الحشر ''سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ'' ان الفاظ کے

ساتھ شروع فرمائی گئی جن میں اللہ کی پاکی اور تسبیح بیان کی جارہی ہے۔اس سورۂ حشر کا مضمون درحقیقت وہ یہود اور وہ اہل کتاب جو مدینہ کے قرب میں آباد تھے جیسے بنونضیر اور بنوقریظہ ان کی جلاوطنی کے احکام پر مشتمل ہے یہ بنوقریظہ اور بنونضیر یہود تھے جنہوں نے پہلے نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کرلیا تھا لیکن پھر خفیۃً سازشیں کفار مکہ کے ساتھ کرتے رہے ان کی سازشی روش کے اوپر نقض عہد کیا گیا اوران کے لئے حکم دیا گیا کہ ان کوان کی بستیوں سے نکال ڈالو! چنانچہ جہاد سے (جلاوطن) کیا گیا۔

یہود بے بہبود کی رسوائی کا بیان

قرآن کریم نے ان کلمات میں اسی کا تذکرہ فرمایا ہے کہ یہ پروردگار عالم ہی کی طرف سے حکم تھا کہ ان کو جلاوطن کیا جائے پھر خیبر کے یہودیوں پر بھی حملہ ہوا ۷ھ میں اور نبی کریم ﷺ نے خیبر کو بھی فتح فرمایا اسی کا تذکرہ ہے ''مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا'' میں کہ ان کی تر کھیتیاں جو کاٹ ڈالی ہیں یا جن کو باقی چھوڑا ہے یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے اور یہ اس لئے تاکہ ان نافرمانوں کو ذلیل ورسوا کیا جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرتِ مدینہ کا بیان

اس کے بالمقابل ان مہاجرین کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جن کو ان کے مکانوں سے نکالا گیا۔وہ اپنے گھروں سے اپنی جائیدادوں سے مفلس ہوکر فقیر بن کر نکلے تو ان کے لئے قرآن کریم نے بشارتیں فرمائیں اوران کے لئے حکم دیا گیا انصار کو کہ وہ ان کے مددگار رہیں ان کو چاہیئے کہ وہ ان کی مدد کریں اس سلسلے میں انصار کی بھی فضیلتیں بیان کی جارہی ہیں۔ان کے حقوق کا ذکر کیا جارہا ہے۔

منافقین کو تنبیہ اور مؤمنین کو تقویٰ کا حکم

منافقین کی جو غلط روش تھی اس کا بھی تذکرہ کیا گیا اور فرمایا گیا کہ درحقیقت ان کا اپنا انجام ان کی نظروں کے سامنے آ جائے گا۔ اس موقع پر اللہ کے تقویٰ کا حکم دیا گیا اور یہ چیز فرمائی گئی کہ ہر انسان کو فکر کرنی چاہئے کہ آنے والے کل کے دن کے لئے وہ کیا سامان تیار کر کے جا رہا ہے؟ کل آنے والا دن ایک حقیقت ہے اس کو فراموش کرنا یہ انسان کے لئے بڑی ہی کم عقلی کی بات ہوگی۔

عظمتِ قرآن اور صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

قرآن کریم اللہ نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا قرآنی عظمت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہ ایسی عظیم تر وحی ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر بھی اتارا جاتا تو پہاڑ بھی اس کو برداشت نہ کرسکتا وہ بھی پارہ پارہ ہو جاتا۔ پروردگار عالم نے اپنی صفات ذکر فرمائیں وہی عالم الغیب والشہادہ ہے، وہی رحمٰن الرحیم ہے، وہی معبودِ یکتا ہے، وہی ''اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ '' ہے۔ یہ سب صفات پروردگارِ عالم کی ایمان کا مدار ہیں اللہ رب العالمین نے شرک سے اپنی پاکی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ'' خدا کی صفت میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا ہے وہی تنہا خالق ہے وہی مصور ہے اسی کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں۔ آسمان وزمین کی سب چیز اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مصروف ہے۔

سورۂ ممتحنہ

ربط: سورۂ ممتحنہ میں ایک نہایت اہم ترین ضابطہ مسلمانوں کی زندگی کے لئے

مقرر فرمایا گیا ہے کہ کافروں سے دوستی اور ان کے ساتھ تعلقات کا قائم کرنا یہ سب مسلمانوں کے لئے بڑا ہی مہلک ہوگا۔ان کو چاہئے کہ ان تمام قوموں سے قطع تعلق کرلیں جو دین کی دشمن ہیں، مسلمانوں کی دشمن ہیں، ان کے لئے ہدایت فرمائی گئی کہ ان کو تو اسوۂ ابراہیمی اختیار کرلینا چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ اعلان کردیا تھا "وَبَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا" کہ اے لوگو! ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور عداوت ہمیشہ کے لئے ثابت اور ظاہر ہو چکی ہے۔اس سلسلہ میں یہ بھی فرمادیا گیا کہ ہاں وہ قوم کافروں میں سے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم وتعدی نہ کی ہو اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ اچھے برتاؤ کا کرلیا جائے تو قرآن اس کو منع نہیں کرتا ہے ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ممانعت کی جارہی ہے جنہوں نے دین کے معاملہ میں تمہارے سے قتال کیا تمہیں اپنے گھروں سے نکالا اور تمہارے مقابلے میں تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔

صلح حدیبیہ کی ایک شرط کی وضاحت اور امتحان

اس سلسلے میں جو مسلمان عورتیں نبی کریم ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آئیں تھیں ان کا قانون بھی بیان کردیا۔صلح حدیبیہ میں جو چیز طے پائی تھی وہ مسلمان مردوں کے متعلق تھی کہ مسلمان ان کو واپس کرنے پر مجبور ہوں گے لیکن عورتوں کا اس میں کوئی لفظ موجود نہ تھا تو جب عورتیں ایمان لا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں تو ان کے متعلق قرآن کریم نے حکم دے دیا "فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ" ان کو کافروں کی طرف واپس مت لوٹاؤ ان کے بارے میں یہ بھی ہدایت کی گئی کہ ان کا امتحان لو، ان کے عقیدے اور ان کے ایمان کا اور ان کے اعمال کا جائزہ لو کہ وہ کسی برائی کے اندر تو مبتلا نہیں ہیں۔

سورۂ صف

ربط: سورۂ صف کے مضمون میں بھی حق تعالیٰ کی تسبیح اور پاکی بیان کی جارہی ہے خاص طور پر مسلمانوں کو کافروں کی سازش سے متنبہ رہنے کے لئے تاکید کی گئی اور یہ فرمایا کہ ''اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ'' خدا کی راہ میں مسلمانوں کو جہاد کے لئے ایک ایسی بنیانِ مرصوص اور سیسہ پلائی دیوار کی طرح متحد اور مضبوط ہونا چاہئے۔

تسلی رسول ﷺ

اس پارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور ان کی قوم کا تذکرہ کیا کہ کس طرح ان کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ستایا کرتی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کیسی نافرمانیوں کا معاملہ کیا کرتی تھی ان تمام چیزوں سے نبی کریم ﷺ کو تسلی دینی مقصود تھی۔

اخروی تجارت کا بیان

آخر میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ آجاؤ اے لوگو! تمہیں ایک بہترین طریقہ تجارت کا راستہ بتلایا جارہا ہے یہ دنیوی تجارتیں لوگ دنیا میں اختیار کرتے ہیں مگر حقیقت میں تجارت وہ کہ جو عذاب دردناک سے انسان کو نجات دلانے والی ہو وہ یہ ہے کہ خدا پر ایمان، خدا کے رسول ﷺ پر ایمان، اللہ کی راہ میں جہاد، جان و مال کی قربانیاں یہی چیزیں بہتر ہیں اگر انسان ان چیزوں کو سمجھ لے ان چیزوں سے انسان کے گناہوں کی مغفرت بھی ہوگی اور آخرت کے انعامات کا بھی وہ مستحق بنے گا۔

سورۃ جمعہ

ربط: سورۃ الجمعہ میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کا تذکرہ ہے اور آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ساتھ مقاصد بعثت بھی بیان کیئے گئے اور آپ ﷺ کی امت میں بعد میں آنے والے ایسے افراد جو دین کے حامل بنیں گے دین کی اشاعت کرنے والے ہوں گے ان کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

اہلِ کتاب علماء کی مثال مسلمانوں کے لئے عبرت ہے

اس کے بالمقابل اہل کتاب جو اہل علم کہلائے جاتے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا علم تو ایسا ہی تھا جیسے کہ کوئی بوجھ لاد دیا جائے کسی گدھے پر اور کتابوں کا بوجھ اس پر لدا ہوا ہو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ علم سے اپنی عملی زندگی کی تربیت اور اس کا نشوونما کرنے والے ہوں۔

نمازِ جمعہ کی اہمیت

اس بارے میں نماز کی پابندی جمعہ کی اہمیت کی طرف خاص توجہ دلائی گئی۔ کہ جمعہ کی اذان سنتے ہی کاروبار کو ترک کردینا چاہیئے خدا کی یاد اور اس کے ذکر کی طرف دوڑنا چاہیئے۔ خداوند عالم کی عبادت سے فارغ ہو کر پھر لوگ بازاروں میں پھیل جائیں اپنا کاروبار کرنے لگیں لیکن یہ چیز زیب نہیں دے گی کہ دنیاوی لہو ولعب اور تجارت کی چیزوں کو دیکھ کر خدا کے دین کو اور اس کی عبادت کو نظر انداز کردیا جائے۔

سورۃ منافقون

ربط: منافقین وہ گروہ تھا جو سب سے زیادہ خطرناک تھا مسلمانوں کے لئے۔

ان کا تذکرہ کیا جارہا ہے ان کی برائیوں کو بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ دیکھو ان کے فتنوں سے بچنا یہ لوگ اس درجہ دشمن ہیں کہ ان کی دلی تمنا یہی ہوتی ہے اور یہ کہا کرتے ہیں ''لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ'' کہ جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دے گا مقصود یہ ہے کہ ہر منافق گروہ اس بات سے کبھی نہیں چوکتا کہ مسلمانوں کو ذلیل کرے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائے لیکن اللہ کے ہاں کارخانہ قدرت میں یہ چیز طے ہو چکی ہے کہ مخلصین کامیاب ہوتے ہیں اور منافقین کو ذلیل اور تباہ کیا جاتا ہے۔

سورۂ تغابن

ربط: سورۃ تغابن کی بتدا بھی ''يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ'' سے ہے۔ جس میں اللہ نے اپنی کبریائی اور شان عظمت کو بیان کیا۔ مخلوق خداوندی کی دو قسمیں بیان کی ہیں کہ اللہ نے اپنی تکوینی حکمت سے ایک کافر اور دوسرا طبقہ مومنین کا پیدا کیا۔ ہر ایک کا نتیجہ اس کے عمل کے ساتھ ہے پروردگار عالم نے کافروں کی جو سازشیں ہیں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس بات کے اوپر آمادہ کیا کہ راہ حق میں جو تکالیف پیش آتی ہیں ان تکالیف سے کبھی بھی آزردہ خاطر (تنگدل) نہ ہوں ان کو برداشت کرو اور اللہ کی راہ میں جو مصائب و شدائد پیش آتے ہیں ان کو سمجھو کہ یہ درحقیقت ایک امتحان ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے ان مصائب اور شدائد میں۔ اللہ کے لئے ایثار بھی کرو جانی ایثار جہاد کی شکل میں ہو اور مالی ایثار خدا کو قرضہ دینے کی شکل میں ہو تو انفاق فی سبیل اللہ کے لئے دعوت دی گئی اور کہا گیا کہ ''اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا'' کہ تم اگر اللہ کو قرض

حسنہ دو گے تو خدا اس میں برکت دے گا۔ تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو گی۔ پروردگار عالم نے ان مضامین کے ساتھ بعض مسائل معاشرت کے پھر ذکر فرما دیئے۔

سورۂ طلاق

ربط: اس سورۃ کا نام سورۂ طلاق ہے جس میں نبی کریم ﷺ پر کچھ احکام وہ نازل کئے گئے جو عورتوں کے طلاق اور عدت کے زمانے میں ان کے لئے نفقہ اور خرچہ اور گھر میں رہنے کے احکام ذکر کئے جا رہے ہیں۔ ان موقعوں پر واضح طور پر یہ چیز ذکر کی جا رہی ہے کہ ایسی عورتوں کو جن کو تم مجبور ہو کر طلاق دو ان کو بھی کسی طرح ستانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ان کے لئے نفقہ اور رہائش کا بہترین انتظام کیا جائے ''لِيُنفِقْ ذُوسَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ'' ہر وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق ان پر خرچ کرے جگہ جگہ پر اللہ کے تقویٰ کی تاکید کی جا رہی ہے اور فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کا تقویٰ انسان کی مشکلات میں سہولت پیدا کرتا ہے۔ اللہ کا تقویٰ انسان کی تنگی کو دور کرتا ہے اور اللہ کا تقویٰ انسان کی برائیوں کو بھلائیوں سے تبدیل کیا کرتا ہے۔

سورۂ تحریم

ربط: سورۃ التحریم مین نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں جو واقعہ پیش آیا تھا۔ ازواج مطہرات چونکہ ہر ایک اس چیز کی خواہاں تھیں کہ آپ ﷺ کے قرب اور تعلق کو زیادہ سے زیادہ حاصل کروں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں جو شہد پیا اور اس پر حضرت حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے یہ تدبیر کی کہ آپ ﷺ وہاں عصر کے بعد نہ دیر کیا کریں اس پر سورۃ التحریم کے مضامین مشتمل ہیں۔

پارہ نمبر 29

''تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ .... وَھُوَالْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ''

اٹھائیسویں پارے کے آخر میں یہ چیز ذکر کی جارہی تھی کہ پیغمبر اور نبی علیہ السلام سے محض نسبت اور قرابت جو ہے کافی نہیں ہوگی جب تک کہ حقیقت میں کوئی شخص دل سے ایمان لانے والا نہ ہو۔ ایمان وتقویٰ یہی آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ اس بارے میں ایک مثال بیان کی کہ اللہ کے پیغمبروں میں سے بعض پیغمبروں کی بیویاں جیسے نوح علیہ السلام کی بیوی لوط علیہ السلام کی بیوی یہ دونوں اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کی بیویاں تھیں لیکن جب خیانت کی تو اس تعلق نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا ان کو کہہ دیا گیا ''اُدْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ'' اس کے بالمقابل فرعون کی بیوی جس کے دل میں ایمان وتقویٰ اس قدر راسخ تھا کہ ہر تکلیف اور مشقت کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کررہی تھی اور کہتی تھی ''رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ'' اے پروردگار! تو میرے لئے جنت میں گھر بنادے اور فرعون اور اس کے عمل سے نجات دلادے ظالمین سے تو مجھے چھٹکارا عطا فرمادے۔ دوسری مثال اور ضرب المثل کے طور پر مومن عورتوں کے لئے حضرت مریم بنت عمران کا تذکرہ کیا۔ مقصود یہی ہے کہ ہر شخص کے آخرت میں کام آنے والی چیز ایمان اور تقویٰ ہے۔

دعویٰ قدرت اور اس کے دلائل

اس پارے ''تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' میں پہلی سورۃ سورۃ ملک ہے۔ اللہ کی قدرت کی نشانیاں اور کائنات کو پیدا کیا جو کیسی عظمت والی چیز ہے اس

کی تخلیق میں اللہ نے کیسی حکمت اور کیسی خوبیاں برقرار رکھی ہوئی ہیں اور یہ سب کچھ دنیا کی تخلیق اور تکوین انسانوں کے آزمانے کے لئے ہیں ''لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ''اس پارے میں سات آسمانوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ دیکھواے دیکھنے والو! تم کو اس میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوگا ایک مرتبہ نہیں بار بار تم نظر ڈالو آسمان کو دیکھو کہ کس طرح ستاروں سے مزین کیا یہ ستارے علاوہ اس کے شیاطین کے لئے رجم کا سامان بھی بنادیئے گئے ہیں۔ان کے لئے یعنی کفار کے لئے دہکتی ہوئی آگ بھی تیار کردی گئی ہے جب وہ کافر جہنم کے اندر ڈالے جائیں گے تو ان کو جہنم کی چیخ وپکار سنائی دیتی ہوگی تو انسان اس کی ہیبت سے کانپ جائے گا اور وہ جہنم ایسی دہکتی ہوئی آگ جیسے سمندر کی موجیں ہوں۔ان سے جب پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس خدکی طرف سے کوئی پیغمبر یا قاصد آیا؟ تو جھٹلائیں گے اور کہیں گے کہ اے پروردگار! ہمارے پاس تو کوئی نبی اور کوئی ڈرانے والا نہیں آیا لیکن ظاہر ہے ان کو دھتکارا جائے گا۔حقیقت یہی ہے کہ جو اللہ کے ڈرانے والے بندے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر کا سامان ہے۔یہ چیز ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بات یاد دلائی جارہی ہے کہ انسان اس بات کو کیوں فراموش کرجاتا ہے کہ وہ زمین میں دھنسا نہیں دیا جائے گا آسمان سے کوئی چیز گر کر اس کو پارہ پارہ نہیں کردے گی؟ اس بات سے کبھی بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہیئے یہ تو اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے آسمانوں کا تھامنا تو کیا تم پرندوں کو دیکھ لو کہ وہ کس طرح پر صفیں بنائے ہوئے ہوا میں اڑرہے ہیں ''مَایُمْسِکُھُنَّ اِلَّاالرَّحْمٰنُ ''جن کو روکنے والا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے۔ان سب نشانیوں کے دیکھنے کے باوجود بھی کیوں نہیں یہ لوگ ایمان

لاتے حق تعالیٰ نے شانِ کبریائی بیان کرتے ہوئے انسانوں کی تخلیق اور اس کا تذکرہ کیا۔

نبی علیہ السلام سے نفی علمِ غیب

یہ بھی فرمایا کہ جب یہ لوگ یوں پوچھتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کہ آخر قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ کہہ دیجئے ''اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَاللّٰہِ'' علم اللہ کے پاس ہے۔ غیب کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں بہر حال جب قیامت آئے گی تو اس کے عذاب سے بچنے کے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔

سورۃ ن آ

ربط: سورۃ ن آ میں نبی کریم ﷺ کی عظمت ورسالت کو بیان کیا جارہا ہے۔ منکرین جس طرح پر نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے ان کی تردید اور ان کی تحقیر کی جارہی ہے ان کے نہایت ہی غلط رویہ کی مذمت کی جارہی ہے کہ یہ کیسے اوباش اور بے ہودہ قسم کے لوگ تھے ان کی ذلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ'' ان کو اس طرح پر داغ دیا جائے گا ذلت کا۔

اہلِ مکہ کے لئے باغ والوں کا قصہ عبرت ہے

اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے اہلِ مکہ کی عبرت کے لئے ایک تاریخی واقعہ عبرت کا ذکر کیا جو قدیم زمانے میں کسی کا باغ تھا اس کے انتقال کے بعد اس کے تین بیٹوں کے درمیان وہ باغ مشترک رہا، ان میں سے ایک وہ تھا جو نہایت ہی بخیل اور نہایت ہی اللہ کا منکر تھا اور دوسرا وہ شخص تھا جو معتدل تھا۔ تیسرا وہ شخص تھا

جو بھائی کی پیروی کرنے والا تھا انہوں نے یہ سوچا کہ یہ مساکین اور غربا آ کر ہمارے باغ کے پھلوں کو مانگتے ہیں نیز ان کو دینا ناگوار گزران دونوں بھائیوں نے یہ طے کیا کہ اسی طرح پر ایک وقت تاریکی میں جا کر اس باغ کا پھل لے لیا جائے تاکہ کوئی مسکین اور غریب آ کر مطالبہ بھی نہ کرے۔ درمیانے بھائی نے ان کو سمجھایا نصیحت کی کہ دیکھو تم ایسی روش مت اختیار کرو یہ لوگ سمجھے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے رات کے اخیر حصے میں جب پہنچتے ہیں تو وہ باغ ان کو جلا ہوا نظر آتا ہے سوچتے ہیں کہ ہم راستہ بھول کر کسی دوسری جگہ پر آ گئے ہیں اب درمیانہ بھائی ان کو کہتا ہے دیکھو میں نے تم کو پہلے ہی کہا تھا خدا کی پاکی بیان کرو ''سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ'' کی آواز ان کی زبانوں سے جاری ہوگئی ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ مقصود اس قصے سے یہ ہے کہ انسانوں کو اللہ کے قہر سے کبھی بھی مامون اور غافل نہ بننا چاہئے۔

متقی لوگوں کو بشارت اور آخرت میں شرفِ سجدہ

متقیوں کا ذکر کیا کہ ان پر اللہ کی کیسی کرامتیں اور کیسی نعمتیں ہیں قیامت کا منظر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز جب حق تعالیٰ شانہ کی تجلی ہوگی اور کشف ساق کی صورت سامنے پیش آئے گی اس تجلی کے ظاہر ہونے پر لوگوں کو سجدے کی طرف بلایا جائے گا جو شخص دنیا میں ایمان وتقویٰ کے ساتھ سجدہ کرتا تھا وہ سربسجود ہو جائے گا لیکن جو لوگ ریا اور نفاق کے ساتھ دنیا میں سجدہ کرتے تھے وہ کوشش کے باوجود بھی سجدہ نہ کر سکیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی رسالت کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ ان سے کوئی دنیاوی معاوضہ تو نہیں مانگتے پھر آخر ان کفارِ مکہ کو آپ پر ایمان لانے میں کیوں تامل ہو رہا ہے۔

سورۂ حاقہ

ربط: سورۃ الحاقہ میں نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کے ثابت کرنے کے لئے پہلی امتوں کی ہلاکت کے واقعات بیان کئے جا رہے ہیں۔ مقصد یہی ہے کہ قریش مکہ اگر آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ لائیں تو انہیں بھی چوکنا رہنا چاہئے کہ کہیں خدا کا عذاب ان کو تباہ نہ کر دے ''کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَة'' ان کا تذکرہ کیا کہ ثمود قوم جو تھی وہ چیخ سے ہلاک کر دی گئی قوم عاد کو آندھیوں کے جھکڑ نے ہلاک کر دیا جو ان کے لئے سات راتوں اور آٹھ دن تک مسلسل چلتی رہی اس قوم کا اس طریقہ پر نام ونشان مٹ گیا۔ نظر نہیں آتا تھا کہ کوئی قوم اس جگہ پر آباد اور رہنے والی تھی۔ تناور اور توانا انسان اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کی طرح زمین پر بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

امم سابقہ کا انجام اور عظمتِ الٰہی

حق تعالیٰ شانہ نے ذکر فرمایا فرعون کا اور فرعون سے پہلی قوموں کا بھی اور ان بستیوں کا بھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تو خدا نے اپنے عذاب سے ان کو تباہ وبرباد کر ڈالا۔ یہ مضامین بیان کرتے ہوئے پھر اہلِ مکہ کو متوجہ کیا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پروردگارِ عالم کی عظمت کا یہ مقام ہے کہ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اس وقت اللہ کے سامنے ہر ایک کا عمل موجود ہوگا نامۂ اعمال تقسیم کئے جا رہے ہوں گے جس کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال پہنچ گیا وہ کامیاب ہوگا اور جس کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا گیا وہ ہلاک وتباہ ہوگا۔ یہ جہنم اللہ نے مجرمین کے لئے تیار کی ہے۔ جس کی شدت اور عذاب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کی رسالت ثابت

کرتے ہوئے پھر مجرمین کی ایک ندامت اور حسرت کا ذکر کیا جارہا ہے ''وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ '' ہر عداوت اور دشمنی کا بہترین علاج پروردگار عالم کا ذکر اور اس کی تسبیح میں مصروف ہو جانا ہے۔

سورۂ معارج

ربط: سورۃ ''سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ''جس کا نام سورۃ المعارج ہے اللہ کی عظمت کا بیان ہے کہ کس طرح پر فرشتے آسمانوں سے زمین پر اس کے احکام لے کر اترتے ہیں۔ کس طرح پروردگارِ عالم اپنی شان عظیمی سے کائنات کے اوپر حکم جاری اور نافذ فرماتا ہے۔

انسانی فکری خرابی پر تنبیہ

انسان کی کمزوری اور اس کی فکری خرابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اِنَّ الْاِ نْسَانَ خُلِقَ هَلُوْ عًا '' یہ انسان بہت ہی کمزور فطرت کا بنایا گیا ہے۔ ایسی بے چینی اور بے قراری کہ اگر تکلیف پہنچے تو بے چین ہو جائے اور اگر کوئی راحت اس کو حاصل ہو تو یہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگے۔ اس مرض سے بچنے والے لوگ وہ ایمان والے ہیں نمازوں کے اوپر قائم رہنے والے ہیں مالوں کا صدقہ کرنے والے ہیں خدا سے خوف اور خشیت رکھنے والے ہیں عفت اور پاکدامنی کی رعایت کرنے والے ہیں اور اپنی زندگی کو پاکدامنی کے ساتھ گزارنے والے ہیں۔ یہ ہیں وہ اصول جو انسانی زندگی کے لئے فلاح اور سعادت کے ہیں۔ اس کے سوا اگر کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا تو ظاہر ہے کہ وہ تعدی اور ظلم کا طریقہ ہوگا۔

سورۂ نوح

ربط: نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کا

قصہ بیان کیا جارہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اتنی طویل مدت تک اپنی قوم کو نصیحت فرماتے رہے دعوت الی اللہ میں جو کچھ محنت اور مشقت اٹھائی اس کی کوئی حد وانتہاء نہیں ہے۔ پروردگارِ عالم سے مناجات کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں ''رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّنَهَارًا'' اے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات اور دن دعوت دی جتنا ان کو تیری طرف دعوت دیتا ہوں تنفر اور بےزار ہو جاتے ہیں کوئی موقع نہیں چھوڑا مجمع ہو تنہائی ہو آہستہ نصیحت کا انداز ہو یا علی الاعلان بانگِ دُہل ہو ہر طرح پر اے اللہ! میں نے تیرے دین کی طرف ان کو دعوت دی ہے لیکن یہ باز آنے والے نہیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت الی اللہ کی محنت اور مشقتوں کے بیان کرنے سے نبی کریم ﷺ کو تسلی دینی مقصود ہے۔

سورۂ جن

ربط: سورۃ الجن میں جنات کی اس جماعت کا تذکرہ ہے جنہوں نے قرآن مجید کو سنا۔ قرآن کریم کو سنتے ہی وہ ایمان لے آئے اور عہد کیا کہ ''لَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا'' کہ ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ انہوں نے اپنی قوم کو نصیحت کی اور انہیں سمجھایا اور کہا کہ ہم نے ہدایت کی یہ چیز سن لی۔ اے ہماری قوم! تم بھی ہدایت کو قبول کرو۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے رہے اور کہنے لگے کہ درحقیقت اللہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے اس کی صفات میں کوئی شامل نہیں ہے نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم نے ان الفاظ میں اپنی الوہیت اور وحدانیت کو ثابت فرمادیا۔

سورۂ مزمل

ربط: چنانچہ سورۂ مزمل میں نبی کریم ﷺ کو قیام لیل کی ترغیب دی جارہی ہے۔

تہجد کے فضائل اور اس کی عظمتیں بیان کی جا رہی ہے۔ اور یہاں تک کہ ذکر کر دیا گیا یہ کہ ''عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' مقام محمود اٹھنے کی ایک تجویز اور طریقہ ہے کہ تہجد کی پابندی ہو تہجد کی پابندی میں انسان کو خدا کی طرف رجوع اور انابت کا ایک خاص رنگ محسوس ہوتا ہے۔

سورۂ مدثر

ربط: سورۃ مدثر میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ تیار ہو جائے اور کھڑے ہو جائے اپنے رب کے عذاب سے مجرمین کو ڈرائے۔ یہ سورۂ مدثر آغازِ وحی کے بعد یعنی غارِ حرا میں جو ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی'' کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس کے پونے تین برس کی مدت گزرنے پر نازل ہوئی۔ اس زمانے میں کوئی وحی نہیں اتری تھی سب سے پہلا یہ حکم جو آپ ﷺ کے لئے نازل کیا گیا تھا وہ پاکی اور طہارت کا تھا شرک اور مشرک کی گندگی سے بچنے کا تھا۔ ان مضامین کو اس سورۃ کے بیان کرتے ہوئے پھر مجرمین کی سزاؤں کا تذکرہ کیا۔

سورۂ قیامہ

ربط: سورۃ قیامہ میں انسان کے نفس اور نفس کی خواہشات کے لئے وعید بیان کی جا رہی ہے۔ اور اخیر میں یہ ذکر کیا گیا نفس لوامہ انسان کے لئے وہ نفس ہے جو انسان کو اس کی برائیوں پر ملامت کرتا ہے، نفس مطمئنہ درحقیقت انسان کو کامیاب بنانے والا ہے، نفس امارہ جو انسان کو برائی کی دعوت دیتا ہے (پارہ نمبر ۱۳ آیت نمبر ۱) آخرت میں جب نعمتیں اہل ایمان کے سامنے ہوں گی تو ان کے چہرے تروتازہ اور شاداب ہوں گے۔

سورۂ دہر

ربط: سورۃ الدھر میں حق تعالیٰ نے انسانی تخلیق کا تذکرہ فرمایا ایک پانی سے انسان کو اللہ نے پیدا کیا اس طرح مراتب اور درجات سے یہ تخلیقی تکمیل اللہ نے فرمائی پھر یہ انسان کیسے شعور اور کس طرح صلاحیتوں کو لیکر دنیا میں آتا ہے۔

سورۂ مرسلات

ربط: سورۃ والمرسلات میں نبی کریم ﷺ کے سامنے قیامت کے مناظر ذکر کئے گئے انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے درحقیقت اس کی سعادت اللہ کی بندگی اور طاعت کے قبول کرنے میں ہے۔یہی اس کے لئے نعمتوں کا سامان ہوگا اور نجات کا ذریعہ ہوگا۔

پارہ نمبر 30

"عَمَّ یَتَسَآءَ لُوْنَ عَنِ النَّبَاِالْعَظِیْمِ الَّذِیْ ھُمْ فِیْہِ مُخْتَلِفُوْن"

سورۂ نبا

ربط: پارہ عم کی یہ سورتیں مکی زندگی کی ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں اور تقریباً یہ ساری سورتیں مکی ہی ہیں سوائے دو سورتوں کے کہ "سورۃ بینہ اور سورۃ اذا جاء نصراللہ" مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی ہیں۔ ان تمام سورتوں میں زیادہ تر مضامین قیامت کے ثابت کرنے کے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کے ثابت کرنے پر مشتمل ہیں۔

عقیدۂ قیامت اور مشرکینِ مکہ

مشرکین مکہ جو لغو اور بے ہودہ اعتراضات کیا کرتے تھے یہ سوال ان کا ذکر کیا جارہا ہے کہ یہ کس چیز کا سوال کر رہے ہیں ان کا سوال تو ایک بہت بڑی ہیبت ناک خبر اور واقعہ کا سوال کرنا ہوا۔ چونکہ قریش مکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مذاق کے طور پر یہ کہا کرتے کہ جس قیامت کا تم ذکر کرتے ہو وہ ہے کیا؟ اور اس کو تم کیوں نہیں ظاہر کر دیتے تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی، فرمایا کہ یہ لوگ جان لیں گے اور خوب جان لیں گے۔

اثباتِ قیامت پر دلائل

پروردگار نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح اللہ نے زمین بچھائی، کس طرح پہاڑوں کو زمین کے اوپر قائم کیا، مختلف قسم کے سبزے اور نباتات پیدا کیے۔ اللہ نے رات کو سکون کی گویا کہ مدت بنائی اور

دن کو اللہ نے انسان کے روزگار اور معاش کے کمانے کا وقت بنایا۔ اس طرح پر اللہ نے سورج اور چاند پیدا کئے، آسمان سے بارش برسائی جس سے غلے اگاتا ہے اور غلے اور مختلف قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں یہ سب قدرت کی نشانیاں کیا کچھ کم ہیں۔

منکرینِ قیامت کو عذاب اور مؤمنین کو ثواب

آخرت کے ثابت کرنے کے لئے اور اس پر ایمان لانے کے لئے ایسے مجرمین کو اپنے انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے جن کے لئے جہنم کی وعید اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا تذکرہ کیا گیا۔ ساتھ ہی متقین کے لئے فرمایا کہ خدا کے انعامات کیسے ہوں گے کیسا وسیع مکان ہوگا ان کے لئے کیسے جنت کے ان کے سامنے باغات ہوں گے اور ان کے سامنے وہ ''وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّعِيْنٍ'' (عمدہ پانی کے جام) اور کوثر و سلسبیل کے جام گھمائے جاتے ہوں گے یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انعامات ہوں گے جو اہل ایمان اور تقویٰ کو دیئے جائیں گے یقیناً ہر انسان اپنی زندگی کے انجام کو دیکھ لے گا کہ اس نے کیا کیا اور نتیجہ کیا ہے۔

سورۂ نازعات

ربط: سورۃ ''وَالنّٰزِعٰتِ'' میں حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے قسم کھائی ہے ان ہواؤں کی جو ہوائیں نرم ولطیف ہیں یا وہ ہوائیں جو نہایت ہی تیز آندھی کے جھونکوں کی طرح پر چلتی ہیں وہ سمندر پر تیرنے والی کشتیاں اور وہ تمام چیزیں جو اللہ کے حکم کی پیروی کررہی ہیں وہ فرشتے جو اللہ کے احکام کو نافذ کررہے ہیں یہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قلوب کہ جو اللہ کی خشیت وتقویٰ والے ہیں وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں لیکن جو انکار کرنے والے ہیں

وہ ہر طرح پر انکار ہی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

اس سورۃ میں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ معلوم نہیں ہے کہ جس وقت ان کے پروردگار نے ان کو وادی مقدس میں پکارا ان کو وحی اور رسالت سے نواز کر فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا؟ فرعون بڑا سرکش تھا اللہ کے پیغمبر کو تردد ہو رہا تھا اور وہ ڈر رہے تھے کہ معلوم نہیں اس دعوت الی اللہ کا انجام کیا ہوگا اور وہ کیا کہے گا۔ حق تعالیٰ شانہ نے تسلی دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعوتِ خداوندی اور پیغامِ توحید لے کر پہنچے مگر اس کی سرکشی کا انجام ذکر کرتے ہوئے ہلاکت اور تباہی کو ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

سورۂ عبس

ربط: ''عَبَسَ وَتَوَلّٰی'' اس سورۃ میں خاص واقعہ پیش آیا تھا جو درحقیقت نبی کریم ﷺ کے اس شغف اور اس انہماک کی بنا پر تھا کہ آپ کو یہ ولولہ تھا یہ لگن تھی کہ کس طرح دعوت الی اللہ کے فرض کو میں انجام دوں قریش مکہ اور سردارانِ مکہ کس طرح ہدایت کو قبول کرلیں تو ایک مجلس میں کچھ سرداران مکہ موجود تھے عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا صحابی تھے وہ آئے ہو کچھ دین کی باتیں پوچھتے تھے اور آیت کا مطلب پوچھتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اب ان کے حبیب پاک ﷺ کے لئے یہ خطاب نازل ہوا ''عَبَسَ وَتَوَلّٰی عَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی'' یہ محبانہ عتاب کا درجہ تھا جو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بات فرمادی گئی کہ آپ کو کیا معلوم یہی اعمٰی اور نابینا آدمی تقویٰ اور پاکی کو اختیار کرے گا۔ اسی کو نصیحت نافع

بنے گی بجائے اس کے وہ جو دوسرے آپ علیہ السلام کے پاس موجود تھے وہ تو مستغنی اور بے نیاز تھے ان کو کہاں توفیق حاصل ہوتی الغرض اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے پھر انسان کے نتیجہ شر و خیر کے اوپر تفصیل بیان کی گئی۔

قیامت کے دن کی گھبراہٹ

اور اخیر میں بیان کر دیا گیا کہ قیامت کا دن ایسی بے چینی کا دن ہوگا ایسی گھبراہٹ کا دن ہوگا کہ ''یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ'' ہر انسان دوسرے سے بیگانہ ہوگا نہ بھائی کی فکر ہوگی نہ ماں کی نہ باپ کی نہ بیوی کی لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ '' ہر انسان اپنی فکر میں لگا ہوا ہوگا اس وقت دیکھا جائے گا کہ کچھ چہرے روشن اور شاداب ہوں گے مسکراتے ہوئے کھل کھلاتے ہوئے ہوں گے کچھ چہرے وہ ہوں گے کہ ان پر نحوست اور غبار طاری ہوگا۔ ذلت ان کے اوپر برستی ہوئی ہوگی یہ کافر اور فاجر قسم کے لوگ ہوں گے۔

سورۂ تکویر

ربط: ''اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ'' میں اللہ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے آخرت کے احوال کی نشاندہی فرمائی کہ چاند اور سورج اور ستارے کس طرح درہم برہم کر دیئے جائیں گے ان کا نظام اور پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ مال و دولت دنیا کی زندگی میں سب سے زیادہ محبوب تر چیز ہے لیکن لوگ بڑی سے بڑی دولت سے بھی مستغنی اور بے نیاز ہو جائیں گے۔ سمندروں میں تموج (موجوں کے اٹھنے کا سماں) پیدا ہوگا، قیامت برپا ہو جائے گی ہر ایک کے عمل کو پوچھا جائیگا قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑے ہی مؤثر انداز میں ارشاد

فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام کو جو افق کے اوپر دیکھا تھا (یعنی آسمان کے کنارے پر) ان کی اصلی ہیئت میں (حالت) اس کا بھی ذکر کیا ''وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ '' یہ جبریل امین کی رؤیت (زیارت) یہ بھی دلائل نبوت میں سے ایک بڑی عظیم دلیل تھی۔

سورۂ انفطار

ربط: ''اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ '' میں آسمانوں کا پھٹنا اور ستاروں کا ٹوٹنا، گرنا اور سمندروں کے اندر ابال کا پیدا ہونا، قبروں میں سے ان کے مُردوں کا نکل آنا، ہر انسان کا اپنے کئے ہوئے اعمال کو دیکھ لینا اس پر نتیجہ مرتب کر کے فرمایا جا رہا ہے ''یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ '' اے انسان! تیرے رب کریم کے معاملے میں تجھ کو کس چیز نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے؟ مقصود یہی ہے کہ انسان اس غفلت سے باز آئے اور آخرت کی فکر کرے وہ آخرت '' یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا '' کہ کوئی دوسرے کے لئے کسی چیز کا مالک نہ ہو سکے گا۔

سورۂ مطففین

ربط: سورۃ المطففین میں وہ افعال اور اعمال جو معاشرے کو تباہ کرنے والے ہیں ان کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔ خیانت، کم تول اور کم ناپ، دھوکہ اور فریب یہ سب چیزیں انسان کی زندگی کو تباہ کرنے والی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کا بے ہودہ رویہ بیان کیا جا رہا ہے جو اہلِ ایمان کا مذاق اڑایا کرتے تھے ان کی تحقیر اور تمسخر کیا کرتے تھے بیان فرمایا جا رہا ہے۔ قیامت کے روز اہلِ ایمان انہیں لوگوں کا مذاق اڑائیں گے اور کہیں گے کہ دیکھو! کہ یہی تو دنیا کی زندگی میں ہمیں حقیر کہا کرتے تھے اور ہمارا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

سورۂ انشقاق

ربط: ''اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ''میں بھی دلائلِ قدرت کا ذکر ہے قرآن کریم نے اس موقع پر انسانوں کے اعمال ان کے نامۂ اعمال کی جامعیت کا ذکر کرتے ہوئے انسان کو نیکی اور ایمان وتقویٰ کی جانب متوجہ کر دیا۔

سورۂ بروج

ربط: ''وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ''میں خاص ایک واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے، جسے ''اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ'' کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ایک ظالم وجابر اور کافر بادشاہ تھا اس نے ایک ساحر اور جادوگر کو اس بات پر آمادہ کیا ہوا تھا کہ کسی کو ایسی تعلیم دے جو بعد میں یہ کفر اور شرک کی اشاعت کرتا ہوا ہو کہ ایک نوجوان لڑکا اس کے پاس تعلیم کے لئے بھیجا گیا مگر اس زمانے میں کوئی اہلِ کتاب میں سے عالم اور عابد شخص وہ بھی اس کو راستے میں ملا تو اس نے سوچا لاؤ اس کو بھی دیکھوں اس کی فطرت اور طبیعت نے یہ گواہی دی کہ اہل علم یہی ہے اہل ہدایت یہی ہے تو وہ بجائے ساحر اور جادوگر سے رابطہ رکھنے کے اس راہب اور عالم کے ساتھ جانے لگا اور اس کے علم کو سیکھا یہاں تک کہ ایک نابینا کو اس نے اللہ کی قدرت کا حوالہ دے کر شفا دی۔ بات بڑھتے بڑھتے پھیل گئی اس بادشاہ کو بھی خبر ہوئی یہاں تک کہ اس کے لیے اس نے سزا کا اعلان کیا جو بھی اس کو پکڑنے کے لئے جاتا ہے وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے۔ خود اس لڑکے نے یہ کہا کہ مجھے اگر تم مارنا چاہتے ہو تو اس کی تدبیر صرف یہی ہے کہ یہ کہو کہ رب غلام کے نام سے ہم اس پر یہ تیر مارتے ہیں تو چنانچہ اس طرح پر ایک جماعت موجود ہوگئی وہاں پر ایک مجمع تھا اور تیروں کی بارش کا ارادہ کیا اس لڑکے پر۔ یہ تو شہید ہوا لیکن یہ کہ وہ سب لوگ اس منظر کو

دیکھ کر ''اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ ''''اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ '' (کہ ہم اس لڑکے رب پر ایمان لاتے ہیں) کا نعرہ بلند کرنے لگے آگ دہکا دی گئی اس آگ کے اندر ایمان والے لوگوں کو دھکیلا جارہا تھا ایک خاتون اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ آتی ہے تو بچہ اس کو نصیحت کرتا ہے کہ اے میری عزیز ماں ! تو اس آگ سے مت ڈر تو اس میں داخل ہو جا تو قرآن کریم نے ان ''اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ '' (جو ایمان والوں کو سزا دینے والے تھے) کے لئے وعید بیان فرمائی۔

سورۂ طارق

ربط : سورۂ ''وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ '' میں انسانی تخلیق کا تذکرہ کیا اور اس کو اس بات کی طرف آمادہ کیا کہ اس کو یہ شعور اور صلاحیت چاہئے کہ وہ اپنے پروردگار کو، اپنے خالق کو پہچانے۔

سورۂ اعلیٰ

ربط : ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی '' میں خدا کی تسبیح اور پاکی کا بیان ہے ''هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ '' میں قیامت جیسی ہولناک چیز کا نام ہے اس کا تعارف کرایا جارہا ہے جنتی جن انعامات کے مستحق ہوں گے ان کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

سورۂ فجر

سورۃ والفجر میں انسان کے لئے نفس مطمئنہ وہی اس کی کامیابی کا باعث ہے تو فرمایا گیا کہ ''یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً '' یہی اللہ کی نعمتوں کا مستحق بننے والا ہوگا۔

سورۂ بلد، شمس، لیل ضحیٰ، انشراح اور سورۂ تین

ربط : اس طرح سورۃ ''لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ '' سورۃ ''وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ''

میں دلائلِ قدرت کا بیان ہے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا تذکرہ ہے سورۃ ''وَالَّیلِ'' میں رات کی تاریکی کا تذکرہ کر کے سورۃ ''وَالضُّحٰی'' میں دھوپ اور روشنی کا تذکرہ کر کے ایمان اور کفر کی وضاحت کی جارہی ہے۔ فرق کی وجہ یہ کہ ایمان نور اور کفر تاریکی ہے۔ پھر اللہ کی طرف سے جس کو شرح صدر کر دیا جائے ایمان اور تقویٰ کے لئے اس کی فضیلت بیان کی جارہی ہے۔ سورۃ ''وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ'' میں انجیر اور زیتون کی قسم کھا کر اور طورِ سینا کی قسم کھا کر بلد امین کی عظمت اور حرمت کا بیان ہے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کرنے کا ذکر ہے مقصد یہ کہ جس انسان کو اللہ نے بہترین پیکر میں پیدا کیا اسے چاہئے کہ وہ اپنے اطوار اور اقوال بھی بہترین اختیار کرے۔

سورۂ علق

ربط: ''اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ'' یہ آیات وہ ہیں جو سب سے پہلے غارِ حرا میں نبی کریم ﷺ کے اوپر نازل کی گئیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جبریل امین علیہ السلام کو جب وہ کہتے تھے اقرأ ''میں پڑھا ہوا نہیں'' تو اس پر جواباً یہ کلمات نازل ہوئے۔ آپ پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو ایک نطفہ سے۔ پڑھیئے آپ ﷺ کا رب بڑے کرم والا ہے جس نے انسان کو قلم سے علوم سکھلائے وہ چیزیں سکھلائیں جو انسان نہیں جانتا تھا یہ کلمات سب سے پہلی وحی ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اوپر اتری۔

سورۂ قدر

ربط: قرآن کریم کا نزول لیلۃ القدر کے ساتھ بڑی وابستگی رکھنے والا ہے چونکہ وقت ہی لیلۃ القدر ہے قرآن کے نزول کا تو قرآن کریم کا ذکر کیا لیلۃ القدر

میں اس کے نزول کی برکت کو بیان کیا اور یہ ذکر کیا کہ ''لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ'' ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر اور بہتر ہے اس میں عبادت کرنے سے۔ لیلۃ القدر کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ فرشتے اترتے ہیں ''روح الامین'' اللہ کی طرف سے پیغامِ سلامتی لے کر کے اترتے ہیں۔ اور یہ اللہ کی طرف سے انوار و برکات اور سلامتی کے پیغامات یہ طلوع فجر تک باقی رہتے ہیں۔

سورۂ بینہ تا والناس

سورۃ البینہ میں انسانوں کے اعمال اور ان کی اچھائی اور برائی کا معیار ذکر کیا۔ سورۃ ''اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا'' میں بھی احوال قیامت بیان کئے۔ ''وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا'' میں دوڑنے والے گھوڑوں کا تذکرہ کرتے ہوئے انسان کی اس فطری صلاحیت کو ابھارا جا رہا ہے کی گھوڑا اور حیوان جب اپنے مالک کے لئے اتنی جفاکشی اور تندہی اختیار کر رہا ہے اور اس کے لئے کتنی محنتیں کر رہا ہے تو تجھے اپنے رب کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ سورۂ والعصر میں انسانی خسارے کا ذکر ہے اور اس کی سعادت اور کامیابی کا راز بیان کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح سورۃ ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ'' میں ہاتھیوں والے لشکر کو اللہ نے اپنے قہر سے تباہ فرمایا یہاں تک کہ سورۂ ''اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ'' میں نبی کریم ﷺ کی وفات کی اور رحلت کی خبر تھی جب اللہ کی مدد اور کامیابی آ گئی تو گویا اب مخلوق سے فارغ ہو گئے اب آپ ﷺ کو خالق کی طرف رخ کرنا ہے تو یہ نبی کریم ﷺ کی رحلت کی خبر تھی۔

ابولہب جو سب سے زیادہ بدترین دشمن تھا اس کے اوپر وعید بیان کی گئی کہ وہ ہمیشہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں اور اس کی بیوی کا حال بھی یہی ہوگا۔

معوذتین میں انسان کو سعادت اور کامیابی سے تباہی کے راستے پر لے

جانے والی جو چیزیں ہیں ان کا تذکرہ کیا اور ان سے پناہ مانگنے کی تعلیم وتلقین معوذتین میں فرمائی اسی پر کلام اللہ کا اختتام ہوا۔ ''وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین''

''قد تم تلخیص القرآن الکریم بوسیلة سید المرسلین علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ الف الف صلاة وتسلیم الٰی یوم الدین وبرحمتک یاارحم الرحمین''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر "جواہر القرآن" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن

تالیف لطیف

فقیہ العصر حضرت مولانا

مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

بانی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

تلمیذ رشید شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

مع

کتاب اقامۃ البرہان کا اجمالی جائزہ

توضیح البیان فی ہدایۃ الحیران

از قلم

حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

فون: 061-540513-519240

خراجِ عقیدت

دارالعلوم دیوبند

یہ ایک صنم خانہ ہے جہاں محمودؒ بہت تیار ہوئے
اس خاک کے ذرّے ذرّے سے کس درجہ شرر بیدار ہوئے

ہے عزمِ حسینؒ احمدؒ سے بپا ہنگامۂ گیر و دار یہاں
شاخوں کی لچک بن جاتی ہے باطل کیلئے تلوار یہاں

رومیؒ کی غزل رازیؒ کی نظر غزالیؒ کی تلقین یہاں
روشن ہے جمالِ انورؒ سے پیمانۂ فخر الدّینؒ یہاں

امدادؒ و رشیدؒ و اشرفؒ کا یہ قلزمِ عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیّبؒ پھیلا ہے تا وسعتِ امکاں پھیلے گا

مولانا ریاست علی بجنوریؒ

من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم (الحدیث)

خزینۂ علوم و معارف

معارفِ مدنی

افادات

شیخ الاسلام قدوۃ الانام سراج السالکین زبدۃ العارفین فخر المحدثین

حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے تفسیری، حدیثی، فقہی افاداتؒ، سلوک و تصوف سے متعلق روح پرور مضامین اور تحقیقاتِ عالیہؒ پر مشتمل ایک عظیم علمی مجموعہ

جمع و ترتیب

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہٗ

بانی، جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

ادارہ اشرف الامداد

جامعہ حیاۃ العلوم ○ گلشن اشرف ○ اسلام نگر سندر ملتان روڈ لاہور